قرآن کے اسرار و رموز اور عجیب مخفی نکات پر مشتمل

تفسیر مُبہماتُ القرآن

مُفحِماتُ الأقرانِ
في مُبهماتِ القُرآن

تألیف

اِمام جلال الدین السُیُوطي

ترجمہ و تشریح

مولانا اِمداد اللہ انور

اُستاذ جامعہ قاسم العُلوم، مُلتان سابق مُعین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانویؒ جامعہ اشرفیہ لاہور

قرآن کے اسرار و رموز اور عجیب مخفی نکات پر مشتمل

مُفْحِمَاتُ الأَقْرَانِ
فِي مُبْهَمَاتِ الْقُرْآنِ

تألیف

امام جلال الدین السیوطی

ترجمہ و تشریح

مولانا امداد اللہ انور
اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان
سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور

دار المعارف
عنایت پور، تحصیل جلالپور پیروالا، ملتان
رابطہ نمبر: 0300-6351350 = 0333-6196631

نام کتاب : تفسیر مبہمات القرآن (مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن)

تالیف : امام جلال الدین سیوطیؒ سن وفات ۹۱۱ھ

ترجمہ : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم

رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان

استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی قدس اللہ سرہ

سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور

سابق استاذ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر :

ناشر : مولانا امداد اللہ انور۔ دار المعارف ملتان

فون نمبر : 0300-6351350=0614012566

تاریخ اشاعت : رجب ۱۴۳۳ھ بمطابق مئی ۲۰۱۲ء

صفحات : ۲۸۸ صفحات

ہدیہ : ....

فہرست

امام جلال الدین سیوطیؒ

اِسم مبارک

ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن الکمال ابوبکر بن محمد سیوطی شافعی رحمہ اللہ۔

وِلادت

بعد نماز مغرب شب اتوار یکم رجب ۸۴۹ھ میں مصر کے مشہور شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے (التحدث بنعمة الله للسیوطی ص۱۲)

جس گھرانے میں آپ کی ولادت ہوئی وہ علم وعرفان کا اپنے وقت میں مخزن اعلیٰ تھا آپ کے برادران حفاظ قرآن اور عالم تھے آپ کے والد جید شافعی عالم، فقیہ وقت، کئی کتب کے مصنف اور قاضی تھے اپنے گھر میں روزانہ ایک قرآن پاک تلاوت فرماتے تھے۔

والد کی وفات کے بعد علامہ ابنِ ہمام کی کفالت میں

جب آپ پانچ برس سات ماہ کے تھے اور قرآن پاک کو سورۂ تحریم تک حفظ کر لیا تھا تو ان کے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا ان کے اس یتیمی کے زمانہ میں مشہور حنفی عالم امام کمال بن ہمام صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ نے کفالت فرمائی۔ (بغیة الوعاة للسیوطی)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی دعا

علامہ سیوطیؒ کو ان کے والد گرامی نے بچپن میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس میں بٹھلایا اور حافظ ابن حجرؒ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

تحصیل علم

آٹھ سال کی عمر میں آپؒ نے حفظ قرآن پاک کے ساتھ صرف، نحو لغت، فقہ اور عقائد کی کتب کے متون یاد کر لئے تھے پھر آپ نے حصول علم کے لئے شام، حجاز، یمن، ہندوستان، دمیاط وغیرہ ممالک اور شہروں کا سفر کیا۔

آپ نے دوران طالب علمی حج کے موقعہ پر آب زمزم جن مقاصد کے لئے نوش فرمایا ان میں سے دو یہ تھے۔ (۱) علم فقہ میں اپنے استاد حضرت سراج الدین بلقینی حنفیؒ کے مرتبہ پر (۲) اور علم حدیث میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مرتبہ پر فائز ہو جاؤں۔

اساتذہ کرام

آپؒ نے نو سو سے زائد اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا جن میں اس زمانہ کے مذاہب اربعہ کے ائمہ کبار بلا امتیاز شامل ہیں مثلاً امام سراج الدین بلقینی حنفی، شرف الدین مناوی شافعی جد علامہ عبدالرؤف مناوی شارح جامع صغیر، عزالدین الکنانی، تقی الدین شمنی حنفی ۸۷۲ھ، محی الدین محمد بن سلیمان روحی حنفی، حصکفی، کافیجی، سیف الدین حنفی، شہاب الدین الشارمساحی، البرہان البقاعی، علامہ جلال الدین محلی شافعی ۸۶۴ھ، العزاحمد بن ابراہیم حنبلی وغیرہ۔

تلامذہ کرام

آپ سے بہت سے اکابر نے علم دین پڑھا مثلاً

(۱) عبدالقادر بن محمد الشاذلی المتوفی سن ۹۳۵ھ، آپ نے امام سیوطی کی سیرت پر کتاب بھی لکھی جس کا نام **بهجة العابدين بترجمة حافظ العصر جلال الدين** ہے۔

(۲) محدث بن علی شمس الدین الداودی المالکی المصری المتوفی بالقاهرة ۹۴۵ھ آپ نے بھی بہت سی کتابیں لکھیں مثلا **طبقات المفسرين** چھپ چکی اور **ذيل طبقات الشافعية للسبكي** اور **ترجمة الحافظ السيوطي** یہ ایک بڑی جلد میں ہے۔

(۳) امام ابن طولون الصالحی الحنفی آپ کا نام محمد بن علی ہے سن ۸۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۵۳ھ میں فوت ہوئے تقریباً ۷۴۶ کتابیں حدیث تاریخ اور تراجم اور

اماکن شامیہ میں لکھیں مثلاً القلائد الجوهرية فى تاريخ الصالحية' فی مجلدين، اور "اعلام الورى بمن ولى نائباً من الاتراک بدمشق الشام الكبرى" اور "اعلام السائلين عن كتب سيد المرسلين"۔

(۴) علامہ امام محمد بن عبد الرحمٰن العلقمی المتوفی ۹۶۹ھ آپ شافعی فقہ کے فقیہ تھے حدیث کے ماہر تھے جامعہ ازہر کے مدرس تھے علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت رکھتے تھے آپ کی بعض کتابوں کے نام یہ ہیں: "الكوكب المنير بشرح الجامع الصغير" و "قبس النيرين على تفسير الجلالين" اور "مختصر اتحاف المهرة باطراف العشرة" اور "ملتقى البحرين فى الجمع بين كلام الشيخين" اور "التحف الظراف فى تلخيص الاطراف"۔

(۵) حضرت امام عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ ،امام مناویؒ نے اپنی کتاب طبقات میں آپ کو امام، عامل، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، صوفی، مربی، مُسلک کے القاب سے یاد کیا ہے۔ آپ نے حدیث، تصوف اور اکابر کے حالات پر بہت سی کتابیں لکھیں ہیں

(۶) مؤرخ محقق حضرت محمد بن احمد بن ایاس الحنفی ابوالبرکات المصری آپ کی بعض کتابوں کے نام یہ ہیں: "تاريخ ابن اياس" المسمى "بدائع الزهور فى وقائع الدهور" بلغ فى حوادثه سنة ۹۲۸ھ، اور "نشق الازهار فى عجائب الاقطار" اور "عقود الجمان فى وقائع الازمان" اور "نزهة الامم فى العجائب والحكم" اور "مرج الزهور" فى التاريخ۔

آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں جتنے فقہاء، محدثین اور علمائے عربیت وغیرہ تیار فرمائے ہیں ان سے کہیں زیادہ اپنی کتب کے ذریعہ سے اپنے تلامذہ پیدا کئے ہیں۔

علوم سیوطی

حضرت علامہ نے اپنی کتاب "حسن المحاضرہ" میں اپنے متعلق جن علوم وفنون

کی معرفت اور نسبت بیان فرمائی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

تفسیر، متعلقات تفسیر، قراءات، حدیث، متعلقات حدیث، دعوات واذکار، فقہ، علوم متعلقہ فقہ، فن اصول، علم تصوف، فن عربیت، فن متعلقات عربیت، فن تاریخ وادب، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم جدل، علم صرف، علم انشاء، علم ترسیل، علم فرائض و میراث، (حسن المحاضرہ ۱/ ۳۳۸)

کثرت تالیفات وتصنیفات

علم کتب کی مشہور کتاب (ہدیۃ العارفین) میں حضرت علامہ سیوطیؒ کی کتب کی تعداد ایک قول میں چھ سو اور ایک میں سات سو بیان فرمائی ہے اور چھ سو کتب کے ناموں کی مکمل فہرست بھی دے دی ہے۔

آپ نے تقریباً ہر اسلامی موضوع اور مسئلہ پر اپنی تحقیقات اور تصنیفات پیش فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی اکسٹھ سالہ زندگی میں کثرت عبادت، تعلیم، قضائے حوائج اور کثرت مطالعہ کے ساتھ کثرت تالیفات وتصنیفات کی بہت بڑی نعمت عطاء فرمائی تھی اگر ان کی تالیفات عام ہو جائیں تو آج علماء کرام کو بہت سے مسائل پر لکھنے کی ضرورت نہ پڑے الحمد للہ آج حضرت علامہ کی کتب وافر تعداد میں عرب ممالک سے شائع ہو رہی ہیں احقر مترجم کے پاس بھی حضرت علامہ کی بہت سی کتب کا ذخیرہ موجود ہے اللہ تعالیٰ نے حافظ سیوطی کی عمر اور وقت دونوں میں بہت برکت رکھی تھی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک فن میں کئی کئی مختلف طرز کی یادگار اور سرمایہ افتخار کتب لکھنے کی توفیق عطاء فرمائی تھی۔ حضرت علامہ کی کتب میں تکرار بھی ہے تاہم وہ اپنی اپنی جگہ پر ضروری اور مفید معلوم ہوتا ہے اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علامہ نے اپنے علم کو آج کے جدید طریقہ کے مطابق اپنے دور میں (کمپیوٹرائزڈ) تقسیم فرما کر آج کی ضرورت کو بھی صدیوں پہلے پورا کیا اور مختلف علوم و فنون میں استعمال فرمایا۔ یہ بات ہر اہل علم کے نزدیک مسلم ہے کہ حضرت علامہ نے

علوم اسلام کومختلف شکلوں میں سہل الوصول بنایا اور رہتی دنیا تک ان کی کتب سے ہر طبقہ کے علماء محققین مستفید ہوتے رہیں گے۔

ہم نے علامہ سیوطیؒ کی تقریباً سات سو کتابوں کے نام اور یہ کہ کون سے چھپ چکی ہے کونسی سی نہیں چھپی ہم نے اس کی تفصیل مختلف کتابوں کے حوالے سے کتاب معارف الاحادیث کے مقدمے میں ذکر کر دی ہے اس لئے یہاں اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے خواہش مند حضرات معارف الاحادیث میں آپ کی کتابوں کی تفصیلی فہرست کوملاحظہ فرمالیں۔

پہلی تصنیف

سترہ سال کی عمر میں ۷۶۶ھ میں آپ نے سب سے پہلی کتاب ریاض الطالبین تحریرفرمائی جس میں آپ نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے متعلق علوم جمع فرمائے تصنیف کے ابتدائی زمانہ میں آپ نے مختلف علوم کی کتب کے خلاصے اوراضافے فرمائے بعد میں مستقل تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا حضرت علامہ کی بہت سی کتب کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں اور بہت سی مختصر رسالوں پر، بہرحال جتنی کتب بھی تحریرفرمائیں سب علماء میں عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

آپ نے علوم قرآن پر مشتمل مختلف کتابیں تصنیف فرمائیں، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کواللہ تعالیٰ نے قرآن اور متعلقات کے علوم پر بہت زیادہ دسترس فرمائی تھی جیسا کہ علماء نے ان کی علوم قرآن کی کتابوں سے اندازہ لگایا ہے مثلاً الاتقان فی علوم القرآن اس کتاب میں علامہ سیوطی نے قرآن پاک کے اسّی علوم پر بحث کی ہے اور الدر المنثور فی التفسیر بالماثور میں مستند تفاسیر جن میں سند سے روایات تفسیر یہ کو جمع کیا گیا ہے جیسے تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر عبدالرزاق، تفسیر ابن المنذر، تفسیر سعید بن منصور، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابو شیخ، تفسیر عبد بن حمید وغیرہم کو مرتب کیا ہے اور اس میں دوسری حدیث کی دوسری کتابیں جو صحاح، سنن، مغازی،

مسانید اور اجزائے حدیثیہ پر مشتمل ہیں کی روایات کا اس میں اضافہ کیا ہے۔ یہ کتاب درمنثور تقریباً سو سال پہلے مصر سے چھ جلدوں میں چھپی ہے اور بیروت سے آٹھ جلدوں میں نئی کمپوزنگ کے ساتھ اور اب چند سال پہلے تقریباً پندرہ جلدوں میں تخریج کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

اسی طرح سے علامہ سیوطی نے ایک ایسی تفسیر لکھنا شروع کی جس میں تفاسیر میں منقول تمام اقوال، تمام استنباطات، اشارات، اعاریب، لغات، بلاغت کے نکات، بدائع کے محاسن وغیرہ کو جمع کیا تاکہ کسی اور کتاب کی طرف ضرورت محسوس نہ ہو اور اس کا نام مجمع البحرین و مطلع البدرین رکھا اور یہی وہ کتاب ہے جس کے لئے الاتقان کو بطور مقدمہ کے لکھا تھا۔

علامہ سیوطی نے بعض علومیہ قرآنیہ پر مستقل کتابیں بھی تصنیف کیں جیسے "لباب النقول فی اسباب النزول" اور "المهذب فيما وقع فی القرآن من المعرب" اور "معترک الاقران فی مشترک القرآن" فی الوجوه والنظائر، اور "معترک الاقران فی اعجاز القرآن" اور "مجاز الفرسان الی مجاز القرآن" اور "تناسق الدرر فی تناسب السور" اور "الا كليل فی استنباط التنزيل" اور "الازهار الفائحة على الفاتحة"، اور "نواهد الابكار و شواهد الافكار" حاشية على تفسير البيضاوی۔

اسی طرح سے علامہ سیوطی نے اپنے استاد شیخ جلال الدین المحلی کی تفسیر کو شروع سورت بقرہ سے آخر سورۃ اسراء تک مکمل کیا اور یہ تفسیر تفسير الجلالين کے نام سے مشہور ہے۔

اعتراض وجواب

بعض لوگ حضرت علامہ سیوطی کو حاطبِ لیل کا خطاب دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ اپنی کتب میں رطب و یابس جمع کر دیتے ہیں اور کمزور باتیں تحریر فرماتے ہیں حالانکہ یہ بات نہیں حضرت علامہ نے ہر کتاب کو اپنے خاص مقصد کو سامنے رکھ کر تالیف کیا ہے

اور قارئین کی مطلوبہ ضروریات کو اپنے انداز کے مطابق دوسری کتب میں تحریر کر دیا ہے اس لئے کسی تصنیف یا تحقیق کے متعلق ان کی دیگر تصنیفات کو مدنظر رکھ کر فیصلہ دیا جائے مثلاً انہوں نے ایک کتاب الجامع الکبیر تالیف فرمائی جس میں ہر قسم کی روایات درج ہیں اس میں صحیح ضعیف وغیرہ میں امتیاز نہیں کیا بادی النظر میں یہ اعتراض ہوسکتا ہے لیکن جب ان کی کتاب ''اللآلی المصنوعہ،، اور ''الجامع الصغیر،، اور ''زوائد علی الجامع الصغیر،، اور ''الدرالمنتثرۃ،، وغیرہ کو دیکھا جائے تو یہ اعتراض قائم نہیں رہتا کیونکہ حضرت علامہ نے اس ضرورت کے حل کے لئے ایک ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ علامہ ابن جوزی جیسے کثیر التصنیف عالم نے کہا ہے۔ ان کی کتابوں سے اس وجہ سے علماء فائدہ اٹھا سکتے جن کو کتب حدیث کے حالات معلوم ہوں اور ایسا ہی فیصلہ دوسری کتب حدیث کا ہے چاہے اس کی وجہ کوئی اور ہو۔

علمی مقام ومرتبہ

آپ کا علمی مقام ان کے اساتذہ اور تلامذہ کے ساتھ ساتھ ان کی کتب سے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے جو ان کے علم کی غایت درجہ بلندی پر واضح دلالت کرتی ہیں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ دو لاکھ احادیث کے حافظ تھے (مقدمہ تدریب الراوی) حضرت علامہ سیوطی نے اپنے تفصیلی حالات **حسن المحاضرة فی اخبار مصر و القاهره** میں اور **التحدث بنعمة الله** وغیرہ میں تحریر فرمائے ہیں ان میں حضرت علامہ نے اپنی بہت سی کتب کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ آخر عمر میں آپ نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں تمام علوم اجتہاد جمع فرما دئے ہیں اس پر اس زمانہ کے علماء نے ان سے اختلاف بھی فرمایا لیکن حضرت علامہ سیوطی نے ان کے جواب میں کئی کتب تالیف فرمائیں اور ان کے تفصیلی جوابات لکھے اور ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام ''**الرد علی من اخلد الی الارض**،، رکھا (مطبوعہ ہے) اس میں فرماتے ہیں (اس وقت) مشرق سے مغرب تک پوری روئے زمین پر کوئی آدمی علم حدیث اور عربی دانی میں مجھ سے آگے نہیں ہے سوائے حضرت خضر یا قطب یا ولی اللہ کے

تفصیل کے لئے فیض القدیر شرح جامع صغیر ۱/ ۱۱۔۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

مسند تدریس

آپ عمر کے سترہویں سال ۸۶۶ھ سے لغت اور علم فقہ کی مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے اور حدیث کے املاء کے لئے ۸۷۲ھ میں مسند نشین ہوئے جس کے لئے ان کے استاذ مکرم شیخ تقی الدین شمنی حنفی نے تصدیق فرمائی۔

وفات

وفات سے سات روز قبل داہنے بازو میں ورم اٹھا جو وفات کا سبب بنا، شب جمعہ ۱۹ جمادی الاولی ۹۱۱ھ میں وفات پائی اور اپنی عمر کے ۶۱ سال دس ماہ اٹھارہ یوم پورے کئے۔

دو جنازے

ان کا پہلا جنازہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی نے بعد نماز جمعہ جامع مسجد احمد ابار یقی میں پڑھا جس میں خلق کثیر شریک ہوئی ان کا دوسرا جنازہ جامع مسجد جدید مصر میں پڑھا گیا آپ کا مزار مبارک حضرات اہل علم وعوام کی زیارت گاہ ہے۔

اولاد

آپ نے اپنی جسمانی اولاد نہیں چھوڑی

رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَاَنَارَ ضَرِيْحَهٗ وَاَفَاضَ عَلَيْهِ مِنْ رِضْوَانِهٖ كُلَّمَا اِسْتَنَارَتْ بِمُؤَلَّفَاتِهِ الْقُلُوْبُ وَلَمَعَتْ بِاَنْوَارِ هَا الْغُيُوْبُ.

امداد اللہ انور عفرلہ

پیش لفظ

الحمد لله و كفى و الصلوٰة و السلام على عباد الله الاصفياء خصوصاً على افضل الرسل محمد نبينا خاتم الانبياء و على آله النجباء و اولياء الاتقياء اما بعد.

قرآن پاک کی خدمت بہت بڑا اشرف ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اهل القرآن اهل الله و خاصته قرآن والے اللہ کا خاندان اور اللہ کے خاص لوگ ہیں قرآن

اور علم قرآن کی خدمت اور اشاعت اسی زمرہ میں آتی ہے اللہ تعالیٰ نے اکابر امت کو قرآن پاک کی قسم وقسم کی خدمات کی توفیق عطا فرمائی علامہ سیوطی انہی افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے قرآن پاک کے سینکڑوں علوم وفنون پر کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے ایک کتاب مفحمات الاقران فی مبھمات القرآن ہے اس میں انہوں نے ان چیزوں کی تفصیل لکھی ہے جن کو اللہ نے قرآن پاک میں مبہم کر کے بیان کیا تھا۔

اللہ کے فضل سے ناچیز مترجم نے بھی قرآن پاک کی مختلف قسم کی خدمات سرانجام دی ہیں اسی کی توفیق سے اس کتاب کا آسان اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی بھی سعادت حاصل ہو رہی ہے اس کتاب کا ترجمہ جمعرات ستمبر کی 29 تاریخ کو سن 2007ء میں شروع کیا تھا اور چند ہی دنوں میں مکمل ہو گیا تھا پھر گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے اس کا تھوڑا تھوڑا کام کمپوزنگ، تصحیح اور حواشی وغیرہ کی سیٹنگ کا ہوتا رہا۔ آج الحمدللہ 22 اپریل سن 2012ء میں یہ آخری سطور لکھی جا رہی ہے۔ اس کتاب میں سلسلہ تفسیر میں درج حوالہ جات خود علامہ سیوطیؒ کے ہیں اور حاشیہ میں تحقیق وتخریج ایاد خالد الطباع سے نقل کی گئی ہے شروع میں علامہ سیوطیؒ کے حالات بھی مستند کتابوں سے درج کر دیئے گئے ہیں اور علامہ سیوطی نے اس کتاب میں قرآن پاک کے ۵۸۶ مقامات کی مبہم آیات کو ذکر کیا تھا ہم نے ان آیات کے ذکر کے بعد اپنی توجہ سے اس طرح کی بریکٹوں کے درمیان ترجمے کا اضافہ کر دیا ہے اور جہاں جہاں مزید تشریح کی ضرورت تھی وہاں فائدے کا عنوان دے کر تشریح کا اضافہ کر دیا ہے۔ اگر ان مبہم مقامات کی اس تفسیر کو سامنے رکھ کر ہمارے اردو کئے ہوئے ترجمہ کو قارئین ملاحظہ کریں گے تو ان شاءاللہ لمبی تفسیروں کے مطالعہ کے بجائے صرف قرآن سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہو گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک کی خدمت کی عظمت اور شان کے مطابق ہمیں اپنی رضا کا اور آخرت کے انعامات کا جو قرآن کی خدمت پر مرتب ہوتے ہوں عطا فرمائے۔

امداد اللہ انور غفرلہ

22 اپریل سن 2012ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و صَلَّى اللهُ على سَيِّدنا محمد، و على آله و صحبه و سَلَّم. اَما بَعْدَ حَمْدِ الله على ما منح من الالِهام، و فتح من غوامضِ العلوم، باستخراج الأفُهام، و الصلاة والسلام على سيدنا محمد، الذي أزال- ببيانه- كُلَّ إبُهام، و على آله و اَصحابه اَولي النُّهى والاَحْلام.

علوم قرآن میں جن چیزوں کا جاننا بہت ضروری ہے ان میں سے ایک مبہمات کی پہچان ہے۔

اس فن میں کئی کتابیں تالیف کی گئی ہیں:

(۱) حضرت ابوالقاسم سہیلی کی کتاب التعریف و الاعلام۔

(۲) اس پر آپ کے شاگردوں کے شاگرد حضرت ابن عسکر کا ذیل التکمیل و الاتمام.

(فائدہ) ابن عسکر کا نام محمد بن علی بن خضر بن ہارون الغسانی ابوعبداللہ ہے ادیب نبیل تھے اور تاریخ وحدیث کے عالم تھے۔ سن ۶۳۶ھ میں وفات پائی۔

(۳) پھر ان دونوں کتابوں کو قاضی بدرالدین بن جماعۃ نے جمع کیا اور اس کا نام رکھا التبیان فی مبہمات القرآن۔

قاضی بدرالدین کا نام محمد بن ابراہیم الحموی الشافعی ہے ۶۳۹ھ میں پیدا ہوئے ۷۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ اپنے زمانہ میں شیخ الاسلام تھے تمام علوم دین بالخصوص حدیث میں ماہر تھے۔

(۴) اور یہ کتاب مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن جس کو امام سیوطیؒ نے تالیف کیا ہے۔ اس کے بارے میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ یہ کتاب فوائد اور زوائد کے احاطہ کے اعتبار سے اوپر کی تینوں کتابوں سے بلند تر ہیں۔ اس میں ہر قول

کے قائل کا حوالہ دیا گیا ہے اور حدیث اور تفاسیر کی کتابوں کے حوالے بھی ساتھ ساتھ دے دیئے گئے ہیں کیونکہ اس طرح سے بات جلد قبول ہوتی ہے اور دلوں میں اترتی ہے، اگر مجھے کوئی حوالہ نہیں ملا تو میں نے اس بات کی نسبت مفسرین اور علماء میں سے جس نے بھی کی ہے اس کی طرف نسبت کر دی ہے۔

اور میں نے اس کا نام **مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن** رکھا ہے۔

قرآن میں مبہمات کے فوائد

پہلا فائدہ

علم مبہمات ایک شاندار علم ہے بہت سے اسلاف نے اس کی طرف توجہ فرمائی ہے۔

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ

مکثتُ سنةً اُریدُ اَنْ اَسالَ عمر عن المراَتینِ اللتینِ تظاھرتا علی رسولِ الله صلّی اللهُ علیه وَ سَلَّم. (صحیح البخاری حدیث نمبر ۴۹۱۵ کتاب التفسیر)

(ترجمہ) میں ایک سال اس انتظار میں رہا کہ میں حضرت عمرؓ سے ان دوعورتوں کے بارے میں سوال کروں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کی مدد کی تھی۔

علماء رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول علم المبہمات کی بنیاد ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں یہ قول اس علم کے شرف کی دلیل ہے اور اس علم کی طرف توجہ بہت اچھا عمل ہے اور اس کی پہچان حاصل کرنا فضیلت ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں حضرت عکرمہ جو حضرت ابن عباسؓ کے غلام تھے ان سے مروی ہے فرمایا:

طَلَبْتُ اسمَ الذی خَرَجَ مِنْ بَیْتِهِ مُهَاجِرًا اِلی اللهِ و رَسُولِهِ ثُمَّ اَدْرَکَهُ الموتُ اَرْبَعَ عشرةَ سنةً حتی وَجَدْتُه. (الاصابۃ ۲/۲۱۲)

(ترجمہ) میں نے اس شخص کا نام ڈھونڈا جو اپنے گھر سے اللہ رسول کی خاطر ہجرت کر کے نکلا تھا پھر اس کو موت آ گئی تھی کہ یہ کون تھا تو مجھے اس کا نام چودہ سال

کے بعد معلوم ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ یہی بات حضرت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے ابن مندہ (المتوفی ۳۹۵ھ) نے اپنی کتاب معرفة الصحابة میں بسند یزید بن ابی حکیم از حکم بن ابان از عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا آپؓ نے فرمایا:

طَلَبْتُ اسمَ الرجل فی القرآن و هو الذی خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلی اللهِ و رَسُولِهِ و هو ضمرة بن ابی العیص.

(ترجمہ) میں نے ایک شخص کا نام جس کا ذکر قرآن میں آتا ہے اور وہ اللہ اور رسول کی خاطر گھر سے مہاجر ہو کر نکلا تھا تلاش کیا تو اس کا نام ضمرۃ بن ابی العیص معلوم ہوا۔

دوسرا فائدہ

اس علم کا ماخذ صرف منقول روایات ہیں اس میں رائے کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا صرف حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے اور تابعین جنہوں نے صحابہؓ سے علم کو حاصل کیا رجوع کیا جا سکتا ہے۔

تیسرا فائدہ

حضرت زرکشی نے البرہان فی علوم القرآن میں لکھا ہے جس علم کے چھپانے کی اللہ نے خبر دی ہے ایسے مبہمات کی تحقیق نہ کی جائے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ. اور ان کے سوا دوسروں پر جن کو تم نہیں جانتے۔ (الانفال:۶۰)

علامہ زرکشیؒ فرماتے ہیں اس شخص پر تعجب ہے جو جرأت کر کے کہتا ہے کہ اس سے مراد بنو قریظہ ہیں یا جنات ہیں اور اس آیت کی مثل دوسری آیت بھی ہے جو منافقین کے متعلق ہے۔

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا

عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ. (التوبۃ:۱۰۱)اور بعض تمہارے اردگرد کے گنوار منافق ہیں اور مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تو ان کو نہیں جانتا وہ ہمیں معلوم ہیں۔

یہاں اس چیز کی نفی کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کی ذوات کو متعین نہ کیا جائے۔

پھر یہ کہنا کہ یہ لوگ جنات میں سے تھے تو یہ خود حضور ﷺ سے حدیث مرفوع میں مروی ہے۔ جیسا کہ ابن ابی حاتم وغیرہ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اس لئے اس میں کوئی جرأت نہیں ہے۔

چوتھا فائدہ

قرآن میں بعض چیزوں کے مبہم بیان کئے جانے کے اسباب

(۱) جب ایک بات کسی جگہ واضح کر دی گئی ہو تو دوسری جگہ اس کے بیان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. (الفاتحہ:٦)

ترجمہ: ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔

کیونکہ اس آیت میں موجود ہے

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ. (النساء:٦٩)

ترجمہ: جن پر اللہ نے انعام کیا جیسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

(۲) حضرت آدمؑ کی بیوی حضرت حواؑ کا علم سب کو ہے اس لئے حضرت حواؑ کا نام نہ لیا کیونکہ حضرت آدمؑ کی کوئی اور بیوی نہیں تھی چنانچہ فرمایا:

وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ. (البقرۃ:۳۵)

ترجمہ: ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔

اور جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖ. (البقرۃ:۲۵۸)

ترجمہ: کیا آپؐ نے اس کو نہیں دیکھا جس نے حضرت ابراہیمؑ سے اس کے پروردگار کے بارہ میں مباحثہ کیا۔

اس مباحثہ کرنے والے سے مراد نمرود ہے اس کا نام اللہ تعالیٰ نے اس لئے ذکر نہ فرمایا کیونکہ یہ بات مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اس کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔

(فائدہ) قرآن پاک میں فرعون کا واضح نام آتا ہے جبکہ نمرود کا نام ذکر نہیں کیا گیا اس لئے کہ فرعون اس سے بہت زیادہ سمجھدار تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ گفتگو میں فرعون کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ نمرود کم عقل تھا اور اس کی دلیل اس کی یہ بات ہے اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں پھر اس نے جو کیا کیا اس شخص کو قتل کر دیا اور دوسرے کو معاف کر دے اور یہ انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔

(۳) مقصود پردہ پوشی ہے تا کہ اس پر عمدہ طریقے سے مہربانی کی جائے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا. (البقرۃ:۲۰۴)

ترجمہ: ایک وہ شخص ہے کہ اس کی بات دنیا کی زندگی کے کاموں میں آپ کو پسند آتی ہے۔

اس شخص سے مراد اخنس بن شریق ہے جو بعد میں مسلمان ہو گیا اور اسلام پر بہت اچھا عمل کیا۔

(۴) یا اس کی تعیین میں کوئی بڑا فائدہ نہیں تھا اس لئے اس کا نام ذکر نہیں کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا. (البقرۃ:۷۳)

ترجمہ: پھر ہم نے کہا اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو۔

اور

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ. (الاعراف:۱۶۳)

ترجمہ: اوران سے اس بستی کا حال پوچھئے۔

(۵) عموم پر تنبیہ مقصود ہوتی ہے اوراس کو خاص نہیں کیا جاتا بخلاف اس کے کہ جب کسی نام کو متعین کردیا جائے تو عموم کا فائدہ نہیں رہتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا. (النساء:۱۰۰)

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف وطن چھوڑ کر نکلا۔

(۶) اور کبھی نام ذکر نہ کر کے اس کی وصف کامل کو ذکر کیا جاتا ہے تا کہ اس کو تعظیم کا مرتبہ دیا جائے جو خالی نام سے حاصل نہیں ہوتی۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ. (النور:۲۲)

ترجمہ: اور تم میں سے بزرگی والے قسم نہ کھائیں۔

اور اسی طرح سے

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ. (الزمر:۳۳)

ترجمہ: اور جو سچی بات لے کر آیا (یعنی حضورؐ) اور جس نے اس کی تصدیق کی (یعنی حضرت ابوبکرؓ)۔

اور اسی طرح

اِذْ يقولُ لصاحِبِهٖ. (التوبۃ:۴۰)

ترجمہ: جب وہ اپنے ہمراہی سے کہہ رہا تھا۔

ان سب آیات میں حضرت ابوبکر الصدیقؓ مراد ہیں۔

(۷) اس لئے نام ذکر نہیں کیا گیا تا کہ وصف ناقص کی وجہ سے اس کی تحقیر ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ. (الکوثر:۳)

ترجمہ: بے شک جو آپ کا دشمن ہے وہی بے نام ونشان ہے۔

سُورَةُ الفَاتِحَةِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱]

﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ (آیت:٦)

[جزا وسزا کے دن کا مالک ہے]

اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ابن جریر[1] وغیرہ بسند ضحاک از ابن عباسؓ۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲]

﴿ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ (آیت:۷)

[ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا]

جن پر اللہ نے انعام کیا وہ لوگ انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں جیسا کہ اس کی تفسیر سورت نساء کی آیت میں آئی ہے۔

(فائدہ) یعنی

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾ (النساء، آیت:٦٩)

اور وہ لوگ جنہوں نے اطاعت کی اللہ اور اس کے رسول کی پس یہی لوگ ہیں جن پر انعام کیا ہے اللہ نے انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں سے اور

---

[1] جامع البیان ۱/۵۲۔

بہترین۔ (امداداللہ انور)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳]

﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ (آیت:۷)

غیر المغضوب علیھم سے مراد یہودی ہیں اور ولا الضّالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔

جیسا کہ امام احمد اور ابن حبان اور ترمذی [1] نے حدیث عدی بن ابی حاتم سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مغضوب علیھم یہودی ہیں اور الضّالین نصاریٰ ہیں۔

اور یہی حدیث ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت کی ہے

اور ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں اس کے متعلق مفسرین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں جانتا۔

---

[1] (احمد في "المسند" ٣٧٨/٤- ٣٧٩، و ابن حبان (١٧١٥)، و الترمذي (٢٩٥٦)، و قال: هذا حديث حسن غريب۔ وانظر الترمذي (٢٩٧)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴]

﴿ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ﴾ (آیت:۳۰)

[میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں]

خلیفہ سے مراد حضرت آدمؑ ہیں جیسا کہ آیت کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔اور ایک مرسل ضعیف روایت میں وارد ہے کہ مذکورہ زمین سے مراد مکہ ہے لیکن ابن کثیر[۱] نے فرمایا کہ یہ روایت مدرج ہے اور اس کی وجہ یہ روایت ہے جس کو ابن جریر[۲] اور ابن ابی حاتم نے عطاء بن سائب کی سند سے حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت کی سند سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا زمین کو مکہ سے پھیلایا گیا اور سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف فرشتوں نے کیا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں یعنی مکہ میں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵]

﴿ اُسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ ﴾ (آیت:۳۵)

[تم اور تمہاری بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو]

زوج سے مراد حضرت حوا ہیں۔

ابن جریر[۳] نے سُدِّی سے کئی سندوں سے روایت کیا ہے کہ فرشتوں نے حضرت

---

۱ (تفسیر ابن کثیر ۷۰/۱ و ضعف اسناده ایضاً)

۲ (تفسیر ابن جریر ۱۵۶/۱)

۳ (تفسیر ابن جریر ۱۸۲/۱)

آدمؑ سے حضرت حوّا کے بارے میں پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے تو فرمایا حوّا انہوں نے کہا ان کا نام حوا کیوں رکھا گیا فرمایا اس لئے کہ یہ زندہ سے پیدا کی گئیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۶]

﴿ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ﴾ (آیت:۳۵)

[اور اس درخت کے قریب نہ جانا]

ابن جریر[۴] اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد گندم کی بالی ہے اور یہ بات حضرت ابن عباسؓ سے کئی صحیح سندوں کے ساتھ وارد ہے اور ابن جریر[۵] نے سدی سے کئی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اس سے مراد انگور کا باغ ہے اور یہودیوں کا گمان ہے کہ یہ گندم کا درخت ہے اور ابوشیخ نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا فرمایا کہ یہ بادام کا درخت تھا اور اس کی سند ضعیف ہے اور میرے نزدیک یہ ہے کہ اس میں انگور کی بجائے بادام کی روایت میں تصحیف ہوگئی ہے اور ابوشیخ نے یزید بن عبداللہ بن قسیط کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مالٹے کا درخت مراد تھا اور ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ یہ کھجور کا درخت تھا اور ابن جریر نے حضرت مجاہدؒ[۶] سے روایت کیا ہے کہ یہ انجیر کا درخت تھا اور ابن ابی حاتم نے بھی حضرت قتادہؒ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔لیکن "تینــــــہ" کی بجائے

[۴] ۱۸۳/۱ . وفي سنده : النضر بن عبدالرحمن ، ضعيف جداً . ورواه أيضاً : ابن المنذر ، وأبو الشيخ ، وابن عساكر . انظر " الدر المنثور " ۵۲/۱ و " تفسير الطبري " تخريج العلامة أحمد شاكر للأثر (۷۱۸).

[۵] ۱۸٤/۱ ، وابن سعد في " الطبقات " ۵۳/۱ ، وعبد بن حميد ، وابن المنذر ، وابن أبي حاتم عن ابن عباس . " الدرالمنثور " ۵۳/۱ .

[۶] في " تفسير الطبري " ۱۸٤/۱ : عن ابن جريج عن بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم. ومجاهد، هو ابن جبر، أبو الحجاج ، ثقة الحديث ، إمام في التفسير والعلم ، ومن علماء التابعين ، توفي في أوائل القرن الثاني الهجري ، وله ثلاث وثمانون سنة.

"تین" کا لفظ کہا ہے تو اس کا معنی بھی وہی ہے پس یہ چھ قول ہوئے [7]۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷]

﴿ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ﴾ (آیت:۳۶)

[اور ہم نے کہا اس جنت سے زمین کی طرف اترو تمہارا بعض بعض کا دشمن ہے]

حضرت ابن جریر [8] نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں حضرت حوا اور آدم اور ابلیس اور سانپ کو خطاب ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۸]

﴿ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ ﴾ (آیت:۵۰)

[اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑا]

(روایت:۸)-اس سے مراد دریائے قلزم ہے اس کی کنیت ابو خالد ہے۔

جیسا کہ ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت قیس بن عباد سے روایت کیا ہے اور ابن عسکر فرماتے ہیں کہ اس دریا کی کنیت ابو خالد اس لیے ہے کہ یہ طویل زمانہ سے اسی طرح رواں دواں چل رہا ہے اور ابو یعلی [9] نے بسند ضعیف حضرت انسؓ سے روایت

---

[7] قال أبو جعفر الطبري رحمه الله تعالى ۱۸۵/۱ بعد أن أورد الروايات في ذلك: " ولا علم عندنا بأي شجرة كانت على اليقين ، لأن الله لم يضع لعباده دليلاً على ذلك في القرآن ولا في السنة الصحيحة ".

[8] ۱۹۱/۱ ، وعبد بن حميد ، وابن المنذر ، وابن أبي حاتم . كما في " الدر المنثور ".

[9] انظر " المطالب العالية " ۲۷۶/۳ . ورواه أيضاً ابن مردويه ، كما في " الفتح الكبير " للنبهاني . لكن روى ما يشهد له : أحمد في " المسند " ۲۹۱/۱ ، والبخاري (۳۹٤۳) في مناقب الأنصار ، ونحوه رقم (٤٦۸۰) ، ومسلم (۱۱۳۰) واللفظ له ، عن ابن عباس قال : قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة ، فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء ، فسُئلوا عن ذلك ؟ فقالوا : هذا اليوم الذي أظهر الله فيه موسى وبني إسرائيل على فرعون ؛ فنحن نصومه تعظيماً له. فقال النبي صلى الله عليه وسلم : " نحن أَوْلى بموسى منكم " ؛ فأمر بصومه.

کیا ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے لیے دس محرم کو دریا کو پھاڑا گیا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹]

﴿ وَإِذْ وٰعَدْنَا مُوسَىٰٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ﴾ (آیت:۵۱)

[اور جب ہم نے موسیٰ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا]

اس سے ذوالقعدے کا پورا مہینہ اور ذی الحج کے دس دن مراد ہیں ابن جریر[۱۰] ابن عالیہ سے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰]

﴿ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ ﴾ (آیت:۵۱، ۹۲)

[پھر تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا]

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا وہ بچھڑا جس کی انہوں نے پوجا کی تھی اس کا نام بہموت تھا اور ابن ابی حاتم نے اس بچھڑے کا نام یہبوث بتایا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱]

﴿ ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ ﴾ (آیت:۵۸)

[اس بستی میں داخل ہو جاؤ]

عبدالرزاق[۱۱] نے حضرت قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ بستی بیت المقدس تھی۔

[۱۲]

ابن جریر[۱۲] نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے وادخلوا الباب سجداً کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ بیت المقدس کا ایک دروازہ تھا جس کا نام "باب

[۱۰] ۲۲۲/۱۔

[۱۱] ابن جریر ۲۳۷/۱.

[۱۲] ابن جریر ۲۳۸/۱ بسند ضعیف.

حطّة " تھا اور ابن جریر[۱۳] نے حضرت ربیع سے روایت کیا ہے کہ یہ بیت المقدس کا دروازہ تھا اور ابن زید نے کہا کہ یہ اریحا بستی تھی جو بیت المقدس کے قریب تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۳]

﴿ النَّصٰرٰی ﴾ (آیت:۶۲،۱۱۳)

نصاریٰ کو اس لئے نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہ ایک بستی میں رہتے تھے جس کا نام ناصرہ تھا ابن ابی حاتم عن قتادہ۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کو نصاریٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا تھا: نحن أنصار الله ہم اللہ کے مددگار ہیں (الصّف:۱۴) ابن عسکر (۱۴)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴]

﴿ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا ﴾ (آیت:۷۲)

[اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تھا]

اس مقتول کا نام عامیل تھا (کرمانی)۔ بعض نے کہا نکار تھا۔ (ماوردی) اس کا قاتل اس کا چچازاد بھائی تھا ابن جریر[۱۴] وغیرہ از حضرت ابن عباس۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا بھائی تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵]

﴿ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ﴾ (آیت:۷۳)

[اور ہم نے کہا اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو]

فریابی[۱۵] نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ ہڈی ماری گئی تھی جو نرم ہڈی کے پاس ہوتی ہے۔

---

۱۳ ابن جرير ۲۳۷/۱.
۱۴ ۲۸۵/۱.
۱۵ وعبد بن حميد، وابن المنذر، وابن أبي حاتم. و "الدرالمنثور" ۷۹/۱.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گوشت کا وہ حصہ مارا گیا تھا جو کندھوں کے درمیان ہوتا ہے ابن جریر[١٦] از سُدّی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ران ماری گئی تھی۔ ابن جریر[١٧] از قتادہ ومجاہدؒ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی اس کو ماری گئی تھی ابن جریر[١٨] از ابن ابی العالیہ۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی زبان ماری گئی تھی[١٩] اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی سرین ماری گئی تھی اور دم ماری گئی تھی کرمانی فی الغرائب۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:١٦]

﴿ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ﴾ (آیت:٧٦)

[اور جب وہ ایک دوسرے کے پاس تنہا ہوتے ہیں]

ابن جریر[٢٠] نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یہود کے منافقین کے متعلق ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ ابن صوریا کے متعلق اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:١٧]

﴿ وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ ﴾ (آیت:٧٨)

[اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں]

کہا گیا ہے ان سے مراد مجوسی ہیں اس کو مہدوی نے ذکر کیا کیونکہ ان کی کوئی

١٦ـ "الطبري" ٢٨٥/١.

١٧ـ "الطبري" ط الحلبي ٣٥٩/١، وقوله "أخرجه ابن جرير" إلى قوله "وقيل: بفخذها".

١٨ـ الأثر في "الطبري" ٢٨٥/١ـ

١٩ـ (٢١) تفسير البغوى ٦١/١. ٢٠ـ ٢٩٢/١.

کتاب نہیں تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸]

﴿ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ﴾ (آیت:۸۰)

[مگر گنے چنے چند دن]

ان کا خیال تھا کہ یہ سات دن ہوں گے طبرانی [۲۱] وغیرہ بسند حسن حضرت ابن عباسؓ۔
اور ابن ابی حاتم نے ضعیف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے
کہ ان سے مراد چالیس دن ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹]

﴿ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ﴾ (آیت:۸۷)

[اور ہم نے حضرت عیسیٰ کو روح القدس کے ساتھ قوت دی]

روح القدس سے جبرائیلؑ مراد ہیں ابن ابی حاتم [۲۲] عن ابن مسعودؓ۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰]

﴿ نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ﴾ (آیت:۱۰۰)

[تو ان میں سے ایک فریق نے اس عہد کو پھینک دیا]

اس سے مراد مالک بن صیف ہے۔ (ابن جریر [۲۳] عن ابن عباسؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۱]

﴿ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ ﴾ (آیت:۱۰۲)

[اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو بابل (شہر) میں دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا]

---

[۲۱] ذكر الأثر في "مجمع الزوائد" ٣١٤/٦ دون تخريج ولعله سقط من المطبوع منه، والأثر مروي في "تفسير الطبري" ٣٠٣/١ و "أسباب النزول" للواحدي : ١٧.

[۲۲] وأبو الشيخ في كتاب "العظمة" عن جابر مرفوعاً "الدر المنثور".

[۲۳] (٢٤) ٣٥١/١.

یہ دونوں فرشتے ہاروت و ماروت ہیں۔ جیسا کہ ابن جریر۲۴ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جبرائیل و میکائیل ہیں۔ جیسا کہ بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عباسؓ سے اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ سے روایت کیا ہے۔

اور مـلکین کو "ل" کی زیر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے تو پھر مراد حضرت داؤ داور حضرت سلیمانؑ ہیں جیسا کہ اس کو ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت کیا۔

اور ابن ابی حاتم۲۵ نے حضرت ضحاک سے روایت کیا کہ اس سے مراد بابل کے دو بڑے کافر تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۲]

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ ﴾ (آیت:۱۰۹)

[بہت سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) پسند کرتے ہیں]

ان ناموں میں کعب بن اشرف کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

(ابن جریر۲۶ عن الزہری وقتادہ)

اور ان میں سے حیی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ ۲۷۔

---

۲۴ ۳۵۹/۱.

۲۵ انظر "تفسير ابن كثير" ۱۳۷/۱. و "علجان": مثنى عِلج. وهو الرجل الضخم من كُفّار العجم. وبعض العرب يطلقه على الكافر مطلقاً. والجمع "عُلُوج" و "أعلاج"، كما في "المصابح المنير".

۲۶ "الطبري" ۳۸۸/۱ وسقط "ابن جرير" من ع.

۲۷ الأثر في "الطبري" ۳۸۸/۱.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳]

﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىْءٍ ﴾ (آیت:۱۱۳)

[اور یہودی کہتے ہیں عیسائی درست راہ پر نہیں ہیں]

یہ کہنے والا رافع بن حریملہ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴]

﴿ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَىْءٍ ﴾ (آیت:۱۱۳)

[اور عیسائی کہتے ہیں یہودی درست راہ پر نہیں ہیں]

یہ کہنے والا نجران کا ایک آدمی تھا ابن جریر[۲۸] عن ابن عباسؓ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۵]

﴿ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (آیت:۱۱۳)

[اسی طرح سے ان لوگوں نے ان کی سی بات کہی جو جاہل ہیں]

سُدی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عرب ہیں۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں یہ کچھ قومیں تھیں جو یہود و نصاریٰ سے پہلے گزری ہیں ان دونوں قوموں کو ابن جریر[۲۹] نے روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶]

﴿ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ ﴾ (آیت:۱۱۴)

[اور جو اللہ کی مساجد سے روکے اس سے بڑا کون ظالم ہے]

ابن ابی حاتم[۳۰] نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قریش ہیں اور ابن ابی حاتم نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ان سے نصاریٰ مراد ہیں۔

---

[۲۸] ۳۹٤/۱.   [۲۹] ۳۹٥/۱.

[۳۰] وابن اسحاق . "الدر المنثور" ۱۰۸/۱.

اور حضرت عبدالرزاق [۳۱] نے حضرت قتادہؒ سے روایت کی ہے کہ ان سے مراد بخت نصر اور ان کے وہ ساتھی ہیں جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کیا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۷]

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ ﴾ (آیت:۱۱۸)

[اور وہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے وہ کہتے ہیں کیوں نہیں اللہ تعالیٰ ہم سے بات کرتا ہے]

ان لوگوں میں سے رافع بن حریملہ کا نام بھی لیا جاتا ہے جنہوں نے یہ بات کہی تھی۔ (ابن جریر [۳۲] عن ابن عباسؓ)

حضرت قتادہ سے ابن جریر [۳۳] نے روایت کیا ہے کہ یہ کفار عرب تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۸]

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ﴾ (آیت:۱۲۹)

[اے ہمارے رب اور ان بیت اللہ والوں میں ایک رسول انہی میں سے بھیج دے]

اس رسول سے مراد نبی ﷺ ہیں اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا تھا: **أنا دعوة أبي إبراهيم** (میں اپنے ابا حضرت ابراہیم کی دعا ہوں)۔

(احمد عن حدیث عرباض بن ساریہ وغیرہ [۳۴])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹]

﴿ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهِمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ﴾ (آیت:۱۳۲)

[اور ابراہیم نے اپنی اولاد کو اور یعقوب نے یہی وصیت کی تھی]

---

[۳۱] و "الطبري" من طريقه ۱/۳۹۷.

[۳۲] ۱/۴۰۷ وابن اسحاق وابن أبي حاتم، "الدرالمنثور" ۱/۱۱۰.

[۳۳] "ابن جرير" ۱/۴۰۷ وعبارة: "وأخرج عن قتادة" سقطت من "الدرالمنثور" ۱/۱۱۰ فليتنبه.

[۳۴] في "المسند" ۴/۱۲۷-۱۲۸، والطبري ۱/۴۳۵، والحاكم في "المستدرك" ۲/۶۰۰، وصححه وأقره الذهبي. وصححه الشيخ أحمد =

ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی اور یعقوبؑ نے بھی اور ابراہیمؑ کے بیٹے جن کے نام قرآن پاک میں مذکور ہیں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق ہیں۔ اور باقی کے نام کلبی نے اس طرح روایت کئے ہیں۔ مدن، مدین، یقشان [35]، زمران، اشبق، شوح وغیرہ۔

اور ابن سعد نے طبقات [36] میں لکھا ہے کہ میں نے ان ناموں کو ایک مضبوط و معتبر نسخے میں بھی دیکھا ہے جس کو علامہ دمیاطی نے قلم بند کیا تھا اور یہ زیادہ معتمد ہے اس میں لکھا ہے کہ ہمیں محمد بن عمر الاسلمی نے بیان کیا کہ ابراہیمؑ کی اولاد میں اسماعیلؑ پیدا ہوئے تھے جب کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر نوے (۹۰) سال تھی اور حضرت اسماعیلؑ ان کے سب سے پہلے بیٹے تھے پھر اسحاقؑ ان سے تیس سال بعد پیدا ہوئے اور اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور حضرت سارہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابراہیمؑ نے کنعانیوں کی ایک عورت سے نکاح کیا جس کا نام قنطورا تھا تو قنطورا نے حضرت ابراہیمؑ کے چار بیٹے جنے، ماذی، زمران، شرجح، سبق اور حضرت ابراہیمؑ نے ایک اور عورت سے نکاح کیا جس کا نام حجونی [37] تھا تو حجونی نے آپ کے سات بیٹے جنے نافس، مدین، کشیان، شروخ، امیم،

=شاكر أيضاً ؛ في تعليقه على "تفسير الطبري".

والحديث بنحوه رواه الامام أحمد أيضاً في "المسند" ٢٦٢/٥ من حديث أبي أمامة رضي الله تعالى عنه قال: قلت: يا نبي الله ما كان أول بدء أمرك ؟ قال: دعوة أبي إبراهيم، وبشرى عيسى، ورأتُ أمي أنه يخرج منها نور أضاءت منها قصور الشام.)

[35] "تاريخ الطبري" ٢٧٠/٢ بمثناة. ووقع في نسخة من "تاريخ الطبري" ٣٠٩/١ و ٢٧٠/٢، و المطبوعة "ع": "بقشان" بموحدة. ووقع في "تاريخ الطبري" أيضاً ٣٠٩/١: "يقسان".

وجاء في مطبوع "الدر المنثور في التفسير المأثور" ١٣٩/١: "بيشان".

ووقعت الأسماء في "الكامل" لابن الأثير ١٢٣/١ هكذا: نفشان" ومران، ومديان، ومدن، ونشق، وسرح".

[36] ٤٧/١.

[37] كذا في مطبوعة "طبقات ابن سعد"، ووقع في النسخ الخطية: "حجوى" وفي "الكامل" لابن الاثير ١٢٣/١: "حجون".

لوط، لقیشان تو یہ حضرت ابراہیمؑ کے کل تیرہ بیٹے ہوئے۔

اور حضرت کلبی سے ابن سعد نے روایت کیا کہ اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے ہوئے۔ یناوذ ۳۸، قیذر، اذبل، منسی ۳۹، مسمع ۴۰، دمار ۴۱، اذر، طیما ۴۲، یطور ۴۳، نبش ۴۴، ماشی، قیذما۔ ۴۵

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۰]

﴿ وَالْأَسْبَاطِ ﴾ (آیت: ۱۳۶، ۱۴۰)

[اور ان کی اولاد]

حضرت ابن جریر ۴۶ نے حجاج کی سند سے ابن جریج سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اسباط سے مراد حضرت یعقوبؑ کے بیٹے ہیں یہ بارہ مرد تھے اور ہر ایک سے لوگوں کی ایک امت (کثیر تعداد) پیدا ہوئی۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ اسباط سے مراد یعقوبؑ کے بیٹے ہیں۔ یعنی یوسف، بنیامین، روبیل، یہوذا، شمعون، لاوی، دان، قہاب، کود، بالیون ۴۷۔

---

۳۸ كذا في ق و خ، و في ك: "يماوذ" وفي "سيرة ابن هشام" ١ / ٤: "نابت"۔

۳۹ كذا في النسخ الخطية، و في "السيرة" ١ / ٥: "مبشا"۔

۴۰ كذا شكلت في ق و "السيرة" و شكلت في خ بضم الميم۔

۴۱ كذا في ق و في خ و ك: "دما" بحذف الراء۔ و هو قول فيه۔ كما في هامش "سيرة ابن هشام"۔

۴۲ كذا في خ و ك و "السيرة" و في ق "طيمار".

۴۳ في ك: "نطور" والمثبت من ق و خ و هو موافق للسيرة۔

۴۴ كذا شكلت في ك؛ و في "السيرة": "نَبِش" بفتح فكسر۔

۴۵ كذا في خ و "السيرة"؛ وفي ق: "قيدبا" و في ك: "قيدتا" (؟)

وانظر للوقوف على مزيد من الاختلاف في الاسماء التعليق على "سيرة ابن هشام" ١ / ٥، و "الكامل في التاريخ" لابن الاثير ١ / ١٢٥۔

۴۶ ١ / ٢٤٣.

۴۷ يوجد اختلاف بين في الروايات التي نقلت أمثال تلك الاسماء۔ انظر حول ذلك ما علقه العلامة الاديب محمود شاكر علي "تفسير الطبري" ٣ / ١١٢۔ وانظر =

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱]

﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ﴾ (آیت:۱۴۲)

[اب بیوقوف لوگ کہیں گے]

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ بے وقوفوں سے مراد یہودی ہیں جیسا کہ ابوداؤد نے ناسخ ومنسوخ میں اورامام نسائی ۴۸ نے روایت کیا ہے حضرت ابن عباسؓ نے ان میں سے بعض کے نام ذکر کئے ہیں رفاعہ بن قیس، قردم بن عمرو، کعب بن اشرف، نافع بن ابی نافع ۴۹، حجاج بن عمرو، ربیع بن ابی الحقیق۔

(ابن جریر۵۰ وغیرہ۵۱)

=في اسماء زوجات واولاد يعقوب كتاب الاستاذ عفيف طبارة "مع الانبياء فی القرآن الكريم" ص ۱۵۵.

ووقع فی ع و ب بعد "دان": "و نفتالی، و جاد، وربالون، ويشجر، ودان"۔

ووقع اسماء اولاد يعقوب فی "الإتقان" ۱٤٦/۲: "يوسف، وروبيل، و شمعون، ولاوی، و يهوذا، ودانی، و تفتانی بفاء و مثناة، و كاد، و ياشير، وما يشاجر، ورايلون، و بنيامين".

۴۸ في "السنن الكبرى" إذ لم أجده في "الصغرى" المطبوعة وهي "المجتبى". و تصريح البراء بأنهم من اليهود جاء عند الطبري في "تفسيره" ۳/۲، والبيهقي في "السنن الكبرى" ۱/۲، والواحدي في "أسباب النزول" ص ۲۸، والحازمي في "الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار" ص ٦٤، والحديث صححه الحافظ ابنُ حَجَر في "فتح الباري" ۱۷۱/۸ في تفسير قوله تعالى ﴿سيقول السفهاء من الناس ماولا هم عن قبلتهم التي كانوا عليها﴾.

۴۹ كذا في النسخ الخطية و "الطبري" ۳/۲، وفي ع و ب و "الإتقان" ۱٤۸/۲، "رافع بن حرملة"، ووقع في الخطية ك قبل اسم نافع "رافع بن حريملة"، والخلط في أسماء يهود كثير مشكل. انظر "تفسير الطبري" ۱۱۱/۳، بتحقيق شاكر.

۵۰ ۳/۲ بزيادة: "و كنانة بن أبي الحقيق"، و كذا وقع في "الدر المنثور".

۵۱ ابن إسحق، وابن أبي حاتم، والبيهقي في "دلائل النبوة". "الدرالمنثور" ۱٤۲/۱.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲]

﴿ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴾ (آیت:۱۵۹)

[اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں]

اس حدیث میں جس کو ابن ماجہ ۱/۵۱ وغیرہ نے روایت کیا ہے حضرت براء بن عازبؓ نے تفسیر بیان کی کہ اس سے مراد زمین کے رینگنے والے جانور ہیں۔ (چلنے پھرنے والے)

اور اسی طرح سے حضرت مجاہدؒ نے فرمایا (سعید بن منصور ۵۲ وغیرہ) اور حضرت قتادہ اور ربیع فرماتے ہیں کہ اس سے مراد فرشتے اور مؤمنین ہیں۔ (ابن جریر طبری ۵۳)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۳]

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا ﴾ (آیت:۱۷۰)

[اور جب ان سے کوئی کہے کہ اس کی اتباع کرو]

ان میں بعض کے نام ذکر کیے گئے رافع بن خارجہ ۵۴، اور مالک بن عوف۔

(ابن ابی حاتم ۵۵ عن ابن عباس)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴]

﴿ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ ﴾ (آیت:۱۸۷)

[اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے]

وہ حضرات جو اس واقعہ میں مبتلا ہوئے ان ناموں میں حضرت عمر بن خطابؓ اور

۱/۵۱ في " سننه " برقم (٤٠٢١) في الفتن . قال الحافظ البوصيري في " زوائد ابن ماجه " : في إسناده الليث ، وهو ابن سليم : ضعيف ".

۵۲ و "الطبری " ٣٣/٢۔

۵۳ (٤٥) ٣٤/٢.

۵۴ في النسخ الخطية " رافع بن حريلمة " . والمثبت من " سيرة بن هشام " ٥٥٢/١ ، و " الطبري " ٤٧/٢ ، و " الدر المنثور " ١٦٧/١ .

۵۵ و " الطبري " ٤٧/٢ .

حضرت کعب بن مالک کا نام بھی آتا ہے۔ (امام احمد ۵٦ بسند حسن)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۵]

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ﴾ (آیت:۱۸۹)

[آپ سے نئے چاند کا حال پوچھتے ہیں]

ان کے نام ذکر کئے گئے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ، اور حضرت ثعلبہ بن عنمہؓ انصاری السلمی۔ (ابن عساکر عن ابن عباسؓ ۵۷)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳٦]

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ﴾ (آیت:۱۹۷)

[حج کے چند مہینے متعین ہیں]

یہ مہینے شوال، ذوالقعدہ، اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں جیسا کہ حاکم ۵۸ وغیرہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا۔

اور سعید بن منصور ۵۹ نے حضرت ابن مسعود سے اور طبرانی ٦٠ وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے اور ابن منذر ٦١ نے حضرت ابن زبیر سے روایت کیا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذی الحجہ کا پورا مہینہ مراد ہے جیسا کہ طبرانی ٦٢ وغیرہ نے حدیث ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

---

۵٦ في "المسند" ۳/٤٦٠، و "الطبري" ۲/۹٦، وقال أحمد شاكر (الأثر: ۲۹٤۱): وعندي أنه إسناده صحيح.

۵۷ بسند ضعيف. قاله السيوطي في "الدر المثور" ۱/۲۰۳، انظر "الإصابة" ۱/۲۰۱.

۵۸ في "المستدرك" ۲/۲۷٦، والطبري ۲/۱۵۱، والدارقطني ۲/۲۲٦، والبيهقي ٤/۳٤۲، وصححه الحافظ في "فتح الباري" ۳/٤۲۰.

۵۹ والطبري ۲/۱۵۰، والبيهقي ٤/۳٤۲.

٦٠ والطبري ۲/۱۵۰، والدارقطني ۲/۲۲٦، والبيهقي ٤/۳٤۲.

٦١ والدارقطني ۲/۲۲٦، والبيهقي ٤/۳٤۲.

٦٢ في "المعجم الأوسط" وفيه يحيى بن السكن، وهو ضعيف، قاله الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٦/۳۱۷-۳۱۸ وسقطت منه كلمة "شوال" فليتنبه.

اور سعید بن منصور نے حضرت عمر بن خطابؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷]

﴿ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ ﴾ (آیت:۱۹۹)

[پھر چلو جہاں سے لوگ چلیں]

ابن جریر۶۳ نے ضحاک کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے افاض الناس کی تفسیر میں روایت کیا کہ اس سے مراد ابراہیمؑ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸]

﴿ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ﴾ (آیت:۲۰۳)

[اور اللہ کو یاد کرو گنے ہوئے ایام (تشریق کے تین) دنوں میں]

ان سے مراد تشریق کے تین دن ہیں۔ نو، دس، گیارہ، بارہ، تیرہ۔

(فریابی عن ابن عمر وابن عباسؓ)

اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ چار دن یعنی ایک قربانی کا دن اور تین دن اس کے بعد اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ تین دن قربانی کے اور دو دن اس کے بعد۔ (ابن ابی حاتم ۶۴)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹]

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ ﴾ (آیت:۲۰۴)

[اور ایک وہ شخص ہے کہ اس کی رات دنیا کی زندگی کے کاموں میں آپ کو پسند آتی ہے]

---

۶۳ ۱۷۱/۲، عن الضحاك من قوله، لامن قول ابن عباس كما هوهنا، قال احمد شاكر رحمه الله تعالىٰ فى تعليقه على "الطبرى": "ووهم السيوطى – اى فى "الدرالمنثور" ۲۲۷/۱، فذكره من رواية الطبرى عن ابن عباس! و لعله سبق ذهنه لكثرة رواية الضحاك عن ابن عباس!!" انتهى.

۶۴ سقط التخريج من خ وخرّجه أيضًا :عبد بن حميد ، وابن أبي الدنيا " الدر المنثور " ۲۳٤/۱.)

اس سے مراد اخنس بن شریق ہے۔ (ابن جریر ٦٥ عن سدی)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ٤٠]

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ﴾ (آیت: ٢٠٧)

[اور لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی میں بیچتا اور کھپاتا ہے]

اس سے مراد حضرت صہیب ہیں۔

(مسند حارث بن ابی اسامہ، وابن ابی حاتم از سعید بن میتب ٦٦)

اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت صہیب اور ابوذر اور جندب بن سکن جو ابوذر کے رشتہ داروں میں سے ایک تھے مراد ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ٤١]

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ﴾ (آیت: ٢١٧)

[وہ آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑائی کرنے کے متعلق پوچھتے ہیں]

اس سے مراد رجب کا مہینہ ہے ٦٧۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ٤٢]

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ﴾ (آیت: ٢١٩)

[وہ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں]

ابن عسکر فرماتے ہیں کہ یہ پوچھنے والے حضرت حمزہ بن عبد المطلب تھے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ آئے تھے۔

حضرت ابوحیان ٦٨ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عمر اور معاذ ہیں۔

---

٦٥ ١٨١/٢، وابن المنذر، وابن أبي حاتم. "الدر المنثور" ٢٣٨/١.

٦٦ وهذا الحديث أورده الحافظ ابن حجر في كتابه "المطالب العالية" ٣٠٩/٣ رقم (٣٥٥٢). وفي سنده: علي بن زيد بن جدعان، وهو ضعيف. والأثر أخرجه أيضاً: ابن سعد في "الطبقات" ٢٢٨/٣، وأبو نعيم في "حلية الأولياء" ١٥١/١، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" كما في "تهذيب ابن عساكر" ٤٥١/٦.

٦٧ انظر: الطبري "٢٠٢/٢، و "ابن كثير" ٢٥٢/١.

٦٨ في تفسيره "البحر المحيط" ١٥٦/٢، والواحدي في "أسباب النزول": ٤٨.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳]

﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۜ قُلِ الْعَفْوَ ﴾ (آیت:۲۱۹)

[اور آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں، فرمادیجئے جو ضرورت سے زائد ہو]

یہ پوچھنے والوں کے نام ذکر کئے گئے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ثعلبہ۔ (ابن ابی حاتم عن یحییٰ بلاغاً)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴]

اور ابن عسکر نے **یسئلونک ماذا ینفقون قل ما** کی تفسیر میں نقل کیا کہ یہ حضرت عمرو بن جموح کے بارے میں اتری تھی جنہوں نے خرچ کے مقامات کے بارے میں پوچھا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی پھر اس کے بعد جب انہوں نے پوچھا کہ خرچ کتنا کرنا چاہئے تو یہ اتری تھی **ویسئلونک ماذا ینفقون قل للعفو** (اور پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے جو ضرورت سے زائد ہو)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵]

﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ﴾ (آیت:۲۲۰)

[اور آپ سے یتیموں کا حکم پوچھتے ہیں]

ابن فرس نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ یہ پوچھنے والے عبداللہ بن رواحہؓ تھے۔

اور ابوحیان ۶۹ نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ثابت بن رفاعہ انصاری تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۶]

﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ﴾ (آیت:۲۲۲)

[اور آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں]

ابن جریر ۷۰ نے سُدّی سے اور ماوردی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا

---

۶۹ في "البحر المحيط" ۱۶۱/۲. ووقع في ك: "وابن حيان" بدل "زاد أبو حيان".

۷۰ ۲۲٤/۲.

کہ یہ پوچھنے والے حضرت ثابت بن دحداح انصاری تھے۔

اور سہیلی نے فرمایا حضرت عباد بن بشر اور اُسید بن حضیر اے تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۷]

﴿ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ ﴾ (آیت: ۲۴۳)

[وہ لوگ جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے تھے]

حاکم نے مستدرک ۲ے میں سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ چار ہزار لوگ تھے اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کی سند سے یہ روایت کیا کہ یہ چار ہزار اس بستی کے رہنے والے تھے جس کا نام داوردان روایت کیا گیا ہے۔

ابن جریر ۳ے نے حضرت سُدّی سے روایت کیا کہ یہ تینتیس ہزار اور انتالیس ہزار کے درمیان تھے اور یہ اس بستی کے تھے جس کا نام داوردان تھا جو کہ واسط کے راستے میں پڑتی تھی۔

اور حضرت عطاء خراسانی سے ابن جریر نے روایت کیا کہ یہ تین ہزار یا اس سے زیادہ لوگ تھے۔

اور ابن جریر ۴ے نے ابن جریج سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت

اے رواه مسلم في الحيض (١٦)، والترمذي (٢٩٨١) في التفسير، وأبو داود (٢٥٨) في الطهارة؛ كلهم عن أنس رضي الله عنه.

۲ے ٢٨١/٢، وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين. وفي سنده "ميسرة" قال الذهبي في "تلخيص المستدرك": "لم يرويا له". وأخرجه أيضاً الطبري " ٣٦٥/٢. ۳ے ٣٦٦/٢.

۴ے قال ابن جرير رحمه الله ٣٦٨/٢: "وأولى الأقوال في مبلغ عدد القوم الذين وصف الله خروجهم من ديارهم بالصواب؛ قولُ من حَدَّ عددهم بزيادة عن عشرة آلاف دون مَنْ حَدَّه بأربعة آلاف وثلاثة آلاف، وثمانية آلاف، وذلك أنَّ الله تعالى ذكرُهُ أخبر عنهم أنهم كانوا أُلوفاً، ومادون العشرة آلاف لايقال لهم "أُلوف". وإنما يقال: "هم آلاف" إذا كانوا ثلاثة آلاف فصاعداً إلى العشرة آلاف. وغير جائز ان يقال: هم خمسة أُلوف، أو عشرة أُلوف".=

کیا کہ یہ چالیس ہزار آدمی تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸]

﴿ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ﴾ (آیت:۲۴۶)

[جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا]

ابن جریر۵ے نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ اس نبی کا نام شمویل تھا جن کا نسب لاوی بن یعقوب سے ملتا ہے۔

اور ابن جریر۶ے نے حضرت سدی سے روایت کیا کہ ان کا نام شمعون تھا اور ان کا نام شمعون اس لئے رکھا گیا کہ ان کی والدہ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ان کو بیٹا عطا فرمائیں تو بیٹا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام شمعون رکھا جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے میری دعا کو سن لیا۔

اور ابن جریر نے حضرت قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ ان سے مراد حضرت یوشع بن نون ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ہذقیل ۷ے تھا جیسا کہ کرمانی نے عجائب میں ذکر کیا ہے۔

اور ابن عسکر نے کہا کہ ان کا نام اشماویل بن ہلفا تھا اور ان کی والدہ کا نام حسنۃ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹]

﴿ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ﴾ (آیت:۲۴۹)

[پھر جب طالوت فوجوں کو لے کر چلے]

ابن جریر۹ے نے حضرت سُدّی سے روایت کیا ہے کہ یہ اسّی ہزار آدمی تھے۔

=ملاحظة : انظر المبهم رقم : ٥٤ في هذا الكتاب.

۵ے ٢/٣٧٣.   ٦ے "ابن جرير" ٢/٣٧٣.

۷ے "ابن جرير" ٢/٣٧٣.

۸ے انظر "الطبري" ٢/٢٧٣ = الأثر : (٥٦٣١).   ۹ے ٢/٣٩٠.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰]

﴿ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ﴾ (آیت:۲۴۹)

[اللہ تمہارا ایک نہر سے امتحان لیں گے]

حضرت ابن جریر۸۰ نے حضرت ربیع اور قتادہ سے روایت کیا اور ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ وہ دریا ہے جو اردن اور فلسطین کے درمیان میں واقع ہے۔

اور عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا گیا کہ یہ فلسطین کا دریا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱]

﴿ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ﴾ (آیت:۲۴۹)

[تو سب نے اس سے پیا مگر قلیل نے پھر جب وہ اس سے پار ہوا اور وہ مؤمن جو اس کے ہمراہ تھے]

ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی جیسا کہ بخاری۸۱ نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲]

﴿ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ﴾ (آیت:۲۵۳)

[کوئی تو وہ ہے کہ اللہ نے اس سے کلام کیا، اور بعض کے درجات کو بلند کیا]

ابن جریر۸۲ نے حضرت مجاہدؒ سے **منهم من كلم الله** کی تفسیر میں روایت کیا کہ اس سے مراد موسیٰؑ ہیں اور **رفع بعضهم درجات** سے مراد حضرت محمدؐ ہیں۔

۸۰: ۳۹۱/۲ وسقط الاسم من "ع"، وانظر "الدر المنثور" ۳۱۸/۱.

۸۱: ۲۹۰/۷ في كتاب المغازي: باب عدة أصحاب بدر، وأحمد في "المسند" ۲۹۰/۴، والطبري في "تفسيره" ۳۹۳/۲.

۸۲: (۷۲) انظر: تفسيره "۲/۳".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۳]

﴿ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَٰهِيمَ فِي رَبِّهِ ﴾ (آیت:۲۵۸)

[جس نے ابراہیمؑ سے مباحثہ کیا تھا]

ابوداؤد طیالسیؒ نے اپنی مسند۸۳ میں حضرت علیؓ سے روایت کیا الـذی حـاج إبراهيم فی ربه سے مراد نمرود بن کنعان ہے۔

اور ابن جریر۸۴ نے بھی حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ اور ربیع اور زید بن اسلم سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴]

﴿ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ ﴾ (آیت:۲۵۹)

[یا وہ شخص جو ایک شہر پر سے گزرا]

اس سے مراد حضرت عزیر ہیں جیسا کہ حاکم۸۵ وغیرہ نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے۔

اور خطیب بغدادی نے بھی اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ابن عباسؓ ۸۶ سے روایت کیا اور ساتھ ہی خطیب بغدادی نے حضرت عزیر کی ولدیت میں سروخا کا نام ذکر کیا ہے۔

---

۸۳ يبدو أن هذا الأثر سقط من نسخة " مسند الطيالسي " المطبوعة في الهند ، وكذلك سقط من كتاب " منحة المعبود في ترتيب مسند الطيالسي أبي داود " لأحمد عبدالرحمن البنا ، ومن " المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية " للحافظ ابن حجر.
لكن عزاه المؤلف في كتابه " الدر المنثور " ۳۳۱/۱ لذاك " المسند " وابن أبي حاتم . والله تعالى أعلى وأعلم.

۸۴ ۱۶/۲-۱۸.

۸۵ في " المستدرك " ۲۸۲/۲ وصححه ، وأقره الذهبي.

۸۶ وقد أخرج أيضاً أثر ابن عباس هذا " الطبري " ۱۹/۳ ، (۵۸۹۰) دون زيادة ، وفي سنده مَنْ لا يحتج به.

اور ابن جریر نے بھی ایسے ہی ناجیہ بن کعب اور سلیمان بن بریدہ اور ربیع اور قتادہ اور عکرمہ اور سُدّی اور ضحاک سے روایت کیا ہے۔

اور فریابی نے حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کیا فرمایا کہ یہ ایک نبی تھے جن کا نام ارمیا تھا۔

اور ابن جریر ۸۷ نے بھی ایسا ہی ایک قول وہب بن منبہؒ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے شام کے ایک عالم سے روایت کیا کہ اس سے مراد حزقیل بن بوراء ہیں۔

اور کرمانی نے عجائب میں لکھا کہ اس سے مراد حضرت خضر ہیں ۸۸۔ اور بستی کے بارے میں ابن جریر ۸۹ نے حضرت وہب بن منبہ اور قتادہ اور ضحاک اور عکرمہ اور ربیع سے روایت کیا کہ یہ بیت المقدس کی بستی تھی۔

اور ابن زید سے روایت کیا کہ یہ وہ بستی تھی جس کو اللہ تعالی نے ہلاک کیا تھا اس میں وہ لوگ تھے جو اپنے گھروں میں نکلے تھے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے موت کے ڈر سے نکلے تھے۔

اور کرمانی نے عجائب میں لکھا ہے کہ اس سے مراد "سلماباذ" کی بستی ہے اور بعض نے کہا "سابرا" ہے اور بعضؒ نے کہا کہ "دیر ہرقل" ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۵۵]

﴿ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ ﴾ (آیت: ۲۶۰)

[تو تم چار پرندے لو]

ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا

---

۸۷ ۳/ ۲۰-۲۱.

۸۸ انظر "الطبري" ۳/ ۱۹ - ۲۰ فقد روى آثاراً حول ذلك.

۸۹ ۳/ ۱۹.

کہ وہ پرندے جن کو انہوں نے پکڑا تھا وہ بطخ اور شتر مرغ کا بچہ اور مرغ اور مور تھے۔

اور ابن ابی حاتم نے حنش کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ ان سے یہ پرندے مراد ہیں، پارس، مور، مرغ، کبوتر۔

اور ابن جریر [90] نے حضرت مجاہد سے روایت کیا کہ یہ پرندے مرغ، مور، کوا، اور کبوتر تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶]

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا ﴾ (آیت:۲۷۳)

[خیرات ان محتاجوں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں مقید ہوگئے ہوں]

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ حضرات اہل صفّہ تھے۔ (ابن منذر [91])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷]

﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً ﴾ (آیت:۲۷۴)

[جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں رات اور دن میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں]

ابن جریر [92] نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ آیت حضرت علیؓ کے بارے میں اتری تھی۔

اور ابن منذر نے حضرت ابن میسّب سے روایت کیا ہے کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں اتری تھی۔

---

[90] ۳۵/۳.

[91] وفي "تفسير الطبري" ۶٤/۳ عن مجاهد: أنهم مهاجرو قريش بالمدينة. وعن أبي جعفر: أنهم فقراء المهاجرين بالمدينة.

[92] والواحدي في "أسباب النزول": ٦٤؛ وفي "مجمع الزوائد" ٣٢٤/٦: "رواه الطبراني، وفيه عبد الواحد بن مجاهد، وهو ضعيف". وعزاه السيوطي في "الدر المنثور" ٣٦٢/١ أيضاً إلى: عبد الرزاق، وعبد ابن حميد، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، وابن عساكر.
ولم أجد هذا الأثر في مطبوعة "تفسير الطبري".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۸]

﴿ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ ﴾ (آیت:۱۲)

[ان (یہودی) لوگوں سے کہہ دیجئے جنہوں نے کفر کیا کہ اب تم مغلوب ہوگے]

یہ بنو قینقاع کے یہودی ہیں[1]۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۹]

﴿ فِئَةٌ تُقَاتِلُ ﴾ (آیت:۱۳)

[ایک فوج اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی]

یہ اہل بدر ہیں جو تین سو تیرہ کی تعداد میں تھے[2]۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۶۰]

﴿ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ ﴾ (آیت:۱۳)

[اور دوسری کافر تھی]

یہ ہزار کی تعداد میں تھے۔ (ابن جریر عن ابن مسعود)

اور ابن جریر[3] نے حضرت ربیع سے روایت کیا کہ یہ نو سو پچاس تھے۔

---

[1] كما رواه ابن إسحاق : انظر " سيرة ابن هشام " ٢٥٢/١.

[2] ١٣١/٣.

[3] ١٣٢/٣. وقد سقط المبهم رقم (٦٠) من النسخ المطبوعة.

[سلسلہ تفسیر نمبر:٦١]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ ﴾ (آیت:٢٣)

[آپ نے وہ لوگ نہیں دیکھے (تورات) سے ان کو کتاب باللہ (قرآن) کی طرف بلایا جاتا ہے]

بعض کے نام یہ ذکر کئے گئے ہیں: نعمان بن عمرو[۴]، حارث بن زید۔

(ابن جریر[۵] وابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٦٢]

﴿ وَاٰلَ عِمْرٰنَ ﴾ (آیت:٣٣)

آل عمران سے مراد موسیٰ اور ہارون ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عیسیٰ اور ان کی والدہ ہیں۔

اس قول کو کرمانی نے روایت کیا ہے اور اسی کو عسکر اور سہیلی نے راجح قرار دیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:٦٣]

﴿ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ ﴾ (آیت:٣٥)

[عمران کی بیوی]

ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا کہ ان کا نام حنہ[٦] تھا اور ابن اسحاق نے فرمایا کہ ان کا نام حنہ بنت قابوذ تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فاقوذ بن قبیل تھا۔ (ابن جریر[۷])

---

[۴] كـذا في خ و " الدر المنثور " ١٤/٢ ، وفي " الطبري " : " نعيم " والاختلاف في أسماء يهود كثير مشكل ! .

[۵] ٣/ ١٤٥ ، وابن اسحاق وابن المنذر . " الدر المنثور " ١٤/٢ .

[٦] خ و ك " جنة " ؛ وأثبت ما في النسخة ق ، وهو موافق لما في روايات " الدر المنثور " ١٨/٢ و ١٩ ، " الطبري " ١٥٨/٣ ، و " حنة " : اسم عبري ، معناه : " حنان ، حنون ، نعمة " كما في " قاموس الكتاب المقدس " ص : ٣٢٤ .

[۷] (٩٦) ١٥٧/٣ .

[سلسلہ تفسیر نمبر:۶۴]

﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ﴾ (آیت:۳۹)

[پس زکریا کو فرشتوں نے آواز دی]

سُدّی فرماتے ہیں کہ یہ جبرائیلؑ تھے۔ (ابن جریر۸)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۶۵]

﴿ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ﴾ (آیت:۴۰)

[اور میری بیوی بانجھ ہے]

ان کا نام اشیاع بنت فاقوذ تھا۔

ابن ابی حاتم نے شعیب الجبائی سے روایت کیا کہ ان کا نام اشیع تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۶۶]

﴿ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ ﴾ (آیت:۴۴)

[جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے]

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت سعید بن اسحاق دمشقی سے إذ یلقون أقلامهم أيّهم يكفل مريم کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد حلب کا دریا ہے جس کا نام قویق۹ ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۶۷]

﴿ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ﴾ (آیت:۳۹)

[جو کلمۃ اللہ (عیسیٰ علیہ السلام) کی تصدیق کرے گا]

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں۔

---

۸ (۹۷) ۱۶۹/۳.

۹ (۹۸) ق : "قرمق". والمثبت من "خ" و "معجم البلدان" و "تهذيب ابن عساكر" ۱۲۱/۶.

(ابن ابی حاتم [10])

[سلسلہ تفسیر نمبر:٦٨]

﴿ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ ﴾ (آیت:٤٩)

[پرندہ کی صورت]

اس سے مراد چمگادڑ ہے۔ (ابن جریر [11] از ابن جریج)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٦٩]

﴿ الْحَوَارِيُّوْنَ ﴾ (آیت:٥٢)

حواریوں کے نام یہ ہیں۔ قطرش، یعقولیس، تحسیس، اندرابیس، قیلس، ابن ثلما [12]، قیاسا، یودس، کدمابوط، سرجس، یہ وہی ہے جس پر حضرت مسیح کی شکل ڈالی گئی تھی۔ (اس سب کو ابن جریر [13] نے حضرت ابن اسحاق سے نقل کیا ہے)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:٧٠]

﴿ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا ﴾ (آیت:٧٢)

[اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے (دوسرے گروہ کو) کہا]

سدی فرماتے ہیں کہ یہ یہود کے بارہ علماء تھے۔ (ابن جریر [14])

اور ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ بن ضیف، عدی بن زید، حارث بن عوف [15]۔ (ابن جریر [16] عن ابن عباس)

---

[10] و "الطبري" ١٧٢/٣.

[11] (١٠٠) ١٩١/٣.

[12] ق و ك : "ابن تلما" ؛ والمثبت من خ و "سيرة ابن هشام" ٦٠٨/٢.

[13] انظر اسماء الحواريين فى "سيرة ابن هشام" ٦٠٨/٢، و فيها اختلاف عما هو مثبت فى الخطيتين، وانظر أسماء الاثني عشر في "قاموس الكتاب المقدس" ص: ٤٠٣.

[14] ٢٢١/٣ = الأثر : (٧٢٣٣).

[15] في "الإتقان" ١٤٩/٢ : "عمرو".

[16] ٢٢٠/٣.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۱]

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ﴾ (آیت:۷۷)

[جولوگ اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول خریدتے ہیں]

عکرمہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابورافع اور کنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف اور حیی بن اُخطب کے بارے میں نازل ہوئی تھی [۱۷]۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۲]

﴿ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ﴾ (آیت:۸۶)

[کیونکر اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت دے گا جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے]

ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں حارث بن سوید انصاری۔

(عبدالرزاق از مجاہد اور ابن جریر از سُدّی)

اور ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت بارہ آدمیوں کے بارے میں اتری تھی جن میں سے ایک ابو عامر الراہب تھا اور دوسرا حارث بن سوید بن صامت اور تیسرا وحوح بن اسلت تھا [۱۸] اور ابن عسکر نے طعمہ بن ابیرق کا بھی اضافہ ذکر کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۳]

﴿ اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ﴾ (آیت:۱۰۰)

[اگر تم بعض اہل کتاب کی بات مانو گے]

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں اس سے مراد شاس بن قیس یہودی ہے۔

(ابن جریر [۱۹])

---

[۱۷] رواه الطبري ٢٢٩/٣ ، وسقطت هذه الآية وتفسيرها من ع .

[۱۸] ٢٤٢/٣ .

[۱۹] كذا في ق و "تفسير الطبري" و "الدر المنثور" و "الإصابة" ٦٣١/٣ ووقع في خ "وجوح" وفي ع "وضوح".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۴]

﴿ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ ﴾ (آیت:۱۱۳)

[اہل کتاب میں سے ایک جماعت سیدھی راہ پر ہے]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیہ اور اسید بن سعیہ اور اسد بن عبیدؓ کے بارے میں اتری تھی اور ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے ساتھ یہود میں سے اسلام لائے تھے۔ (ابن جریر [۲۰] اور ابن ابی حاتم)

ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے بھائی ثعلبہ بن سلام اور سعیہ اور مبشر اور اسید اور اسد جو کعب کے بیٹے تھے ان کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۵]

﴿ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ ﴾ (آیت:۱۲۲)

[جب تم میں سے (لشکر) کے دو گروہوں نے ارادہ کیا]

ان دونوں گروہوں سے مراد بنو حارثہ اور بنو سلمہ ہیں۔

(بحوالہ بخاری ومسلم از جابر بن عبداللہ [۲۱])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۶]

﴿ اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ (آیت:۱۴۹)

[اگر تم کافروں کی بات مانو گے]

سُدّی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابوسفیان بن حرب ہیں۔ (ابن ابی حاتم [۲۲])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۷]

﴿ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ ﴾ (آیت:۱۵۴)

---

[۲۰] ١٦/٤.   [۲۱] ٣٥/٤.

[۲۲] البخاري: (٤٠٥١) في المغازي و (٤٥٥٨) في التفسير، و مسلم (٢٥٠٥) في فضائل الصحابة.

[اور ایک گروہ کو اپنی جان کی فکر پڑی تھی]

یہ منافقین تھے۔ (بخاری ۲۳ ترمذی وغیرہما از حضرت طلحہؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۸]

﴿ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ﴾ (آیت:۱۵۴)

[کہتے تھے کیا ہمارے اختیار میں کوئی کام ہے؟]

یہ عبداللہ بن اُبی نے کہا تھا۔ (ابن جریر ۲۴ از ابن جریج)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۷۹]

﴿ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ﴾ (آیت:۱۵۴)

[کہتے ہیں اگر ہمارے پاس کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے]

یہ کہنے والا معتب بن قشیر تھا۔ (ابن ابی حاتم وغیرہ از زبیرؓ)

اور ابن ابی حاتم ۲۵ نے حضرت حسن سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ یہ کہنے والا عبداللہ بن اُبی تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۸۰]

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ ﴾ (آیت:۱۵۵)

[جو لوگ تم میں سے ہٹ گئے]

ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے ارشاد باری تعالیٰ إنّ الذین تولّوا منکم یوم التقی الجمعٰن کے متعلق نقل کیا ہے کہ یہ حضرت عثمان اور رافع بن معلّٰی اور خارجہ بن زید کے بارے میں اتری تھی اور عکرمہ نے حضرت ولید بن عقبہ اور حضرت حذیفہ بن عتبہ

---

۲۳ وابن جریر في "تفسیره" ٤/٨٠.

۲۴ (۱۱۳) الحدیث في البخاري في التفسیر، باب ﴿أمنة نعاساً﴾ برقم: (٤٥٦٢) وفي المغازي: (٤٠٦٨)، والترمذي (٣٠١١) في التفسیر؛ لكن تعیین المنافقین جاء في الترمذي فقط.

۲۵ في "تفسیره" ٤/٩٤.

اور حضرت سعد بن عثمان اور حضرت عقبہ بن عثمان اور زریق کے دو بھائیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ (عبد بن حمید اور ابن جریر ٢٦ اور ابن منذر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٨١]

﴿ وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ ﴾ (آیت:١٥٦)

[اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جب وہ ملک میں سفر میں نکلیں]

یہ کہنے والا عبداللہ بن اُبی تھا۔ (ابن ابی حاتم عن مجاہدؒ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٨٢]

﴿ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ﴾ (آیت:١٦٧)

[اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا (دشمن کو) دفع کرو]

یہ کہنے والے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کے والد حضرت عبداللہؓ تھے اور جس کے لیے یہ بات کہی گئی تھی اس سے مراد عبداللہ بن اُبی اور اُس کے ساتھی تھے۔

(ابن جریر ٢٧ از سُدّی)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٨٣]

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا ﴾ (آیت:١٦٨)

[وہ لوگ جو اپنے (دینی) بھائیوں سے کہتے ہیں اور خود (جہاد) سے بیٹھ رہے ہیں]

حضرت ربیع وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم وابن جریر ٢٨)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٨٤]

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ﴾ (آیت:١٦٩)

---

٢٦ ٩٦/٤ . لكن عكرمة لم يزد إلا أبا حذيفة بن عتبة. وأما سعد بن عثمان، وعقبة بن عثمان، فقد زاده ابن إسحاق، فهو سبق نظر من المؤلف رحمه الله تعالى – ولم أرَ في "الطبري" ذكراً للوليد بن عقبة.

٢٧ هو ابن عفان، كما في رواية ابن إسحاق عن "الطبري" ٩٦/٤.

٢٨ ١١٢/٤.

[اور آپ ان لوگوں کو مردے مت سمجھئے جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے]

حضرت ابوضحیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جنگ بدر کے شہیدوں کے بارے میں اتری تھی اور یہ ستر حضرات تھے جن میں سے چار مہاجرین اور باقی انصار تھے۔

(سعید بن منصور۲۹)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۸۵]

﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ﴾(آیت:۱۷۲)

[جن لوگوں نے اللہ کا اور رسول کا حکم مانا اس کے بعد کہ ان کو زخم پہنچ چکے تھے]

ان کے نام یہ بتائے گئے ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زبیر، سعد، طلحہ، ابن عوف، ابن مسعود، حذیفہ بن یمان، ابوعبیدہ بن جراح یہ ستر حضرات میں شامل تھے اس کو ابن جریر۳۰ نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے۔

اور عکرمہ نے حضرت جابر بن عبداللہ کا نام بھی لیا ہے۔ (ابن جریر۳۱)

---

۲۹ والأربعة الذين هم المهاجرين، حمزة بن عبدالمطلب: ومصعب بن عمير، وعثمان بن شماس، وعبد الله ابن جحش. "الدر المنثور" ۹۴/۲-۹۵. وانظر "تفسير الطبري" ۱۱۳/٤.

۳۰ ۱۱۷/٤-۱۱۸. بسند ضعيف. وروى الحميدي في "مسنده" برقم (۲٦۳) والطبري (۸۲۳۹) عن عائشة فذكرت: أبا بكر، والزبير بن العوام.

وروى نحو حديث الحميدي البخاري في "صحيحه" عن عائشة رضي الله عنها برقم (٤۰۷۷) في المغازي، وابن ماجه، وأحمد، والحاكم ۲۹۸/۲، وسعيد بن منصور، وابن أبي شيبة، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، والبيهقي في "الدلائل" كما في "الدر المنثور" ۱۰۲/۲. وقال الحافظ في "فتح الباري" ۳۷/۷: وعند ابن أبي حاتم من مرسل الحسن ذكر الخمسة الأولين [أي: أبي بكر، وعمر، وعثمان، وعلي، وعمار بن ياسر] وعند عبدالرزاق من مرسل عروة ذكرُ ابن مسعود".

ملاحظة: في "فتح الباري" زيادة عمار بن ياسر؛ وهي ليست في "تفسير الطبري".

۳۱ ۱۱۷/٤.

[سلسلہ تفسیر نمبر:٨٦]

﴿ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ ﴾ (آیت:١٧٣)

[جن لوگوں نے کہا کہ مکہ والوں نے تمہارے مقابلہ کیلئے سامان جمع کرلیا ہے]

یہ کہنے والا بنوخزاعہ کا ایک دیہاتی تھا۔ (ابن مردویہ عن ابی رافع)

ابن اسحاق حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے نقل کرتے ہیں کہ یہ عبدقیس قبیلے کا ایک گروہ تھا۔ (ابن جریر٣٢)

اور حضرت سہیلی نے نعیم بن مسعود الاشجعی کا نام لیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:٨٧]

﴿ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ ﴾ (١٨١)

[اللہ نے ان کی بات سن لی جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں]

یہ کہنے والا فنحاص یہودی تھا جو بنومرثد قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔

(ابن ابی حاتم عن ابن عباس اور ابن جریر٣٣ عن سُدّی)

اور ابن جریر٣٤ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ کہنے والا حیی بن اخطب تھا۔

اور ابن عسکر نے کہا ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ یہ کہنے والا کعب بن اشرف تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:٨٨]

﴿ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا ﴾ (آیت:١٨٨)

[آپ ان لوگوں کو نہ سمجھئے جو اپنے کیئے پر خوش ہوتے ہیں]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد فنحاص اور اشیع اور ان جیسے یہودیوں کے علماء ہیں۔ (ابن جریر٣٥)

---

٣٢ (١٢٣) ١١٩/٤.

٣٣ (١٢٤) ١٢٩/٤.

٣٤ "ابن جریر" ١٣٠/٤. ٣٥۔ ١٣٧/٤.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۸۹]

﴿ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيۡ لِلۡاِيۡمَانِ ﴾ (آیت:۱۹۳)

[اے ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا یہ ایمان کی منادی کرتا ہے]

محمد بن کعب فرماتے ہیں اس منادی سے قرآن ہے اور ابن جریج فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (یہ دونوں روایتیں ابن جریر نے نقل کی ہیں [۳۶])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۰]

﴿ وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ ﴾ (آیت:۱۹۹)

[اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں بعض لوگ وہ بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں......]

یہ آیت حضرت نجاشی کے بارے میں اتری تھی جیسا کہ امام نسائی نے حدیث انس سے اور ابن جریر [۳۷] نے حدیث جابر سے نقل کیا ہے۔

اور ابن جریج فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن جریر طبری [۳۸])

---

[۳۶] "الطبري" ٤/١٤١.

[۳۷] ٤/١٤٦ = رقم (٨٣٧٦) ط شاكر. وقال الشيخ أحمد شاكر: وهذا الحديث ضعيف. انتهى. وانظر تفسير "ابن كثير" ١/٤٤٣.

[۳۸] ٤/١٤٦.

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۱]

﴿ وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ﴾ (آیت:۱)

[اوران دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں]

ابن جریر نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ[1]

حضرت آدمؑ کے چالیس بچے تھے حقیقی جو بیس حمل سے پیدا ہوئے۔ ان میں سے جن لڑکوں کے نام محفوظ رہے یہ ہیں: قابیل، ہابیل، اِباذ، شبوبہ، ہند، مرابیس، فحور، سند، بارق، شیث، اوران کی بیٹیوں کے نام یہ تھے اقلیمہ، اشوف، جزروہ، عزورا۔

---

[1] فی "تاریخه" ١/١٤٥، و فی الاسماء التالیة المذکورة فیه اختلاف عما جاء فی اصول هذا الکتاب؛ و جاء ت فی "تاریخ الطبری" کما یلی:
"عن ابن اسحاق، قال: فکان من بلغنا اسمه خمسة عشر رجلًا و اربع نسوة؛ منهم قین و توء مته، و هابیل ولیوذا- و فی نسخة من "تاریخ الطبری" کیوذا-، و اشوث بنت آدم و توء متها، و شیث و توء مته، و حزروة و توء متها، علی ثلاثین و مئة سنة من عمره، ثم اباد-و فی نسخة: ایاد- بن آدم و توء مته، ثم بالغ- و فی نسخة: بالع- ابن آدم و توء مته۔ ثم اثانی- و فی نسخ: اثاث ،اثانی- و توء مته، ثم توبة- و فی نسخة: ثوبة- بن آدم و توء مته، ثم بنان- و فی نسخ: بیان، لبنان- بن آدم و توء مته، ثم شبوبة- و فی نسخ: ثوبه، شوبه، سبوبه- بن آدم و توء مته،.ثم حیان بن آدم و توء مته، ثم ضرابیس- و فی نسخة: صرابیس- بن آدم و توء مته، ثم هدز- وفی نسخ: هزر، هوز، هرز، هدن- ابن آدم و توء مته، ثم یحور- و فی نسخ: نجود، یحود، بحود- بن آدم و توء مته، ثم سندل بن آدم و توء مته، ثم بارق بن آدم و توء مته، کل رجل منهم تولد معه امرأة فی بطنه الذی یحمل به فیه"۔

ابن عسکر نے کہا کہ یہ بھی مروی ہے کہ حضرت آدمؑ کا ایک ہی حقیقی بیٹا عبدالمغیث تھا اور اس کے ساتھ جڑواں پیدا ہونے والی بہن امۃ المغیث تھی۔

اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت آدم کے بیٹوں میں سے ایک عبدالحارث بھی تھا۔

اور مختصر العین میں عرب کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ ھی بن بیّ اس آدمی کے لیے بطور کہاوت کے بولا جاتا ہے جس کی کوئی پہچان نہ رہے کیونکہ ہیّ حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے تھا لیکن اس کی نسل ختم ہوگئی تھی۔

ابن عسکر[۲] نے فرمایا کہ آدمؑ کی اولاد کے تمام نسب شیث تک پہنچتے ہیں اور حضرت آدمؑ کی باقی اولاد کے نسب طوفان (نوح) کے بعد ختم ہوگئے (یعنی پھر حضرت شیث کی اولاد ہی باقی رہی باقی سب ختم ہوگئے)۔

بقی بن مخلدؒ نے ذکر کیا ہے کہ ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر بھی حضرت آدمؑ کی حقیقی اولاد تھی اس کو ابن عسکر نے روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی اس طرح کا قول حضرت عروہ سے نقل کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۲]

﴿ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ ﴾ (آیت:۲۷)

[جو لوگ اپنے مزوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں ان سے زانی لوگ مراد ہیں۔

اور سُدّی نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ (یہ دونوں قول ابن جریر[۳] نے نقل کیے ہیں)۔

---

[۲] انظر نحو ذلك في "تاريخ الطبري" ١/١٥٣.

[۳] ١٩/٥.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۳]

﴿ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ﴾ (آیت:۳۷)

[وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں]

یہ آیت کردم بن زید اور اسامہ بن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحری بن عمرو اور حیی بن اخطب اور رفاعہ بن زید بن تابوت کے بارے میں اتری تھی جب انہوں نے انصار کے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ کرنا چھوڑ دو تا کہ یہ فقر و فاقہ کے خوف سے حضورؐ کو چھوڑ جائیں۔ (ابن جریر[۴] از ابن عباسؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۴]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ ﴾ (۴۴)

[آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جن کو کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں]

ان میں سے بعض کے نام یہ لئے گئے ہیں رفاعہ بن زید بن تابوت۔

(ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ[۵])

اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت رفاعہ اور کردم بن زید اور اسامہ بن حبیب اور رافع بن رافع اور بحری بن عمرو اور حیی بن اخطب کے بارے میں اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۵]

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا ﴾ (آیت:۴۷)

[اے کتاب والو ایمان لاؤ]

سُدّی فرماتے ہیں کہ یہ آیت رفاعہ بن زید اور مالک بن ضیف کے بارے میں اتری تھی[۶]۔

---

۴ ۵/۵۵.

۵ و "الطبري" ۵/۷٤.

٦ انظر "الطبري" ۵/۷۸.

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کعب بن اشرف اور عبداللہ بن صوریا کے بارے میں اتری تھی۔

(ان دونوں روایتوں کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۶]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ﴾ (آیت:۴۹)

[آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں]

حضرت قتادہ اور ضحاک اور سُدّی فرماتے ہیں اس سے مراد یہودی ہیں۔

(ابن جریر۷)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۷]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾ (۵۱)

[آپ نے نہیں دیکھا جن کو کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں]

یہ کعب بن اشرف کے بارے میں اتری تھی جیسا کہ امام احمد نے اس کو حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے ذکر کیا ہے۸

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۸]

﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ ﴾ (آیت:۵۴)

[یا حسد کرتے ہیں لوگوں سے]

حضرت ابن جریر۹ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ اس جگہ لوگوں سے مراد خاص طور پر حضورؐ مراد ہیں۔

---

۷ ۸۰/۵-۸۱.

۸ لم أجده في مطبوعة "المسند" لأحمد وانظر "الطبري" ۸٤/۵ و "أسباب النزول" للواحدي: ۱۱٤-۱۱۵. وذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد" مضافاً الى كعب: "وحيي بن أخطب". وقال: "رواه الطبراني، وفيه يونس بن سليمان الحجال، لم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح".

۹ ۸۷/۵.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۹۹]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ﴾ (آیت:۶۰)

[کیا آپ نے ان کی طرف دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں]

یہ آیت جلاس بن صامت اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۰]

﴿ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ ﴾ (آیت:۶۰)

[کہ قضیہ شیطان کی طرف لے جائیں]

یہ ابو برزہ الاسلمی کاہن ہے طبرانی [۱۰] نے اس کو حضرت عکرمہ کے واسطے سے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔

یا کعب بن اشرف مراد ہے (ابن ابی حاتم نے اس کو عوفی کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۱]

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ﴾ (آیت:۶۵)

[آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مؤمن نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ہی کو منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں پیدا ہو]

ابن ابی حاتم [۱۱] نے حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کیا کہ یہ آیت حضرت زبیر بن عوام اور حاطب بن بلتعہ کے بارے میں اتری تھی یہ دونوں پانی کے متعلق جھگڑ رہے تھے پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ کیا تھا۔

---

[۱۰] وذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٦/٧ وقال: ورجاله رجال الصحيح.

[۱۱] وذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٦:٧ وقال: رواه الطبراني". وفيه يعقوب بن حميد، وثقه ابنُ حبان، وضعّفه غيره" انتهى وانظر تخريجاً وافياً له في "تفسير ابن كثير" ٥٢٠/١.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۲]

﴿ مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴾ (آیت:٦٦)

[تو وہ ایسا نہ کرتے مگر ان میں سے کم لوگ]

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر اللہ اس کو لکھتے تو یہ ان قلیل لوگوں میں سے ہوتے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۳]

﴿ وَإِنَّ مِنكُمْ لَمَن لَّيُبَطِّئَنَّ ﴾ (آیت:۷۲)

[اور تم میں سے کوئی ایسا ہے جو دیر لگا دے گا]

حضرت مقاتل فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے۔

(ابن ابی حاتم وغیرہ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۴]

﴿ مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ﴾ (آیت:۷۵)

[اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال دے کیونکہ یہاں کے لوگ ظالم ہیں]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس سے مراد مکہ ہے۔ (ابن ابی حاتم [۱۲])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۵]

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ ﴾ (آیت:۷۷)

[کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ تھامے رکھو]

ان میں سے جن کا نام ذکر کیا گیا ہے عبد الرحمٰن بن عوف ہیں۔

(نسائی [۱۳] حاکم من حدیث ابن عباسؓ)

---

[۱۲] وأخرجه "الطبري" ١٠٧/٥، عن مجاهد والسُّدِّي وابن عباس.

[۱۳] "النسائي" ٣/٦، و "ابن جرير" ١٧٠-١٧١، والحاكم في "المستدرك" ٣٠٧/٢ وقال: هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه، وأمرة الذهبي. وذكر ابن جرير الطبري قولاً آخر، أن هذا الآية وآيات بعدها نزلت في اليهود.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۶]

﴿ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ ﴾ (آیت:۸۱)

[تو ان میں سے بعض جو آپ سے کہہ چکے تھے رات کے وقت اس کے خلاف مشورہ کرتے ہیں]

ضحاک فرماتے ہیں یہ نفاق والے لوگ ہیں۔ (ابن جریر[۱۴])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۷]

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ﴾ (آیت:۹۰)

[مگر وہ لوگ جو تم میں سے ملاپ رکھتے ہیں کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ آیت ہلال بن عویمر اسلمی اور سراقہ بن مالک مدلجی اور خزیمہ بن عامر بن عبد مناف[۱۵] کے بارے میں اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۸]

﴿ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ ﴾ (آیت:۹۱)

[اور تم کچھ اور لوگوں کو دیکھو گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے امن میں رہیں]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مکہ کے لوگ مراد ہیں[۱۶]۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں یہ تہامہ میں قبیلہ تھا۔

سُدّی فرماتے ہیں کہ اس سے ایک جماعت مراد ہے جس میں نعیم بن مسعود الاشجعی بھی تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۰۹]

﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ﴾ (آیت:۹۴)

[اور اس شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے]

---

[۱۴] ۱۱۳/۵.

[۱۵] كذا في "الطبري" ۱۲٤/۵ ، والأثر فيه عن عكرمة لا عن ابن عباس كما هو هنا.

[۱۶] انظر "تفسير الطبري" ۱۲۷/۵ .

جس کے لئے یہ بات کہی گئی تھی وہ عامر بن اُضبط اشجعی تھے۔

(احمد من حدیث عبداللہ بن ابی حدرد ١٧)

اور اس میں یہ بھی ہے کہ جن لوگوں نے اس کو یہ کہا تھا کہ تو مؤمن نہیں ہے وہ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی ان میں ابوقتادہ اور محلم بن جثامہ بھی تھے۔

اور ابن جریر ١٨ نے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ یہ بات کہنے والا محلم تھا اور یہ وہی تھا جس نے اس کو قتل بھی کیا تھا۔

اور بزار ١٩ میں حدیث ابن مسعود سے منقول ہے کہ یہ کہنے والے مقداد بن اسود تھے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت زبیر اور حضرت جابر کی سند کے طریق سے اور ثعلبی نے کلبی کے طریق سے ابوصالح عن ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مقتول کا نام مرداس تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ١١٠]

﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ﴾ (آیت: ٩٧)

[وہ لوگ جن کی فرشتے اس حالت میں جان نکالتے ہیں جبکہ وہ برا کر رہے ہوتے ہیں]

عکرمہ نے ان میں سے کچھ کے نام ذکر کئے ہیں علی بن امیہ بن خلف، حارث بن زمعہ، اباقیس بن ولید بن مغیرہ، ابوالعاص بن منبہ بن الحجاج، ابوقیس بن فاکہ۔

(ابن ابی حاتم وعبد ٢٠)

---

١٧ في "المسند" ١١/٦. وأورده الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٨/٧ وقال: رواه أحمد والطبراني، ورجاله ثقات".

١٨ ١٤٠/٥.

١٩ "كشف الأستار عن زوائد البزار" برقم: (٢٢٠٢)، وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٨/٧: "إسناده جيد".

٢٠ و "الطبري" ١٤٨/٥.

وعبد هو ابن حميد، صاحب "التفسير المسند".

وانظر في ذكر هؤلاء الفتية "سيرة ابن هشام" ٢٤١/١.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۱]

﴿ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ ﴾ (آیت:۹۸)

[مگر جو بے بس ہیں مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں اور میری والدہ بھی مستضعفین میں سے تھے۔ (بخاری)۲۱

اور ایک اور حدیث۲۲ میں ان لوگوں کے نام بھی لئے گئے ہیں۔ عیاش بن ربیعہ، ولید۲۳، سلمہ بن ہشام۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۲]

﴿ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ﴾ (آیت:۱۰۰)

[اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف وطن چھوڑ کر نکلا پھر اس کو موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ہاں ثابت ہو چکا]

یہ آیت ضمرہ بن جندب کے بارے میں اتری تھی (ابویعلی۲۴ بسند رجال ثقات عن ابن عباسؓ)

حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ابوضمرہ بن العیص ہیں۔

---

۲۱ برقم (٤٥٨٧) في كتاب التفسير، والطبري في " تفسيره " ١٤٩/٥.

۲۲ أخرجه " الطبري " ١٥٠/٥.

۲۳ زيادة من " الطبري " و " الدرالمنثور " وهو ابن الوليد بن المغيرة، كما في " سيرة ابن هشام " ٣٢١/١، وكان من خبار المسلمين، كما في " جمهرة النسب " ١٢٦/١.

۲۴ في خ: " أبو نعيم " وهو خطأ. صوابه من ق، والأثر في " مجمع الزوائد " ١٠/٧ و " المطالب العالية " ٣٢١/٣.

اور عبد بن حمید نے ان سے روایت کیا ہے کہ یہ بنوخزاعہ کے ایک آدمی تھے جن کا نام ضمرہ بن العیص تھا۔

اور قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام سبرہ تھا۔

عکرمہ سے روایت ہے فرمایا کہ یہ بنولیث کا آدمی تھا۔

اور ابن جریر[٢٥] نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ یہ بنوخزاعہ کا آدمی تھا جس کا نام ضمرہ بن العیص تھا یا عیص بن ضمرہ تھا۔

اور ابن ابی حاتم نے زبیر سے روایت کیا کہ یہ آیت خالد بن حزام کے بارے میں اتری یہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور راستے میں ہی فوت ہو گئے تھے لیکن یہ روایت "غريب جدا" ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اکثم بن صیفی تھا۔

ابو حاتم نے اس کو کتاب المعمرین میں دوسندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا۔

اور اموی نے اپنے مغازی میں عبدالملک بن عمیر سے اس کو روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۳]

﴿ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴾ (آیت:۱۰۵)

[اور آپ دغابازوں کے لئے طرفدار نہ بنیں]

یہ بنوابیرق تھے جن کا نام بشر، بشیر[٢٦] اور مبشر تھا۔

ترمذی[٢٧] نے حدیث قتادہ بن نعمان سے اس کو روایت کیا ہے۔

---

٢٥ ١٥١/٥.

٢٦ في "سيرة ابن هشام" ٥٢٤/١ بفتح الباء. وقال الدار قطني: انما هو "بُشير" بضم الباء.

٢٧ برقم (٣٠٣٩)، والحاكم، و "الطبري" ١٦٩/٥-١٧٠. وبنو أبيرق هم بطن من الأنصار من الأزد من القحطانية، كما في "معجم قبائل العرب" ٤/١.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۴]

﴿ ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا ﴾ (آیت:۱۱۲)

[پھر اس کی کسی بے گناہ پر تہمت لگائے]

اس سے مراد لبید بن سہل ہے جیسا کہ ترمذی [۲۸] کی حدیث میں ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زید بن سمین ہے جو یہودیوں کا آدمی تھا اس کو ابن جریر [۲۹] نے حضرت قتادہؒ اور عکرمہ اور ابن سیرین سے روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۵]

﴿ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ﴾ (آیت:۱۱۳)

[تو ان میں سے ایک جماعت ارادہ کر چکی تھی کہ آپ کو بہکا دیں]

یہ اسیر [۳۰] بن عروہ اور اس کے ساتھی تھے جیسا کہ ترمذی [۳۱] کی حدیث میں ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۶]

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ﴾ (آیت:۱۳۷)

[جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے]

حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔

اور ابن زید فرماتے ہیں کہ ان سے منافقین مراد ہیں۔ (ابن جریر [۳۲])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۷]

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ﴾ (آیت:۱۴۲)

[منافق اللہ سے چال بازی کرتے ہیں حالانکہ اللہ ان کو ان کی چال کی سزا دینے

---

[۲۸] انظر "الترمذي" رقم: (۳۰۳۹).

[۲۹] ۱۷۳/۵.

[۳۰] ق و "الإتقان" ۱۴۹/۲: "أُسَيد". وكذا في نسخة من "سنن الترمذي" كما في التعليق عليه ۲۰٦/۸.

[۳۱] انظر الترمذي: (۳۰۳۹). [۳۲] ـ (۱٦۲) ۲۱۰/۵.

والے ہیں]

ابن جریج فرماتے ہیں یہ آیت عبداللہ بن ابی اور ابو عامر بن نعمان کے بارے میں اتری۔ (ابن جریر۳۳)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۸]

﴿ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ﴾ (آیت:۱۴۳)

[نہ اِدھر نہ اُدھر]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں لا إلــى هـؤ لاء سے مراد اُصحاب محمد ﷺ ہیں۔ اور اگلے لا إلى هؤ لاء سے مراد یہود ہیں۔

ابن جریج فرماتے ہیں پہلے لا إلى هؤ لاء سے مراد اہل ایمان ہیں اور دوسرے سے اہل شرک مراد ہیں۔ (ابن جریر۳۴)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۱۹]

﴿ يَسۡـَٔلُكَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ اَنۡ تُنَزِّلَ عَلَيۡهِمۡ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ (آیت:۱۵۳)

[آپ سے اہل کتاب مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان پر نوشتہ آسمانی منگوا دیں]

ان میں سے بعض کے نام ابن عسکر نے روایت کئے ہیں۔ جیسے کعب بن اشرف اور فنحاص۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۰]

﴿ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ﴾ (آیت:۱۵۷)

[لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا]

ابن جریر نے ابن اسحاق سے روایت کیا کہ حواریوں میں سے جس شخص پر حضرت عیسیٰ کی مشابہت ڈالی گئی تھی اس کا نام سرجس تھا۔

---

۳۳ ۲۱۴/٥-۲۱٥.

۳۴ ۲۱٦/٥.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۱]

﴿ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ ﴾ (آیت:۱۶۲)

[لیکن جولوگ علم میں پختہ ہیں]

ابن عباس فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام اوران کے ساتھیوں کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم ۳۵)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۲]

﴿ الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴾ (آیت:۱۷۲)

[مقرب فرشتے]

حضرت ابن جریر ۳۶ نے اجلح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ضحاک سے پوچھا کہ مقربون کون ہیں فرمایا جودوسرے آسمان کے قریب ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۳]

﴿ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ ﴾ (آیت:۱۷۶)

[آپ سے حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے اللہ تمہیں کلالہ کے متعلق حکم دیتا ہے]

یہ پوچھنے والے حضرت جابر بن عبداللہ تھے جیسا کہ صحاح ستہ میں اس کی حدیث مروی ہے۔ ۳۷

---

۳۵ قال السيوطي في " الدر المنثور " ٢٤٦/٢ : أخرج ابن إسحاق ، والبيهقي في " الدلائل " عن ابن عباس في قوله : (لكن الراسخون في العلم منهم) الآية قال: نزلت في عبد الله بن سلام ، وأسيد بن سعية ، وثعلبة بن سعية ، حين فارقوا يهود وأسلموا.

۳۶ ٢٦/٦ .

۳۷ البخاري (٦٧٤٣) ونحوه (٤٥٧٧) ، ومسلم (١٦١٦)، وأبو داود : (٢٨٨٦)والترمذي (٢٠٩٨) وابن ماجه (٢٧٢٨) ، وأحمد ، والحميدي في " مسنده " : (١٢٢٩) وابن خزيمة في " صحيحه " (١٠٦) ، والطبري ٢٨/٦ ، وانظر : " اسباب النزول " للواحدي : ١٣٩ . وانظر حول شرح الحديث : " معالم السنن " للخطابي ٣٠٩/٣ ، و " شرح صحيح مسلم " للنووي ١٣٨/٤ ، و " فتح الباري " ٢٥/١٢ ، و " شرح ثلاثيات مسند أحمد " للسّفّاريني ٢٠٣/١ .

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۴]

﴿ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ ﴾ (آیت:۲)

[اور نہ ادب والے مہینے کو]

عکرمہ فرماتے ہیں اس سے مراد ذوالقعدہ کا مہینہ ہے۔ (ابن جریر۱)

اور ابن جریر نے اس کو مختار قول قرار دیا ہے کہ یہ رجب کا مہینہ ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۵]

﴿ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ ﴾ (آیت: ۲)

[اور نہ ان لوگوں کو جو حرمت والے گھر کی نیت سے جا رہے ہوں]

حضرت عکرمہ اور سُدّی فرماتے ہیں کہ یہ آیت حطم بن ہند البکری کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن جریر۲)

اور ابن زید فرماتے ہیں کہ یہ مشرکین کے کچھ لوگ تھے اہل مشرق میں سے جو حدیبیہ کے پاس سے گذرے اور عمرہ کرنا چاہتے تھے۔ (ابن ابی حاتم۳)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۶]

﴿ شَنَاٰنُ قَوْمٍ ﴾ (آیت:۸)

[ایک قوم کی دشمنی]

---

۱ ۳۷/٦.

۲ ۳۸/٦-۳۹.

۳ و "الطبري" نحوه، دون قوله: "من أهل المشرق". ۳۹/٦.

ان سے مراد قریش ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۷]

﴿ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ (آیت:۳)

[آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے]

یہ آیت عصر کے بعد نو ذی الحجہ کو حجۃ الوداع کے سال میں اتری تھی جیسا کہ صحیح بخاری[۴] میں کتاب التفسیر میں مروی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۸]

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ﴾ (آیت:۴)

[آپ سے پوچھتے ہیں ان کے لئے کون سے جانور حلال کئے گئے ہیں]

عکرمہ نے ان سائلین کا نام ذکر کیا ہے عاصم بن عدی، سعد بن خثیمہ، عویم بن ساعدہ۔ (ابن جریر[۵])

اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں ان سے مراد عدی بن حاتم، اور زید بن مہلہل تھے جو دونوں طائی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۲۹]

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ﴾ (آیت:۸)

[اور کسی قوم کی دشمنی کی خاطر عدل کو ہرگز نہ چھوڑو]

ابن جریر نے ابن جریج کی سند سے روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن کثیر سے فرمایا کہ یہ آیت خیبر کے یہودیوں کے بارے میں اتری تھی جب انہوں نے حضور ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔

---

[۴] "صحيح البخاري" كتاب التفسير برقم (٤٦٠٦).

[۵] ٦/٥٧.

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۱۳۰]

﴿ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا ﴾ (آیت: ۱۱)

[جبکہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کرے]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت یہود کے ان لوگوں کے بارے میں اتری جنہوں نے حضورؐ کیلئے ایک کھانا تیار کیا تھا جس سے وہ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔
حضرت عکرمہ فرماتے ہیں یہ کعب بن اشرف اور یہ یہود بنی نضیر کے متعلق اتری ہے۔ (ابن جریر[۶])

اور ابو مالک نے روایت کیا کہ یہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری جنہوں نے حضور ﷺ کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا تھا اور ابن جریر نے یزید بن ابی زیاد سے روایت کیا ہے کہ ان میں سے حیی بن اخطب بھی تھا۔

اور قتادہ سے روایت ہے کہ یہ عرب کی ایک قوم کے بارے میں اتری تھی جنہوں نے حضور ﷺ کو چھوڑنے کا ارادہ کیا تھا جب کہ حضور ﷺ ایک غزوے میں شریک تھے تو انہوں نے ایک دیہاتی کو بھیجا تھا کہ وہ بطن نخل میں آپ کو قتل کردے اور یہ لوگ بنو ثعلبہ اور بنو محارب کے تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۱۳۱]

﴿ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ﴾ (آیت: ۱۲)

[اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے تھے]

ابن اسحاق فرماتے ہیں یہ شموع بن زکور تھا جو روبیل کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور حوری جو شمعون قبیلے کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور کالب بن یوفنا جو یہودہ کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور یعوول بن یوسف جو اُساخر کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور یوشع بن نون جو فرائیم بن یوسف کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور یلطی بن روفو جو بنیامین کے

[۶] ۹۳/۶. وفي "الإتقان" زيادة: و "وحيي بن أخطب".
[۷] "الطبري" ۹۱/۶.

قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور کرابیل بن سودی جوز بالون کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور کدّی بن سوسا جو منشا بن یوسف کی اولاد سے تعلق رکھتا تھا اور عمائیل بن کسل جو دان کی اولاد سے تعلق رکھتا تھا اور ستور بن مخائیل جو شیز کی اولاد سے تعلق رکھتا تھا اور یحنّٰی بن وقوسی تفتال کی اولاد سے تعلق رکھتا تھا اور آل بن موخا جو کادلوا کی اولاد سے تعلق رکھتا تھا۔ (ابن جریر۸)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۳۲]

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ ﴾ (آیت:۱۸)

[اور یہود اور نصاریٰ نے کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں]

یہ بات یہود نے کہی تھی جن کے نام یہ ہیں۔ نعمان بن اجی، بحری بن عمرو، شاس بن عدی۹۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۳۳]

﴿ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ ﴾ (آیت:۱۹)

[اے اہل کتاب تمہارے پاس رسولوں کے انقطاع کے بعد ہمارا رسول آیا ہے]

قتادہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا وقفہ ہوا۔

اور انہی سے ایک روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے چھ سو سال کا ذکر کیا۔

اور معمر نے قتادہ کے شاگردوں سے روایت کیا ہے کہ پانچ سو چالیس سال کا وقفہ ہوا۔

حضرت ضحاک فرماتے ہیں چار سو سال اور تیس سے کچھ زائد سالوں کا وقفہ ہوا۔

(ان سب باتوں کو محمد بن جریر۱۰ نے روایت کیا ہے)۔

---

۸ "الإتقان": كاذلو" بالمعجمة: ٩٦/٦. وفي ضبط الأسماء اختلاف بين نسخ هذا الكتاب والطبري، فصلهما الأستاذ محمود محمد شاكر في تعليقه على "الطبري" ١١٤/١٠-١١٥ ط دار المعارف.

۹ أخرجه الطبري ١٠٥/٦ عن ابن عباس.

۱۰ ١٠٧/٦. وفي خ: "أحمد .." وهو وَهَم.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۳۴]

﴿ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا ﴾ (آیت:۲۰)

[جو جہاں میں کسی کو نہیں دیا گیا تھا]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اس سے مراد من وسلویٰ اور پتھر (جس سے بارہ چشمے پانی نکلتا تھا) اور بادل (جو بنی اسرائیل پر سایہ کرتا تھا) ہیں۔ (ابن جریر[۱۱])

[۱۳۵]

﴿ سلسلہ تفسیر نمبر: الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ ﴾ (آیت:۲۱)

[پاک زمین میں داخل ہو جاؤ]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد طور اور اس کے آس پاس کا علاقہ ہے۔

اور قتادہ فرماتے ہیں کہ شام کا علاقہ مراد ہے۔

اور عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اریحا مراد ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دمشق اور فلسطین اور اردن کا بعض حصہ مراد ہے۔

(ابن جریر[۱۲])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۳۶]

﴿ قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ﴾ (آیت:۲۲)

[زبردست قوم]

اس سے مراد عمالقہ کی قوم ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۳۷]

﴿ قَالَ رَجُلٰنِ ﴾ (آیت:۲۳)

[دو مردوں نے کہا]

---

۱۱ ‎.١٠٩/٦

۱۲ ‎.١١٠/٦

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ دونوں یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا یا ابن یوفنہ [۱۳] تھا۔

اور سُدّی فرماتے ہیں کہ یوشع [۱۴] اور کالب بن یوفنہ تھے جو حضرت موسیٰ کی رشتہ دار خواتین کی اولاد میں سے تھے۔ (ابن جریر [۱۵])

اور ابن عسکر فرماتے ہیں کہ یوشع حضرت موسیٰ کے بھانجے تھے اور کالب موسیٰ کے سسر تھے اور ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کالوب ہے اور بعض نے کہا کلاب ہے اور ان کے باپ کا نام یوفنا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۳۸]

﴿ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ﴾ (آیت:۲۷)

[حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کا درست حال سنا دیجئے]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں ہابیل وہ ہے جس کی دعا قبول ہوئی اور قتل ہوا اور قابیل وہ ہے جس نے قتل کیا تھا۔ (ابن جریر [۱۶])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۳۹]

﴿ قَرَّبَا ﴾ (آیت:۲۷)

[جب انہوں نے کچھ نیاز پیش کی]

یہ دنبہ کی قربانی تھی۔

(فائدہ) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عمرو بن خیر الشعبانی سے روایت کیا ہے فرمایا کہ میں کعب احبار کے ساتھ دیر مُرّان کے پہاڑ پر تھا انہوں نے مجھے ایک سرخ شعلہ دکھایا جو پہاڑ میں بہہ رہا تھا پھر کہا یہاں حضرت آدمؑ کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا

---

[۱۳] انظر "الدر المنثور" ۲/۲۷۰.

[۱۴] رواه ابن منيع . قال البوصيري الحافظ : رواته ثقات : "المطالب العالية" : (۳۵۹۰) : وضبط في "سفر العدد" و "يَفُنّه" بفتح الياء وضم الفاء وتشديد النون.

[۱۵]. ۶/۱۱۳.

[۱۶] انظر "الطبري" ۶/۱۲۰ - ۱۲۱.

اور یہ اس کے خون کا نشان ہے اللہ نے اس کو دنیا والوں کے لیے نشانی بنادیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۰]

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ ﴾ (آیت:۳۳)

[ان لوگوں کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں]

یہ آیت عرنیین کے بارے میں اتری تھی اور یہ آٹھ آدمی تھے۔[۱۷]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۱]

﴿ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ﴾ (آیت:۴۱)

[آپ ان پر غم نہ کھائی جو دوڑ کر کفر میں گرتے ہیں]

کہا گیا ہے کہ یہ یہودی ہیں [۱۸] اور یہ بھی کہا گیا ہے منافقین ہیں [۱۹] اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عبداللہ بن صوریا [۲۰] کے بارے میں اتری تھی۔ (ان سب اقوال کو ابن جریر [۲۱] نے نقل کیا ہے)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۲]

﴿ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴾ (آیت:۴۱)

[دوسروں کیلئے باتیں سننے کے عادی ہیں]

یہ اہل فدک ہیں جیسا کہ حمیدی [۲۲] نے اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی کے واسطے سے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

---

[۱۷] انظر: "صحيح البخاري" رقم (٦٧٩٩) في الديات، باب القسامة.

[۱۸] أخرجه ابن المنذر، وابن أبي حاتم، عن ابن عباس موقوفاً.

[۱۹] أخرجه ابن المنذر، وابن أبي حاتم، عن ابن عباس. "الدر المنثور" ٢٨١/٢.

[۲۰] أخرجه البيهقي في "السنن" وابن المنذر، وابن إسحاق، عن أبي هريرة.

[۲۱] في "تفسيره" مسندة ١٤٩/٦ - ١٥١.

[۲۲] في "مسنده" برقم (١٢٩٥) من طريق زكريا، وهو ابن أبي زائدة.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۳]

﴿ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ﴾ (آیت:۵۲)

[اب تو آپ دیکھیں گے جن کے دلوں میں مرض ہے]

حضرت عطیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن جریر[۲۳])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۴]

﴿ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ ﴾ (آیت:۵۴)

[تو اللہ عنقریب ایسی قوم لائے گا اللہ ان کو چاہتا اور وہ اللہ کو چاہتے ہیں]

حضور ﷺ نے فرمایا جب یہ آیت اتری تھی کہ وہ اس کی قوم کے لوگ ہیں اور ابوموسیٰ اشعری کی طرف اشارہ کیا۔ (حاکم[۲۴])

ابن ابی حاتم نے یہ بات محمد بن منکدر[۲۵] کے واسطہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ لوگ یمن کی قوم کے ہیں پھر فرمایا کندہ کے پھر فرمایا سکون کے پھر فرمایا تجیب کے (یہ یمن کے لوگوں کی شاخ در شاخ تعیین ہے جو اس آیت سے مراد ہے۔ امداد اللہ)

اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت ابن عباس سے ایسے ہی نقل کیا ہے۔

---

[۲۳] ۱۸۰/۶ ، وابن المنذر ، وابن أبي حاتم. " الدر المنثور " ۲۹۱/۲ .

[۲۴] في " المستدرك " ۳۱۳/۲ على شرط مسلم وأقره الذهبي ، والطبراني كما في " مجمع الزوائد " ۱٦/۷ ورجاله رجال الصحيح ، وأبو بكر بن أبي شيبة عن عياض الأشعري كما في " المطالب العالية " برقم (۳۵۹۸) قال الحافظ البوصيري : رواته ثقات.

[۲۵] والحاكم في " الكنى " وأبو الشيخ ، والطبراني في " الأوسط " وابن مردويه ، بسند حسن . كما في " الدر المنثور " ۲۹۲/۲ .

اورابن ابی حاتم ۲۶ نے حضرت حسن سے روایت کیا کہ خدا کی قسم یہ ابوبکر اوران کے ساتھی ہیں۔

اور حضرت ضحاک سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے سباء کی قوم مراد ہے۔

اورابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ اہل قادسیہ کے لوگ مراد ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۵]

﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ﴾ (آیت:۶۴)

[اور یہودی کہتے ہیں اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے]

امام طبرانی نے حضرت عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ کہنے والا نباش بن قیس تھا۔اورابوشیخ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ فنحاص تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۶]

﴿ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ﴾ (آیت:۸۲)

[اورآپ ان میں سے مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں]

حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے نقل کیا فرمایا کہ یہ ان لوگوں کا وفد ہے جو حضرت جعفر اوران کے ساتھیوں کے ساتھ حبشہ کے علاقے سے آئے تھے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے روایت کیا فرمایا کہ اللہ تعالی نے عیسائیوں کے لیے کسی خیر کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اس سے مراد نجاشی اوراس کے ساتھی ہیں۔(جو حضور ﷺ پر غائبانہ ایمان لائے تھے)۔

اورابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ یہ آیت نجاشی کے تیس اچھے ساتھیوں کے بارے میں اتری تھی۔

---

۲۶ وابن جریر ۱۸۲/۶.

اور ایک اور سند سے سعید بن جبیر سے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ یہ ستر آدمی تھے۔
اور سُدّی سے نقل کیا ہے کہ یہ بارہ آدمی تھے۔
اسماعیل الضریر نے اپنی تفسیر میں ان میں سے بعض کے نام بھی ذکر کئے ہیں جیسے ابرہد، ایمن، ادریس، ابراہیم، اشرف، تمیم، تمام، درید، بحیرا، نافع۔

سُورَةُ الْاَنْعَام

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۷]

﴿ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ﴾ (آیت:۸)

[اور کہتے ہیں کہ آپ پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اترا]

ابن اسحاق نے کہنے والوں کا نام ذکر کیا ہے ذمعہ بن اسود، نضر بن حارث بن کلدہ، عبدہ بن عبد یغوث، ابی بن خلف، عاصی بن وائل۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۸]

﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ ﴾ (آیت:۵۲)

[اور ان لوگوں کو دور نہ کرو جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں]

یہ کچھ حضرات کے بارے میں اتری تھی جن کے نام یہ ہیں حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ، حضرت عمارؓ، حضرت خبابؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت سلمان فارسیؓ جیسا کہ میں نے اس کو اسباب النزول[1] میں ذکر کیا ہے۔

---

[1] قال السيوطي في "لباب النقول في أسباب النزول": ٢٢٦-٢٢٧: "روى ابن حبان، والحاكم عن سعد بن أبي وقاص قال: لقد نزلت هذه الآية في ستة: أنا، وعبد الله بن مسعود، وأربعة قالوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم: اطردهم فإنّا نستحي أن نكون تبعاً لك كهؤلاء، فوقع في نفس النبي صلى الله عليه وسلم ما شاء الله فأنزل الله: (ولا تطرد الذين يدعون ربهم) الى قوله: (أليس الله بأعلم بالشاكرين).

روى أحمد، والطبراني، وابن أبي حاتم عن ابن مسعود قال: مرَّ الملأ من قريش على رسول الله صلى الله عليه وسلم – وعنده خباب بن الأرت، وصهيب، وبلال، =

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۴۹]

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ ﴾ (آیت:۷۴)

[اور جب ابراہیم نے اپنے ابا سے فرمایا]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارح تھا۔

(ابن ابی حاتم از طریق ضحاک)

اور سُدّی سے بھی ایسے ہی ابن ابی حاتم ۲ نے نقل کیا ہے۔

=وعمار- فقالوا: يا محمد ، أرضيت بهؤلاء ؟ أهؤلاء منّ الله عليهم من بيننا ، لو طردت هؤلاء لا تبعناك ، فأنزل الله فيهم القرآن ".

قلت : في " صحيح مسلم " في كتاب الفضائل ، أثر سعد الأول . الذي أورده السيوطي في " أسباب النزول " . والخبر الثاني عن ابن مسعود ، أخرج نحوه أبو يعلى وابن أبي شيبة عن خباب ، بسند صحيح ، كما في " المطالب العالية " : (٣٦١٨) ؛ والبزار ، كما في " كشف الأستار بزوائد البزار " ٤٨/٣ = رقم: ٢٢٠٩، وانظر " سيرة ابن هشام " ٣٩٢/١.

۲ ساق السيوطي الأدلة بأن (آزر) ليس أبا إبراهيم في رسالته " مسالك الحنفا في والدي المصطفى " : المتضمنة في كتابه " الحاوي لفتاوي " ٢٠٢/٢-٢٢٣ وفي " الدر المنثور " ٢٣/٣.

قال في " الحاوي للفتاوي " ٢١٣/٢-٢١٤:

" .. وهذا القول - أعني أن آزر ليس أبا إبراهيم - ورد عن جماعة من السلف -... أخرج ابن المنذر بسند صحيح عن ابن جريج في قوله : (وإذ قال إبراهيم لأبيه آزر) قال: ليس آزر بأبيه ، إنما هو إبراهيم بن تيرح - أو تارح -..

وأخرج ابن أبي حاتم بسند صحيح عن السدي أنه قيل له : اسم أبي إبراهيم آزر ؟ ! فقال : بل اسمه تارح .

وقد وُجّه من حيث اللغةِ بأن العرب تطلق لفظ الأب على العم إطلاقاً شائعاً ، وإن كان مجازاً وفي التنزيل : (أَمْ كُنتُم شُهَداءَ إذْ حَضَرَ يعقوبَ الموتُ إذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدي قالوا نعبد إلهك وإله آبائك إبراهيم و إسماعيل وإسحاق) [البقرة:١٣٣] فأطلق على إسماعيل لفظ الأب ، وهو عم يعقوب ، كما أطلق على إبراهيم و هو جده ".=

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۰]

﴿ رَاٰ كَوْكَبًا ﴾ (آیت:۷۶)

[ایک ستارہ دیکھا]

حضرت زید بن علی فرماتے ہیں کہ یہ زہرہ ستارہ تھا۔

اور امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ یہ مشتری تھا۔ (ان دونوں کو امام ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۱]

﴿ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ ﴾ (آیت:۸۹)

[پھر اگر ان باتوں کو یہ نہ مانیں]

اس سے مراد اہل مکہ ہیں۔ [۳]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۲]

﴿ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا ﴾ (آیت:۸۹)

[تو ہم نے ان پر ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں]

یعنی اہل مدینہ اور انصار (ابن ابی حاتم نے اس کو علی بن ابی طلحہ کے طریق سے

=غير أن من العلماء مَنْ يرى غير ذلك، فيقول ابن جرير الطبري في " تفسيره " ١٥٩/٧ : " أولى القولين بالصواب منهما عندي قول من قال : هو اسم أبيه . لأن الله تعالى أخبر أنه أبوه، وهو القول المحفوظ من قول أهل العلم دون القول الآخر الذي زعم قائله أنه نعت، فإن قال قائل : فإن أهل الأنساب إنما ينسبون إبراهيم إلى تارح فكيف يكون آزر اسماً له، والمعروف به من الاسم تارح ؟ قيل له : غير محال أن يكون له اسمان كما لكثير من الناس في دهرنا هذا، وكان ذلك فيما مضى لكثير منهم، وجائز أن يكون لقباً والله تعالى أعلم ".

وفي " البحر المحيط " ١٦٤/٤ لأبي حيان : " قيل : إن آزر عم إبراهيم وليس اسم أبيه وهو قول الشيعة، يزعمون أن آباء الأنبياء لا يكونون كفاراً، وظواهر القرآن ترد عليهم، ولاسيما محاورة إبراهيم مع أبيه في غير ما آية ".

[۳] أخرجه ابن أبي حاتم، كما في الفقرة التالية.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے)۔

اور ابن ابی حاتم نے ابورجاء العطاردی سے روایت کیا ہے کہ ان سے مراد فرشتے ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۳]

﴿ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ﴾ (آیت:۹۱)

[اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ بات کہنے والے یہودی تھے۔[۵]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مشرکین قریش تھے۔

اور سدی فرماتے ہیں کہ فنحاص یہودی تھا۔

اور حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ یہ مالک بن ضیف تھا۔ (یہ سب اقوال ابن ابی حاتم[۶] نے ذکر کیے ہیں)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۴]

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴾ (آیت:۹۳)

[اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔]

سدی فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۵]

﴿ اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ﴾ (آیت:۹۳)

[یا کہتا ہے مجھ پر وحی آئی ہے]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں یہ مسیلمہ (کذاب) اور اسود عنسی کے بارے میں اتری تھی۔

---

[۴] انظر "تفسیر الطبري" ۱۷٤/۷.

[۵] أخرجه الطبري ۱۷۷/٥، وابن المنذر، وأبو الشيخ. "الدر المنثور" ۲۹/۳.

[۶] انظر "تفسیر الطبري" ۱۷٦/٥.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۶]

﴿ وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ (آیت:۹۳)

[اور جو کہے میں ابھی اتارتا ہوں جس طرح اللہ نے اتارا ہے]

امامِ شعبی فرماتے ہیں یہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں اتری تھی۔

(ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۷]

﴿ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ ﴾ (آیت:۱۲۲)

[بھلا ایک شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا]

زید بن اسلم وغیرہ فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عمر بن خطاب کے بارے میں اتری تھی۔

اور حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۸]

﴿ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ ﴾ (آیت:۱۲۲)

[جس کا حال یہ ہے کہ وہ بڑے اندھیروں میں پڑا ہے]

حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ ابوجہل کے بارے میں اتری تھی۔

(ابن ابی حاتم ے)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۵۹]

﴿ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ ﴾ (آیت:۱۲۷)

[ان کے لئے ان کے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہوگا]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس سے مراد جنت ہے۔ (ابن ابی حاتم)

ے انظر " تفسير الطبري " ۱۷/۸ . وفي " الإتقان " ۱۵۰/۲ في قوله تعالى (قالوا لن نؤمن لك حتى نُوتى مثل ما أُوتي رُسلُ الله) [الأنعام : ۱۲٤] قال : سُمي منهم : أبو جهل والوليد بن المغيرة.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۰]

﴿ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ﴾ (آیت:۱۵۶)

[جو ہم سے پہلے انہی دو فرقوں پر اتری تھی]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۱]

﴿ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ﴾ (آیت:۱۵۸)

[جس دن آپؐ کے رب کی ایک نشانی آئے گی]

اس نشانی سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے جیسا کہ مسلم شریف [۸] میں مرفوع حدیث سے مروی ہے۔

---

[۸] و "الطبري" ٦٩/٨.

وأخرج البخاري: (٦٥٠٦) في الرقاق عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها، فإذا طلعت رآها الناس آمنوا أجمعون، فذاك حين لا ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت في إيمانها خيراً.." الخ.

وقد أخرج نحوه: مسلم وأبو داود والنسائي، والترمذي، وابن ماجه، وأحمد، و عبد الرزاق، وابن المنذر، وأبو الشيخ، وابن مردويه، والبيهقي في "شعب الإيمان" كما في "الدر المنثور" ٥٧/٣.

وروى الطبراني في "المعجم الصغير" ٦٤/١ = رقم (١٦٤) عن أبي هريرةؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله عزوجل: (يوم يأتي بعض آيات ربك) قال: طلوع الشمس من مغربها.

قال الحافظ في "فتح الباري" ٣٥٣/١١: قال ابن عطية: في هذا الحديث – اي حديث البخاري دليل على أن المراد بالبعض في قوله تعالى: (يوم يأتي بعض آيات ربك) طلوع الشمس من المغرب، وإلى ذلك ذهب الجمهور، انتهى.

وقد ذكر المحدث السيد محمد بن جعفر الكتاني في كتابه "نظم المتناثر": ١٤٧ أن أحاديث طلوع الشمس من المغرب وردت من طريق (١٤) صحابياً، فجعلها بذلك من قسم المتواتر.

حضرت ابن مسعودفرماتے ہیں کہ سورج اور چاند دونوں مغرب سے طلوع ہوں گے۔ (فریابی۹)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۲]

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا ﴾ (آیت:۱۵۹)

[جنہوں نے اپنے دین کوٹکڑے ٹکڑے کیا اور گروہ گروہ ہو گئے]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا یہ خارجی لوگ ہیں۔

(ابن ابی حاتم از حدیث ابی امامہ۱۰)

اورطبرانی نے حدیث عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ ان سے بدعتی اور جھوٹے فرقے مراد ہیں۔(عبدالرزاق)

---

۹ وسعيد بن منصور، وابن أبي حاتم، والطبراني، وأبو الشيخ وعبد بن حميد. " الدر المنثور ".

۱۰ قال ابن كثير في " تفسيره " ١٩٦/٢ : " لا يصح ".

في " المعجم الصغير " ونصه : عن عمر بن الخطاب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعائشة : " يا عائشة ﴿ إن الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعاً ﴾ هم أصحاب البدع، وأصحاب الأهواء، ليس لهم توبة وأنا منهم بريء، وهم مني براء". قال الهيثمي : إسناده جيد.

وأخرج نحوه أيضاً الطبراني في " المعجم الاوسط " عن أبي هريرة كما في " مجمع الزوائد " ٢٢/٧ - ٢٣.

۱۱ و " الطبري " ٧٧/٨.

سُوْرَۃُ الْاَعْرَافِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۳]

﴿ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ ﴾ (آیت:۴۴)

[پھر ان کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا]

تفسیر ابو حیان[1] میں ہے کہ اس سے مراد اسرافیلؑ ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جبرائیلؑ ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ غیر معین فرشتہ ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۴]

﴿ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ ﴾ (آیت:۴۶)

[اور عراف کے اوپر کچھ لوگ ہوں گے]

مرفوع احادیث میں مروی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں[2] برابر ہوں گی۔

ابن مردویہ اور ابوالشیخ نے حضرت جابر بن عبداللہ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

اور امام بیہقی نے کتاب البعث میں حضرت حذیفہ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

---

[1] "البحر المحيط" ٣٠١/٤.

[2] وهو قول جمهور المفسرين۔ انظر "تفسير ابن كثير" ٢١٦/٢.

[3] والحاكم في "المستدرك" ٣٢٠/٢.

اور یہی بات سعید بن منصور اور عبدالرزاق ۳؎ وغیرہما نے حضرت حذیفہ سے موقوفاً روایت کی ہے۔

اور اس کو ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔

اور طبرانی نے حدیث ابوسعید خدریؓ سے اس کو اور بیہقی نے حدیث ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو اللہ کے راستے میں قتل کیا گیا ہوگا اور یہ اپنے والدین کے نافرمان ہوں گے۔

اور بیہقی ۴؎ نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ یہ مؤمن جنات ہوں گے۔

اور امام بیہقی نے اور ابوشیخ نے حضرت سلیمان تیمی کی سند سے حضرت ابومجلز سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔

اور سلیمان تیمی فرماتے ہیں میں نے ابومجلز سے کہا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں رجالٌ (مرد) اور آپ کہتے ہیں فرشتے ہوں گے تو انہوں نے فرمایا وہ مذکر ہیں مؤنث نہیں ہیں۔

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا کہ یہ نیک لوگ ہوں گے فقہاء اور علماء۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن میں خود پسندی ہوگی۔

اور حضرت مسلم بن یسار سے بھی روایت کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن پر قرض ہوگا۔

عجائب میں کرمانی نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد انبیاء ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے فرشتے ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے علماء ہیں۔

۴؎ وابن عساکر في "تاريخ دمشق" في ترجمة الوليد بن موسى . كما في "تفسير ابن كثير" ۲/۲۱۷.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شہداء ہوں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صالحین ہوں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو جہاد میں شہید کیا گیا اور وہ والدین کے نافرمان تھے۔[۵]

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن سے ان کے باپ تو راضی ہوں گے اور مائیں راضی نہیں ہوں گی اور یا مائیں راضی ہوں گی اور باپ راضی نہیں ہوں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو فترت کے زمانہ میں مر گئے تھے اور انہوں نے اپنا دین تبدیل نہیں کیا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ زنا کی اولاد ہوں گی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے مشرکین کی اولاد ہوں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مشرکین ہوں گے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۵]

﴿ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ﴾ (آیت:۱۳۸)

[تو وہ ایک قوم کے پاس پہنچے جو اپنے بتوں کے پوجنے میں لگ رہے تھے]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ قبیلہ لخم اور قبیلہ جذام کے پاس آئے تھے۔

(ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی حاتم نے ابو قدامہ سے نقل کیا ہے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو عمران الجونی سے سنا انہوں نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ لوگ کون تھے جن پر بنی اسرائیل گذرے تھے جو اپنے بتوں کی پرستش کر رہے تھے میں نے کہا مجھے معلوم نہیں فرمایا یہ تمہاری قوم تھی لخم اور جزام۔

---

[۵] في خبر أخرجه أحمد بن منيع ، كما في " المطالب العالية " : (٣٦٢٣).

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۶]

﴿ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ ﴾ (آیت:۱۴۲)

[اورہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اوران کومزید دس راتوں سے پورا کیا]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد ذوالقعدہ کا مہینہ اور دس دن ذوالحجہ کے مراد تھے۔ (ابن ابی حاتم بسند عطاء از ابن عباسؓ) اوراسی طرح سے حضرت ابوالعالیہ وغیرہ سے بھی مروی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۷]

﴿ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (آیت:۱۴۵)

[عنقریب میں تم لوگوں کونافرمانوں کا مقام دکھاؤں گا]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں فاسقین کا انجام آخرت میں جہنم ہوگا۔

اورحضرت حسن فرماتے ہیں کہ نار فاسقین سے مراد جہنم ہے۔ (ابن ابی حاتم)

(لطیفہ) حضرت مجاہد کے الفاظ "مصيرهم فی الآخرة" کوبعض کبار حضرات نے غلط کرکے مِصرَهم فی الآخرة پڑھا ہے یہ بات حافظ ابوالفضل العراقی نے "شرح ألفية الحديث" میں لکھی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۸]

﴿ وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ﴾ (آیت:۱۶۳)

[اوران اس بستی کا حال پوچھئے جو دریا کے کنارہ پرتھی]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس بستی کا نام ایلہ تھا۔

(ابن ابی حاتم ازطریق عکرمہ)

اورابن ابی حاتم نے ایک اورسند سے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ اس بستی کا نام مدین تھا جوایلہ اورطور کے درمیان تھی۔

اورابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد طبریہ کی بستی تھی۔

اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کیا ہے فرمایا کہ یہ وہ بستی تھی جس کا نام متقنا تھا جو مدین اور عینونا کے درمیان واقع تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۶۹]

﴿ وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا ﴾ (آیت:۱۷۵)

[اور ان کو اس شخص کا حال سنا دیں جس کو ہم نے اپنی آیات دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا]

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اس سے مراد بلعم بن ابراء ہے۔ (طبرانی وغیرہ[٦])

(فائدہ) درمنثور اور طبری میں بلعم کے باپ کا نام ابر لکھا ہے اور حاکم، مستدرک میں باعور الکھا ہے اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق جلد ۲۵۶/۱۰ پر بلعم بن باعور الکھا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام بلعم بن ابر تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام بلعم بن اور تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بلعم بن باعر تھا یہ بلقان کی بستیوں میں سے ایک بستی میں رہتا تھا اور اللہ کا اسم اعظم جانتا تھا لیکن بے دین ہو گیا تھا جس کا اللہ نے قرآن میں

---

[٦] قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٢٥/٧ : "رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح". وأخرجه أيضاً : الطبري في "تفسيره" ٨٢/٩ ، والحاكم في "المستدرك" ٣٢٥/٢ ، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" ٢٦٦/١٠ ، وابن أبي حاتم ، وأبو الشيخ ، وابن مردويه . كما في "الدر المنثور".

[٧] قال الهيثمي : رجاله رجال الصحيح . كما في "مجمع الزوائد" ٢٥/٧ ، وصحح نسبته ابن كثير في "تفسيره" ٢٦٥/٢ وقال "وكأنه إنما أراد أن أمية بن أبي الصلت يشبهه فإنه كان قد اتصل إليه علم كثير من علم الشرائع المتقدمة ، ولكنه لم ينتفع بعلمه فإنه أدرك زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وبلغته أعلامه وآياته ومعجزاته ، وظهرت لكل من له بصيرة ، ومع هذا اجتمع به ولم يتبعه ، وصار إلى موالاة المشركين ومناصرتهم وامتداحهم ، ورثى أهل بدر من المشركين ، بمرثاة بليغة ، قبّحه الله وقد جاء في بعض الأحاديث أنه من آمن لسانه ولم يؤمن قلبه ، فإن له أشعاراً ربانية ، وحكماً وفصاحة ، ولكنه لم يشرح الله صدره للإسلام".

ذکر کیا ہے۔

اور ابن عباسؓ نے اس کا نام بلعم ذکر کیا ہے اور ایک اور روایت میں بلعام بن باعر آیا ہے یہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ ابو شیخ نے اس بات کو کئی سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ ایک آدمی تھا جس کا نام بلعم تھا یمن کا رہنے والا تھا۔

اور طبرانی اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا فرمایا کہ اس سے مراد امیہ بن ابی صلت ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد صیفی بن راہب ہے۔

اور امام شعبی سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ بلعم بن باعوراء تھا۔

اور بنوثقیف کہتے ہیں کہ اس سے مراد امیہ بن ابی صلت ہے۔ اور انصار کہتے ہیں کہ یہ وہ راہب ہے جس نے اپنے لیے مسجد شقاق بنائی تھی۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں اللہ نے اس شخص کی مثال دی ہے جس کے سامنے ہدایت پیش کی جائے اور وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کردے اور اس کو چھوڑ دے۔

اور عجائب کرمانی میں ہے کہا گیا ہے کہ اس سے مراد فرعون ہے اور آیات سے مراد معجزات موسیٰؑ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۱۷۰]

﴿ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴾ (آیت: ۱۸۱)

[اور ہماری مخلوق میں سے کچھ لوگ ہیں جو سچی راہ بتاتے ہیں اور اسی کے موافق

انصاف کرتے ہیں]

اس سے مراد یہی امت ہے (امت محمدیہ) (ابن ابی حاتم از قتادہ)

اور ربیع بن انس سے اس بات کو مرفوعاً ذکر کیا ہے لیکن یہ مرسل ہے۔ ابو شیخ نے ابن جریج سے روایت کیا کہ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس آیت سے مراد میری امت ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۱]

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ ﴾ (آیت:۱۸۷)

[وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں]

یہ پوچھنے والے حمل بن قشیر اور شمویل بن زید تھے۔ (ابن جریر[8])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۲]

﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا ﴾ (آیت:۱۸۹)

[وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا]

یہ ساری آیت حضرت آدم وحوا کے بارے میں ہے جیسا کہ ترمذی میں مروی ہے اور حاکم نے اس کو حدیث سمرہ سے مرفوعاً[9] روایت کیا ہے۔

اور اس کو ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔

---

[8] أخرجه ابن جرير ۹۳/۹، وابن اسحاق، وأبو الشيخ، عن ابن عباس.

[9] الترمذي (۳۰۷۹).

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۳]

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ﴾ (آیت:۱)

[یہ لوگ آپؐ سے اموال غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں]

اس پوچھنے والے کا نام سعد بن ابی وقاص ذکر کیا گیا ہے کہ اس کو احمد وغیرہ[ا] نے ذکر کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت طلحہ کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ پوچھنے والے حضور علیہ السلام کے رشتہ دار تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۴]

﴿ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴾ (آیت:۵)

[حالانکہ مؤمنین کی ایک جماعت (اس کیلئے) راضی نہیں تھی]

ان میں سے بعض کے نام ذکر کئے گئے ہیں جیسے ابوایوب انصاریؓ اور اس فریق کے افراد جنہوں نے اس کو ناپسند نہیں کیا تھا مقداد تھے اس کو ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ نے ابوایوب انصاری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

ا أحمد برقم (١٥٣٨)، والطبري (١٥٦٥٧) = ١١٧/٩، وأبو داود (٢٧٤٠) والترمذي (٣٠٨٠) والحاكم ١٣٢/٢، والبيهقي في "السنن الكبرى" ٢٩١/٦.
قال الترمذي: حسن صحيح. وقال أحمد شاكر في "شرح المسند" وتعليقه على "الطبري" إسناده صحيح.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۵]

﴿ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ ﴾ (آیت:۷)

[دو جماعتوں میں سے ایک کے ہاتھ لگنے کا وعدہ کیا تھا]

ان دو طائفوں سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی اور ابوجہل اور اس کے ساتھی تھے یہی شوکت والے لشکر تھے۔[۲]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۶]

﴿ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا ﴾ (آیت:۱۹)

[اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تمہارے پاس پہنچ چکا]

حاکم[۳] نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے روایت کیا ہے کہ یہ فتح کی دعا کرنے والا ابوجہل تھا۔

ابن ابی حاتم نے بھی اسی طرح سے حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت عطیہ سے روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۷]

﴿ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ ﴾ (آیت:۲۲)

[بے شک سب جانداروں سے اللہ کے نزدیک بدتر وہ لوگ ہیں جو بہرے گونگے ہیں]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ بنی عبدالدّار کے لوگ تھے۔

(ابن ابی حاتم[۴])

---

[۲] أخرجه الطبري عن قتادة ۱۲۵/۹.

[۳] في "المستدرك" ۳۲۸/۲، والطبري في "تفسيره" ۱۳۸/۹. وقال الحاكم : هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

[۴] والبخاري في "صحيحه" برقم (٤٦٤٦) في التفسير، والطبرى ۱٤۰/۹.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۸]

﴿ وَ اِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ﴾ (آیت:۳۰)

[اور جب آپؐ کے ساتھ کافر فریب کر رہے تھے]

ان میں سے بعض کے نام جو دار النبوہ میں جمع ہوئے تھے یہ ہیں عتبہ اور شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے۔ ابوسفیان، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، حارث بن عامر، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، ابوجہل، امیہ بن خلف، نبیہ اور منبہ یہ دونوں حجاج کے بیٹے تھے۔[5]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۷۹]

﴿ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ﴾ (آیت:۳۱)

[اگر چاہیں تو ہم بھی ایسی باتیں کہہ دیں]

یہ بات نضر بن حارث نے کہی تھی۔ (ابن جریر[6] وغیرہ از سعید بن جبیر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۰]

﴿ وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ ﴾ (آیت:۳۲)

[اور جب انہوں نے کہا اے اللہ یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی سچ ہے]

یہ بات ابوجہل نے کہی تھی۔ (بخاری[7] از انسؓ)

اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ کہنے والا النضر بن حارث[8] تھا۔

اور حضرت قتادہ سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ یہ بات کہنے والے اس امت کے بے وقوف اور جاہل لوگ تھے۔

---

[5] انظر "سيرة ابن هشام" ٤٨١/١.

[6] الأثر (١٥٩٧٩) و (١٥٩٨) = ١٥٢/٩.

[7] في "صحيحه" (٤٦٤٨) في التفسير.

[8] رواه الطبري ١٥٢/٩ عن سعيد بن جبير

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۱]

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴾ (۳۶)

[بیشک جولوگ کافر ہیں اوراپنے مال خرچ کرتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے روکیں]

حکم بن عتبہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں اتری تھی۔

(ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی اسحاق نے اپنے مشائخ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان اور ان لوگوں کے بارے میں اتری تھی جوقریش کے تجارتی قافلے میں شریک تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۲]

﴿ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ ﴾ (آیت:۴۱)

[اوراس چیز پر جوہم نے اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن اتاری ہے]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے بدر کی جنگ مراد ہے اللہ نے اس میں حق اور باطل کوالگ الگ کردیا تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۳]

﴿ وَ الرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ ﴾ (آیت:۴۲)

[اوروہ قافلہ تم سے نیچے کی طرف کوتھا]

حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں اس سے مراد ابوسفیان اوراس کے ساتھی ہیں جوساحل پر چل رہے تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۴]

﴿ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ ﴾ (آیت:۴۸)

[اور میں تمہارا حامی ہوں]

اس سے مراد سراقہ بن مالک بن جعشم ہے۔ (ابن ابی حاتم از ابن عباسؓ)

(فائدہ) بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ شیطان سراقہ بن مالک بن جعشم کی شکل میں کچھ کفار کے لشکر میں کمان کررہا تھا اور یہ الفاظ کہہ رہا تھا جواس آیت

میں مذکور ہیں۔ (امداد اللہ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۵]

﴿ اِنِّیٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ ﴾ (آیت:۴۸)

[میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ شیطان نے جبرائیل اور فرشتوں کو دیکھا تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۶]

﴿ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ﴾ (۴۹)

[اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب منافقین اور جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے ان لوگوں کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے]

یہ کہنے والا عتبہ بن ربیعہ تھا جیسا کہ طبرانی اوسط میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔
حضرت مجاہدؒ نے پانچ نام ذکر کئے ہیں۔ ابو قیس بن ولید بن مغیرہ، ابو قیس بن فاکہ بن مغیرہ، حارث بن زمعہ، علی بن امیہ بن خلف، عاصی بن منبہ۔ (ابن جریر[9])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۷]

﴿ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً ﴾ (آیت:۵۸)

[اور اگر آپ کو کسی قوم سے دغا کا ڈر ہو]

ابن شہاب فرماتے ہیں یہ آیت بنو قریظہ کے بارے میں اتری تھی۔ (ابو شیخ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۸۸]

﴿ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ ﴾ (آیت:۶۰)

[اور اپنے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر جن کو تم نہیں جانتے]

حدیث مرفوع میں وارد ہے کہ ان سے مراد جنات ہیں۔ (ابن ابی حاتم[10])

---

9 "تفسیر الطبري" الأثر رقم: (١٦١٩٥) = ١٦/١٠.

مجاہدؒ فرماتے ہیں بنوقریظہ ۱۱ ہیں۔
سدی فرماتے ہیں فارس کے لوگ ہیں۔
ابن یمان فرماتے ہیں وہ شیاطین مراد ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں۔
(ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۱۸۹]

﴿ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (آیت: ۶۴)

[اور جن مؤمنین نے آپ کا اتباع کیا ہے]

یہ آیت اس وقت اتری جب رسول اللہ ﷺ پر چالیس آدمی ایمان لا چکے تھے ان کے آخری حضرت عمرؓ تھے جیسا کہ طبرانی وغیرہ میں مروی ہے اور زہری فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ مشہور تھا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں اتری ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۱۹۰]

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ ﴾ (آیت: ۷۰)

[اے نبی ان لوگوں سے جو آپؐ کے ہاتھ میں قیدی ہیں فرما دیجئے]

ان میں سے بعض کے نام یہ ذکر کیے گئے ہیں۔ عباس، عقیل، نوفل بن حارث، سہیل بن بیضاء۔۱۲

---

۱۰ ومُسَدَّد بن مُسَرْهَد في "مسنده" كما في "المطالب العالية" ٣/٣٣٥، ورواه الطبراني، وفي إسناده مجاهيل. "مجمع الزوائد" ٧/٢٧.

۱۱ الطبري ١٠/٢٢.

۱۲ أخرج ذلك: الحاكم وصححه، والبيهقي في "سننه" عن عائشة. كما في "الدر المنثور" ٣/٢٠٤، ووقع فيه: "عتبة بن عمر" بدل "سهيل بن بيضاء" وفي "الإتقان" ٢/١٥٠: "سهل" بدل "سهيل"، وفي رواية ابن إسحاق في "السيرة": "عمرو" بدل "عمر". وقد ساق ابن هشام في "السيرة النبوية" ٢/٣-٨ أسماء ستة وستين رجلًا كانوا أسرى عند المسلمين يوم بدر.
وسقط في ع و ب الآية وتفسيرها.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۱]

﴿ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (آیت:۱)

[اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین کیلئے صاف جواب ہے جن سے تمہارا معاہدہ ہوا تھا]

ان میں سے بعض کے نام حضرت مجاہدؒ نے ذکر کئے ہیں: خزاعہ اور مدلج۔ (ابن ابی حاتم[۱])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۲]

﴿ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ﴾ (آیت:۲)

[پس تم اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو]

زہری فرماتے ہیں کہ یہ آیت شوال میں اتری تھی۔ اور چار مہینے یہ ہیں۔ شوال، ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم[۲]۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اس سے مراد ذوالحج کے آخری بیس دن سے لے کر ربیع الاول کے دس دن تک۔ (ابن ابی حاتم)

پہلے قول کی تائید فَاِذَا انسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ. (التوبہ:۵) سے ہوتی ہے۔

---

[۱] وابن جرير ۱۰/۴۴، وابن أبي شيبة، وابن المنذر. "الدر المنثور" ۳/۲۰۹ وسقط من هذه الفقرة حتى نهاية الفقره رقم ۲۱۹ من النسخ المطوعة.

[۲] أخرجه ابن جرير ۱۰/۴۵، وعبدالرزاق، والنحاس. "الدر المنثور".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۳]

﴿ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ ﴾ (آیت:۳)

[اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے عام لوگوں کے سامنے بڑے حج کے دن میں اعلان کیا جاتا ہے]

اس کی تفسیر قربانی کے دن سے کی گئی ہے اس کو ترمذی نے حدیث علی اور عمرو بن الأحوص [۳] سے روایت کیا ہے۔

اور ابن جریر [۴] نے حدیث ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔

ابن جریر نے اس کو ابن عباسؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ سے موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے مسور بن مخرمہ سے روایت کیا کہ اس سے مراد حج کا دن ہے۔ اور اس کی مثل حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی موقوفاً مروی ہے۔

اور ابن جریر [۵] نے بھی حضرت علی اور ابن زبیر سے اس کو روایت کیا ہے۔

اور حضرت سعید بن میسّب فرماتے ہیں اس سے قربانی کا دوسرا دن مراد ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۴]

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (آیت:۴)

[مگر جن مشرکین سے تم نے عہد کیا تھا]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قریش ہیں اور حضرت محمد بن عباد

---

[۳] حديث على في الترمذي برقم (٣٠٨٨) ورجع أنه موقوف ؛ وفي إسناده (الحارث الأعور) متكلم فيه. وحديث ابن الاحوص في الترمذي برقم (٣٠٨٧) أيضاً وقال : حسن صحيح ، وابن ماجه (٣٠٥٥) وانظر "فتح الباري" ٣٢٠/٨.

[۴] ٥٢/١-٥٣ ، والبخاري ٥٧٤/٣ تعليقاً ، وأبو داود (١٩٤٥) ، وابن ماجه (٣٠٥٨) ، والبيهقى ١٣٩/٥ ، والحاكم ٣٣١/٢ ، والطبراني في "المعجم الصغير ١١٩/٢".

[۵] ٤٩/١٠.

بن جعفر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بنو حذیمہ بن عامر بن بنی بکر بن کنانہ[٦] ہے۔

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قریش ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۵]

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾ (آیت:۷)

[مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا تھا]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد قریش ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۶]

﴿ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ﴾ (آیت:۱۲)

[تم کفر کے سرداروں سے لڑو]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ان سے ابوسفیان اور ابوجہل اور امیہ بن خلف اور سہیل بن عمرو اور عتبہ بن ربیعہ مراد ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

(فائدہ) ان میں سے ابوسفیان بعد میں صحابی ہو کر رضی اللہ عنہ ہو گئے تھے۔ (انور)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۷]

﴿ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (آیت:۱۴)

[اور مسلمانوں کے دل ٹھنڈے کر دے]

حضرت مجاہد اور سدی اور عکرمہ فرماتے ہیں کہ بنو خزاعہ مراد ہیں۔ (اس سب کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۸]

﴿ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ﴾ (آیت:۲۸)

---

[٦] خ: "جدیمة بن عامر" و فی ق بالذال المعجمة و "بکر کنانة" و المثبت من "الدر المنثور"۔

وانظر: "جمهرة النسب' للكلبي ۱/۲۰۸، و "تفسير الطبري" ۱۰/۵۸.

[جو مشرک ہیں وہ پلید ہی ہیں پس وہ مسجد حرام کے پاس اس سال کے بعد نہ آنے پائیں]

اس سے ۹ھ مراد ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۱۹۹]

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ ﴾ (آیت:۳۰)

[اور یہودیوں نے کہا عزیزؑ خدا کا بیٹا ہے]

ان میں سے بعض کے نام یہ ذکر کئے گئے ہیں۔ سلام بن مشکم ، نعمان بن اوفی ، محمد بن دحیہ، اور شاس بن قیس، اور مالک بن ضیف۔ (ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ)

اور ابن منذر نے ابن جریجؒ سے روایت کیا کہ یہ بات صرف ایک آدمی نے کہی تھی اور اس کا نام فنحاص تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۰]

﴿ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ﴾ (آیت:۳۶)

[مہینوں کا شمار کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے ان میں چار مہینے ادب کے ہیں]

حضور ﷺ نے فرمایا تین مہینے لگا تار ہیں ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم اور رجب مضر جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ (بخاری، مسلم[ے] از حدیث ابی بکرۃ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۱]

﴿ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ﴾ (آیت:۴۰)

[جبکہ وہ دونوں غار میں تھے]

اس غار سے مراد غار ثور ہے جو مکہ کے پہاڑ میں ہے۔

ے البخاري (٤٦٦٢) في التفسير؛ ومسلم في القسامة (١٦٧٩)، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، وأبو الشيخ، وابن مردويه، والبيهقي في "شُعَب الإيمان".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۲]

﴿ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴾ (آیت:۴۰)

[جو وہ اپنے ہمراہی سے کہہ رہا تھا تم غم نہ کرو بے اللہ ہمارے ساتھ ہے]

اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ [۸] ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۳]

﴿ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ﴾ (آیت:۴۷)

[اور تم میں ان کے کچھ جاسوس بھی ہیں]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں یہ لوگ عبداللہ بن ابی بن سلول اور رفاعہ بن تابوت اور اوس بن قیظی تھے۔ (ابن ابی حاتم [۹])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۴]

﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ ﴾ (آیت:۴۹)

[اور بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دے دیں اور مجھے خرابی میں نہ ڈالیں]

یہ کہنے والا جد بن قیس تھا۔ (طبرانی از ابن عباسؓ [۱۰])

---

[۸] ثبت ذلك في : البخاري (٣٦٥٣) في مناقب المهاجرين ، و(٤٦٦٣) في التفسير ، ومسلم ٢٤٢/٥ في الفضائل (بشرح النووي) ؛ والترمذي (٣٠٩٥) في التفسير ؛ وأحمد في " المسند " برقم (١١) ، و (٣٢٥١) = ٣٤٨/١. وانظر "المسند" لأحمد ٣٣٠/١ = (٣٠٦٢) و ٣٣١/١ = (٣٠٦٣).

كما خرج ذلك الإمام الحافظ القاضي : أبو بكر أحمد بن علي الأموي المروزي ، المولود نحو سنة (٢٠٢) هـ والمتوفى سنة (٢٩٢) هـ ، شيخ النسائي والطبراني وغيرهما ، في جزئه المسند الذي أفرده في أحاديث أبي بكر الصديق ، المسمى بـ "مسند أبي بكر الصديق رضي الله عنه" والذي يعتبر من أجمع ما أفرد في أحاديث أبي بكر خاصة ، وذلك في الأحاديث ذات الأرقام : (٤٢) ، (٥٦)،(٦٢)،(٦٥)، (٧١)،(٧٢)،(٧٣)،(٨٢).

[۹] والطبري ١٠٢/١٠ ، وفي "تفسير مجاهد" ٢٨٠/١ زيادة "عبد الله بن نبتل".

[۱۰] حسن إسناده : يحيى الحماني ، وهو ضعيف . قاله الهيثمي في "مجمع الزوائد" ٣٠/٧. وأخرجه الطبري أيضاً ١٠٤/١٠.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۵]

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ﴾ (آیت:۵۸)

[اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو آپؐ کو خیرات بانٹنے میں طعنہ دیتے ہیں]

یہ ذوالخویصرہ تھا جیسا کہ بخاری میں حضرت ابوسعید خدریؓ[۱] سے مروی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۶]

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ ﴾ (آیت:۶۰)

[زکوٰۃ تو صرف غریبوں محتاجوں اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں اور جن کی دلجوئی کرنا منظور ہے (وغیرہ) کیلئے ہے]

حضور ﷺ کے زمانہ میں مؤلفۃ القلوب (یعنی جن کیلئے دل جوئی کرنا منظور تھی) یہ لوگ تھے۔ ابی بن شریق، احیحہ بن امیہ بن خلف، اسد بن حارثہ، اقرع بن حابس، جبیر بن مطعم، حارث بن ہشام، حرملہ بن ہودہ، خالد بن ہودہ، حکیم بن حزام، حکم بن طلیق، حویطب بن عبدالعزیٰ، خالد بن قیس السہمی، زید الخیل، سائب بن ابی سائب، سہیل بن عمرو، شیبہ بن عثمان، سفیان بن عبدالاسد، ابوسفیان بن حرب، اور اس کے دو بیٹے معاویہ اور یزید اور ابو السنابل بن بعکک، صفوان بن امیہ، عبدالرحمٰن بن یربوع، عیینہ بن حصن الفزاری، عمرو بن الاہتم التمیمی، عباس بن مرداس السلمی، مخرمہ بن نوفل، سعید بن یربوع، قیس بن عدی، عمرو بن وہب، ہشام بن عمرو، نضر بن حارث، مطیع بن الاسود، ابوجہم بن حذیفہ، علقمہ بن علاثہ، عمیر بن مرداس، قیس بن مخرمہ، عکرمہ بن عامر، عمرو بن ورقہ، لبید بن ربیعہ، مغیرہ بن حارث، ہشام بن ولید المخزومی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۷]

﴿ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ ﴾ (آیت:۶۱)

---

[۱] "صحيح البخاري" رقم (٦٩٣٣) في استتابة المرتدين.

[اوران میں سے بعض نبیؐ کی بدگوئی کرتے ہیں]

یہ نبتل بن حارث کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ[12])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۸]

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ﴾(آیت:۶۵)

[اوراگر آپؐ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو شغل اوردل لگی کرر ہے تھے]

یہ عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم[13] از ابن عمرؓ)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ودیعہ بن ثابت[14] کے بارے میں اتری تھی جیسا کہ اس کو سہیلی نے ذکر کیا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۰۹]

﴿ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ ﴾(آیت:۶۶)

[اگر تم میں سے بعضوں کو معاف کردیں گے]

یہ مخشی بن حمیر تھا۔ جیسا کہ ابن ابی حاتم نے کعب بن مالک سے روایت کیا اور انہوں نے ہی ضحاک کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ طائفہ سے مراد ایک آدمی بھی ہے اور کئی جماعتیں بھی ہوسکتی ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۱۰]

﴿ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ﴾(آیت:۷۰)

[اوران کی الٹی ہوئی بستیوں کی]

حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ یہ پانچ بستیاں تھیں: ضبعہ، مغیرہ، عمرہ، دوما اور سدوم اور یہ سدوم سب سے بڑی بستی تھی۔ (ابن ابی حاتم)

---

[12] انظر "سیرة ابن هشام" ۵۲۱/۱، و "تفسیره الطبري" ۱۱۶/۱۰.

[13] وابن المنذر، والعقيلي في "الضعفاء"، وأبو الشيخ، وابن مردويه، والخطيب في "رواة مالك". "الدر المنثور" ۲۵۴/۳.

[14] أخرجه ابن مردويه عن ابن عباس. (الدر المنثور" ۲۵۴/۳. و "الطبري" ۱۱۹/۱۰ عن ابن إسحاق.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۱۱]

﴿ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ﴾ (آیت:۷۴)

[وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی]

یہ جلاس بن سوید بن صامت کے بارے میں اتری تھی۔

(ابن ابی حاتم از ابن عباسؓ وکعب بن مالکؓ ۱۵)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۱۲]

﴿ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ﴾ (آیت:۷۴)

[اور اس چیز کا ارادہ کیا تھا جو ان کو نہ مل سکی]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ ارادہ کرنے والا ایک شخص تھا جس کا نام اسود تھا اس نے حضور ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ (نعوذ باللہ) (ابن ابی حاتم ۱٦)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۱۳]

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ (آیت:۷۵)

[اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ ہمیں اپنے فضل

---

۱۵ وروى ابن جرير برقم (١٦٩٧٤) عن قتادة أنها نزلت في عبد الله بن أبيّ بن سلول.

قال ابن جرير رحمه الله : " والصواب من القول في ذلك عندنا أن يقال : إن الله تعالى أخبر عن المنافقين أنهم يحلفون بالله كذباً على كلمة كُفر تكلّموا بها ، أنهم لم يقولوها وجائز أن يكون في ذلك القول ما روي عن عروة أن الجلاس قاله ، وجائز أن يكون قائله عبد الله بن أبي بن سلول والقول ما ذكر قتادة منه أنه قال. ولا علم لنا بأي ذلك من أيّ ، إذا كان لاخبر بأحدهما يوجب الحجة ، ويتوصل به الى يقين العلم به ، وليس ما يدرك علمه بفطرة العقل ، فالصواب أن يقال فيه كما قال الله جل ثناؤه : ﴿ يحلفون با ﴾ ما قولوا ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد إسلامهم ﴾ [التوبة : ٧٤].

۱٦ انظر " تفسير الطبري " ١٢٩/١٠.

سے کچھ عطا کرے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم خوب نیک کام کریں گے]
یہ ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں اتری تھی۔ (طبرانی وغیرہ از حدیث ابوامامہ [۱۷])
اور ابن اسحاق نے معتب بن قشیر کا بھی اضافہ کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۱۴]

﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ ﴾ (آیت: ۷۹)

[وہ لوگ جو ان مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو اپنی محنت کی سوا کی طاقت نہیں رکھتے]

مطّوّعین سے مراد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عاصم بن عدی ہیں اور لا یجدون إلا جهدهم سے مراد حضرت ابوعقیل اور حضرت رفاعہ بن سعد [۱۸] ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن جریر [۱۹] نے حضرت ابوخیثمہ انصاری کو بھی ذکر کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۱۵]

﴿ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرِّ ﴾ (آیت: ۸۱)

[اور کہا گرمی میں مت نکلو]

یہ بات بنوسلمہ کے ایک آدمی نے کہی تھی۔ (ابن جریر [۲۰] از محمد بن کعب)

---

[۱۷] وإسناده ضعيف جدا. لان في إسناده علي بن يزيد الألهاني، وهو متروك. كما في "مجمع الزوائد" ٣٢/٧.

[۱۸] في "فتح الباري" ٣٣١/٨: "سهل" كما في رواية عبد بن حميد. قال الحافظ: "فيحتمل أن يكون تصحيفاً، ويحتمل أن يكون اسم أبي عقيل "سهل" ولقبه "حبحاب" أوهما اثنان".

وفي "المطالب العالية" ٣٤١/٣ رقم (٣٦٤٧) رواية ابن أبي شيبة. وأثر أبي عقيل رواه ابن مسعود وأخرجه البخاري في "صحيحه" (٤٦٦٨) في التفسير.

[۱۹] ٣٦/١٠.

[۲۰] ١٣٩/١٠.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۱۶]

﴿ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ ﴾ (آیت:۸۳)

[پھر اللہ تجھے ان میں سے کسی گروہ کی طرف پھر لے جائے]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہمارے لیے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ منافقین کے بارہ آدمی تھے۔ (ابن جریر ۲۱)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۱۷]

﴿ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ ﴾ (آیت:۹۰)

[اور کچھ دیہاتیوں میں سے بہانہ باز لوگ آئے تا کہ ان کو اجازت مل جائے]

سدی فرماتے ہیں جنہوں نے اس آیت کو وجاء المعذرون پڑھا ہے بغیر ذال کی شد کے تو پھر اس سے مراد بنو مقرن قبیلہ ہے اور جس نے مشدد پڑھا ہے ان کے نزدیک اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو عذر تھا۔

اور ابن اسحاق ۲۲ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ بنو غفار کی ایک جماعت تھی۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۱۸]

﴿ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ ﴾ (آیت:۹۲)

[اور نہ ان لوگوں پر کہ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں]

ان میں سے بعض کے نام ذکر کیے گئے ہیں۔ جیسے عرباض بن ساریہ۔ (حاکم ۲۳)
اور عبداللہ بن مغفل المزنی، عمرو المزنی جو کثیر بن عبداللہ بن عمرو کے دادا تھے اور عبداللہ بن ازرق انصاری اور ابو لیلی انصاری۔

یہ نام کئی اقوال میں آئے ہیں ان سب کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مزینہ قبیلہ کی شاخ بنو مقرن سے تھے۔ (ابن ابی حاتم)

۲۱ ١٠/١٤١. والزيادة منه.
۲۲ "سيرة ابن هشام" ٢/٥١٨.
۲۳ والطبري (١٧٠٨٦) = ١٠/١٤٦، والاثر لم أجده في "المستدرك".

اور محمد بن القرظی فرماتے ہیں کہ یہ سات آدمی تھے۔ سالم بن عمیر، حرمی بن عمرو، جس کو ہرمی بھی کہتے ہیں اور حزم بھی۔ اور ابو لیلیٰ یعنی عبدالرحمٰن بن کعب اور سلمان بن صخر اور ابو عبلہ عبدالرحمٰن بن زید اور عمرو بن غنمہ اور عبداللہ بن عمرو المزنی۔

(ابن جریر ۲۴)

بعض نے یہ نام لکھے ہیں۔ علبہ بن زید الحارثی جیسا کہ ابن مردویہ کی روایت میں ہے۔

اور ثعلبہ بن زید انصاری جو بنی حرام قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ عبدالغنی بن سعید الثقفی کی تفسیر میں ایک قول میں موجود ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۱۹]

﴿ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾ (آیت: ۹۹)

[اور بعض گنوار وہ ہیں کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں]

مجاہدؒ فرماتے ہیں یہ قبیلہ مزینہ کی شاخ بنو مقرن سے تھے۔ (ابن ابی حاتم)

اور یہ دس آدمی تھے جیسا کہ ابن جریر ۲۵ نے ذکر کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۲۰]

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ﴾ (آیت: ۱۰۰)

[اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے مہاجر اور انصار]

حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی تھی اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں یہ بیعت رضوان کے لوگ ہیں۔

یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے ذکر کیے۔

---

۲۴ ۱۰/۱٤٦.

۲۵ ۱۱/٥ عن عبد الله بن مغفل.

اور محمد بن کعب اور عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ ان سے مراد بدر کے صحابہ ہیں۔
اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔
ان دونوں اقوال کو سنید بن داود صاحب تفسیر نے روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۲۱]

﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ﴾ (آیت:۱۰۱)

[اور بعض تمہارے اردگرد کے گنوار منافق ہیں]

مولی ابن عباس (عکرمہ) فرماتے ہیں ان سے مراد جہینہ اور مزینہ اور اشجع اور اسلم اور غفار کے قبائل ہیں۔ (ابن المنذر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۲۲]

﴿ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ ﴾ (آیت:۱۰۲)

[اور بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں]

ابن عباس فرماتے ہیں یہ سات لوگ ہیں۔ ابولبابہ اور ان کے ساتھی، اور حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں آٹھ لوگ ہیں ان میں سے ایک ابولبابہ اور کردم اور مرداس وغیرہ ہیں۔

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں یہ سات انصاری تھے ان میں سے ایک جد بن قیس دوسرے ابولبابہ اور تیسرے جذام اور چوتھے اوس تھے۔

یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے نقل کیے ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۲۳]

﴿ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ ﴾ (آیت:۱۰۶)

[اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کا کام اللہ کے حکم پر موقوف ہے]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں یہ حضرت ہلال بن امیہ اور مرارہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم تھے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۲۴]

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ﴾ (آیت:۱۰۷)

[اور جنہوں نے ایک مسجد نقصان پہنچانے کیلئے بنائی ہے]

یہ انصار کے کچھ لوگ تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۲۵]

﴿ لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ (آیت:۱۰۷)

[اور اس شخص کے گھات لگانے کیلئے یہ مسجد ضرار بنائی جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے لڑ رہا ہو]

یہ ابو[۲۶] عامر الراہب تھا۔ (ابن ابی حاتم از ابن عباسؓ)

اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ انصار کے کچھ لوگ تھے ان میں سے ایک بحدج تھا جو عبداللہ بن حنیف کا دادا تھا اور ودیعہ بن خزام اور مجمع بن جاریہ الانصاری تھے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرمایا کہ یہ قبیلہ تھا جس کا نام بنو غنم تھا۔

اور ابن اسحاق نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی یہ بارہ آدمی تھے۔ خزام بن خالد، جو عبید بن زید کے قبیلہ سے تھا اور عمرو بن عوف کی اولاد میں سے تھا اور اسی کے گھر میں مسجد شقاق (یعنی مسجد ضرار) بنائی گئی تھی اور ثعلبہ بن حاطب یہ بنی عبید میں سے تھا اور یہ بنو امیہ بن زید کی طرف مائل تھا اور معتب بن قشیر جو بنی ضبیعہ بن قیشیر سے تھا اور عباد بن حنیف جو سہل بن حنیف کا بھائی تھا یہ بنی عمرو بن عوف سے تھے اور جاریہ بن عامر اور اس کے دو بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ اور نبتل بن حارث یہ بنی ضبیعہ میں سے تھا اور بحدج یہ بنی ضبیعہ میں سے تھا اور بجاد بن عثمان یہ بنی ضبیعہ میں سے تھا اور ودیعہ بن ثابت یہ بنی امیہ بن زید کا تعلق دار

---

[۲۶] "تفسير الطبري"، و "تفسير ابن كثير" ۳۸۷/۲.

تھا یہ ابولبابہ بن عبدالمنذ ر ٢٧ کے جماعت کے تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ٢٢٦]

﴿ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ﴾ (١٠٨)

[ہاں وہ مسجد (قبا) جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں]

امام مسلم ٢٨ نے ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مسجد نبوی ہے اور امام احمدؒ ٢٩ نے اس کو ابی بن کعبؓ اور سہل بن سعدؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

---

٢٧ انظر " سيرة ابن هشام " ٥٣٠/٢.

٢٨ برقم (١٣٩٨) = ٥٤٢/٣ " شرح النووي " في أواخر الحج ، وأحمد في " المسند " والطبري في " تفسيره " ٢١/١١ ، والحاكم في " المستدرك " ٣٣٤/٢.
ونص الحديث كما في " صحيح مسلم " : " حميد الخراط ، قال: سمعت أبا سلمة بن عبدالرحمن ، قال : مربي عبدالرحمن بن أبي سعيد الخدري قال: قلت له كيف سمعت أباك يذكر في المسجد الذى أسس على التقوى قال: قال أبي : دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيت بعض نسائه فقلت : يا رسول الله ، أي المسجدين الذي أسس على التقوى؟ . قال فأخذ كفاً من حَصْباء فضرب به الأرض ثم قال " هو مسجد كم هذا " لمسجد المدينة.
قال النووي في " شرح صحيح مسلم " : " هذا نص بأنه المسجد الذي أسس على التقوى المذكور في القرآن ، ورد لما يقول بعض المفسرين أنه مسجد قباء ، وأما آخذه صلى الله عليه وسلم الحصباء - وهي الحصى الصغار - وضربه في الارض فالمراد به المبالغة في الإيضاح لبيان أنه مسجد المدينة ".
وقال الحافظ ابن كثير في " تفسيره " ٤٨٦/٣ في موضع من تفسير سورة الأحزاب: " إن الآية إنما نزلت في مسجد قباء ، كما ورد في الاحاديث الأخر ، لكن إذا كان ذاك أسس على التقوى من أول يوم فمسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم أولى بتسميته بذلك ، والله أعلم ".

٢٩ "مسند أحمد " ١١٦/٥.

اور ابن جریر نے حضرت ابن عمرؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابو سعیدؓ سے اس بات کو موقوفاً روایت کیا ہے۔

اور ابن عباسؓ سے ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مسجد قباء [۳۰] ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۲۷]

﴿ فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا ﴾ (آیت: ۱۰۸)

[اس مسجد میں ایسے آدمی ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں]

ان حضرات سے مراد انصار کے عمرو بن عوف کی اولاد ہیں جن میں سے عویم بن ساعدہ بھی تھے۔

حضرت ابن جریر [۳۱] نے فرمایا کہ عویم بن ساعدہ کے نام کے علاوہ ہمیں اور کوئی نام معلوم نہیں ہو سکا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۲۸]

﴿ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيۡنَ خُلِّفُوۡا ﴾ (آیت: ۱۱۸)

[اور ان تین شخصوں کے حال پر جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا]

یہ حضرت ہلال اور حضرت مرارہ اور حضرت کعب [۳۲] تھے۔

---

[۳۰] قال الطبري رحمه الله في " تفسيره " ١٤/٤٧٩ ط شاكر : " وأولى القولين في ذلك عندي بالصواب قول من قال هو مسجد الرسول صلى الله عليه وسلم لصحة الخبر بذلك عن رسول الله ".

[۳۱] ٩/١٢٧ ؛ والحديث نحوه عن ابن خزيمة في " صحيحه " برقم (٨٣) وفي هامشه : " إسناده ضعيف " . وله شاهد في " المستدرك " ١/١٥٥ ، وانظر : " الفتح الرباني " ١/٢٨٤ ؛ ورواه الطبراني في المعاجم الثلاثة، كما في " مجمع الزوائد " ١/٢١٢ وقال : " رواه احمد والطبراني في الثلاثة ، وفيه شرحبيل بن سعد ، ضعفه مالك وابن معين وأبو زرعة ، ووثقه ابن حبان ".

[۳۲] انظر هذا الكتاب الآية (١٠٦) من سورة التوبة (براءة) وانظر " صحيح البخاري " كتاب المغازي ، باب حديث كعب بن مالك رقم (٤٤١٨).

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۲۹]

﴿ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ (آیت:۱۱۹)

[اور سچوں کے ساتھ رہو]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت محمدؐ اور ان کے صحابہؓ کے ساتھ رہو اور ضحاک فرماتے ہیں کہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ رہو۔

اور سدی فرماتے ہیں کہ ہلال اور مرار اور کعب کے ساتھ رہو۔

یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے نقل کئے ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۰]

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ ﴾ (آیت:۱۲۳)

[ان کفار سے جو تمہارے آس پاس ہیں جہاد کرو]

حضرت حسن فرماتے ہیں اس سے مراد روم[۳۳] اور دیلم کے کفار ہیں۔

(ابن ابی حاتم)

---

۳۳ زيادة من " الدر المنثور " ۲۹۳/۳.

سُورَةُ یُونُس

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۱]

﴿ قَدَمَ صِدْقٍ ﴾ (آیت:۲)

[پورا مرتبہ]

حضرت مقاتل فرماتے ہیں کہ "قدم صدق" سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سچے شفاعت کرنے والے ہیں۔ (ابن ابی حاتم[1])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۲]

﴿ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ﴾ (آیت:۱۶)

[کیونکہ میں اس سے پہلے تم میں عمر کا ایک بڑا حصہ گزار چکا ہوں]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: چالیس سال۔ (ابن ابی حاتم[1])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۳]

﴿ بِمِصْرَ بُيُوتًا ﴾ (آیت:۸۷)

[مصر میں گھر مقرر کرو]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں مصر سے اسکندریہ مراد ہے۔ (ابن ابی حاتم[2])

---

[1] قال الطبري في "تفسيره" ۵۹/۱۱ بعد أن ذكر الأقوال في تفسير هذه الآية: "وأولى هذه الأقوال عندي بالصواب قول من قال معناه أن لهم أعمالًا صالحة عند الله يستوجبون بها منه الثواب..."

[2] والطبري ٦٨/١١.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۴]

﴿ مُبَوَّاَصِدْقٍ ﴾ (آیت:۹۳)

[اچھا ٹھکانہ دیا]

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں شام مراد ہے۔ (ابن المنذر[۳])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۵]

﴿ اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ ﴾ (آیت:۸۳)

کہا گیا ہے قومہ کی ضمیر فرعون کی طرف لوٹتی ہے اور ذریہ سے مراد آل فرعون کا مومن آدمی اور فرعون کی بیوی اور اس کے خازن[۴] کی بیوی مراد ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۶]

﴿ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ﴾ (آیت:۹۸)

[مگر یونس کی قوم]

یہ نینویٰ بستی کے رہنے والے تھے جو موصل کے علاقے کے دریائے دجلہ کے کنارے پر آباد تھی۔ (ابن ابی حاتم از سدی وغیرہ)

---

[۳] والطبري ١١/١٠٧.

[۴] ١١/١١٤.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۷]

﴿ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ﴾ (آیت:۱۷)
[بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے صاف راستہ پر ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ بھی ہو]

حضرت ابن عباس اور مجاہد اور ابو العالیہ فرماتے ہیں۔ من کان علی بنیۃ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں اور شاہد سے مراد حضرت جبرائیل ہیں۔

اور حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ من سے مراد محمد ﷺ ہیں اور شاہد سے مراد قران ہے

اور حضرت حسین بن علی فرماتے ہیں کہ من سے مراد مؤمن اور شاہد سے مراد محمد ﷺ ہیں یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے نقل کئے ہیں۔

اور محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا ابا جان ویتلوہ شاھد منه سے کیا مراد ہے تو فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد تم ہی ہو فرمایا میں بھی پسند کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں[1]۔ (یہ حدیث متروک ہے کیونکہ خلید بن دعلج راوی موجود ہے۔امداد اللہ)

---

[1] " تفسير الطبري " ۱۰/۱۲ ؛ ووقع في " الدر المنثور " ۳۲٤/۳ : و " مجمع الزوائد " ۳۷/۷ : " لسان محمد صلى الله عليه وسلم " . وقال الهيثمي في " مجمع الزوائد" رواه الطبراني في " الأوسط " وفيه خليد بن دعلج ، وهو متروك.

اورعباد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا قریش میں کوئی آدمی ایسا نہیں مگر اس کے متعلق کوئی نہ کوئی آیت اتری ہے میں نے کہا آپ کے بارے میں کون سی اتری ہے فرمایا ویتلوہ شاھد منه۔

اورعجائب کرمانی میں ہے کہا گیا ہے کہ شاھد سے مراد وہ فرشتہ ہے جو حضور علیہ السلام کی حفاظت [۲] کرتا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ مراد ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انجیل [۳] مراد ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۸]

﴿ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ ﴾ (آیت:۱۸)

[اور گواہ (فرشتے) کہیں گے]

اس کی تعیین **إنّا لننصر رسلنا والذين اٰمنوا فى الحيوٰة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد** (سورت مؤمن [۴] آیت نمبر ۵۱) کے تحت آرہی ہے۔ (مع اضافہ از امداد اللہ)

---

[۲] أخرجه الطبري في "تفسيره" ۱۲/۱۲ عن مجاهد، وهو جبريل كما في روايات أُخر فيه.

[۳] قال الطبري بعد أن أورد الأقوال في تفسيره هذه الاية ۱۲/۱۲ : "وأولى هذه الاقوال التي ذكرها بالصواب في تأويل قوله : "ويتلوه شاهد منه" قول من قال هو جبريل لدلالة قوله : "ومن قبله كتابُ موسى أماماً ورحمة" على صحة ذلك وذلك ان نبي الله صلى الله عليه وسلم لم يتلُ قبل القرآن كتاب موسى فيكون ذلك دليلًا على صحة قول من قال عنى به لسان محمد صلى الله عليه وسلم أو محمد نفسه أو علي على قول من قال عني به علي ، ولا يعلم أن أحداً كان تلا ذلك قبل القرآن أو جاء به ممن ذكر أهل التي التأويل أنه عنى بقوله: "ويتلوه شاهد منه" غير جبرئيل عليه السلام.

[۴] في الآية (۵۱) وهو قوله تعالى: ﴿ إنا لننصر رسلنا والذين آمنو في الحياة الدنيا ويوم يقوم الأشهاد ﴾.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۳۹]

﴿ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ (آیت:۱۹)

[جو دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں]

سدی فرماتے ہیں اس میں اللہ کی راہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

(ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۰]

﴿ وَفَارَ التَّنُّوْرُ ﴾ (آیت:۴۰)

[اور تنور نے ابلنا شروع کیا]

ابن ابی حاتم نے حضرت علیؓ سے روایت کیا کہ ابواب کندہ کی طرف سے مسجد کوفہ میں تنور ابلا تھا۔

اور ابن عباسؓ سے وفار التنور کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد وہ چشمہ ہے جو جزیرہ میں واقع ہے اور اس کا نام عین الوردہ ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ تنور سے مراد زمین کی اونچی اور بلند جگہ ہے اور یہ جزیرہ میں ایک چشمہ تھا جس کا نام عین الوردہ تھا۔

اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ چشمہ ہندوستان میں تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۱]

﴿ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴾ (آیت:۴۰)

[اور چند آدمیوں کے سوا حضرت نوح پر کوئی ایمان نہ لایا تھا]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کشتی میں حضرت نوحؑ کے ساتھ اسی آدمی تھے جن کے ساتھ ان کے گھر والے بھی تھے ان میں سے ایک جرہم [۵] بھی تھا (جس کی زبان عربی تھی)۔

---

[۵] وكان لسانه عربياً، كما في "الدر المنثور" ۳۳۳/۳

ابن ابی حاتم[6] نے کئی آثار کی روشنی میں یہ حضرت قتادہ اور کعب احبار اور محمد بن عباد بن جعفر اور مطر وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ بہتر مؤمن تھے اور آپ خود بھی تھے اور آپ کی بیوی بھی اور آپ کے تین بیٹے سام، حام، یافث تھے اور ان کی تین بیویاں بھی تھیں اور یہ اس کشتی میں رجب کی دس تاریخ کے بعد سوار ہوئے تھے اور محرم کے دس دن گزرنے پر اترے تھے۔[7]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۲]

﴿ وَنَادٰى نُوْحُ ٌۨ ابْنَهٗ ﴾ (آیت:۴۲)

[اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کے اس بیٹے کا نام کنعان تھا۔

(ابن ابی حاتم)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یام تھا۔ (سہیلی)

(فائدہ) یہ سوال کیا جاتا ہے کہ طوفان نوحؑ کا پانی میٹھا تھا یا کڑوا کوئی ایسی روایت نہ ملی جس سے معلوم ہو کہ اس عذاب کا پانی میٹھا ہو۔ ابن ابی حاتم نے نوح میں مختار عن ابی سعید عقیص کی سند سے روایت کیا ہے کہ میں کڑوا پانی تلاش کرنے کے لئے نکلا تو میں فرات کے پاس سے گزرا تو حسنؓ و حسینؓ موجود تھے تو انہوں نے پوچھا اے ابو سعید کیا چاہتے ہو میں نے کہا میں کھاری پانی تلاش کر رہا ہون انہوں نے فرمایا کہ کھاری پانی نہ پیو کیونکہ یہ طوفان کے زمانے میں تھا اللہ نے زمین کو حکم دیا تھا کہ اپنا پانی نگل لے اور آسمان کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنا پانی روک لے تو زمین کے بعض حصوں نے

---

[6] والطبري ١٢/٢٦-٢٧.

[7] قال الطبري ١٢/٢٧: والصواب من القول في ذلك القول أن يقال كما قال الله: " وما آمن معه إلا قليل يصفهم بأنهم كانوا قليلًا ولم يحدّ عددهم بمقدار ولا خبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم صحيح.

فلا ينبغي أن يتجاوز في ذلك حد الله إذ لم يكن لمبلغ عدد ذلك حدّ من كتاب الله أو أثر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم".

انکار کیا تو اللہ نے ان حصوں کو ملعون قرار دیا تو ان کا پانی کڑوا اور کھاری ہو گیا اور اس کی زمین شور یدہ ہو گئی جو کہ کچھ بھی نہیں اُگاتی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۳]

﴿ فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ﴾ (آیت:۶۵)

[تو حضرت صالح نے فرمایا تم اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کرلو]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس سے مراد جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے دن ہیں اور ان پر اتوار کی صبح کو عذاب آ گیا تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۴]

﴿ وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ ﴾ (آیت:۷۱)

[اور ابراہیمؑ کی بیوی کھڑی تھی]

ان کا نام سارہ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۵]

﴿ قَالَ یٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ ﴾ (آیت:۷۸)

[حضرت لوطؑ نے فرمایا اے قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں]

سدی نے بڑی کا نام ریثا اور چھوٹی کا نام رغوثا بیان کیا ہے۔ (ابن ابی حاتم)
اور درمیانی کا نام بھی ذکر کیا۔

سُوْرَةُ یُوْسُفَ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۶]

﴿ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا ﴾ (آیت:۴)

[گیارہ ستارے]

ان گیارہ ستاروں کے نام یہ ہیں۔خرثان، طارق، ذیال، کتفان، قابس، وثاب، عمودان، فیلق، مصبح، ضروح، ذوالفرع جیسا کہ حدیث مرفوع میں مستدرک حاکم میں ذکر ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۷]

﴿ لَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ ﴾ (آیت:۸)

[یوسف اور اس کا بھائی (بنیامین)]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں یہ بنیامین تھے جو حضرت یوسف کے سگے بھائی تھے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۸]

﴿ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ ﴾ (آیت:۱۰)

[ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہم بیان کیا کرتے تھے کہ اس کہنے والے کا نام روبیل تھا اور یہ اپنے بھائیوں سے بڑا تھا اور یہ حضرت یوسف[1] کی خالہ کا بیٹا تھا کیونکہ حضرت

---

[1] أخوه لأبيه . والأثر في " تفسير الطبري " ۹۳/۱۲.

یعقوب کی دونوں بیویاں آپس میں بہنیں تھیں اور اس وقت دو بہنوں کا ایک ہی وقت میں ایک شخص کے نکاح میں رہنا جائز تھا۔ (امداداللہ)

حضرت سدی فرماتے ہیں کہ اس کہنے والے کا نام یہودہ تھا۔

اور مجاہد فرماتے ہیں کہ اس کا نام شمعون تھا۔

یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے ذکر کیے ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۴۹]

﴿ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ﴾ (آیت:۱۰،۱۵)

[گمنام کنواں]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس سے مراد بیت المقدس[۲] کا کنواں ہے اور ابن زید فرماتے ہیں طبریہ کے سامنے تھا اور طبریہ اور اس کنویں کے درمیان کئی میل کا فاصلہ تھا۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن عیاشؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ کنویں میں تین دن تک رہے تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۵۰]

﴿ بِدَمٍ كَذِبٍ ﴾ (آیت:۱۸)

[جھوٹا لہو]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بکری کے بچے کا خون لگایا تھا۔ (ابن ابی حاتم[۳])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۵۱]

﴿ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ ﴾ (آیت:۱۹)

[پھر انہوں نے اپنا آدمی پانی بھرنے والا بھیجا]

---

[۲] رواه الطبري ۱۲/۹۳ = ۱۵/۵٦٦ ط شاكر.

[۳] والطبري في "تفسيره" ۱۲/۹۷.

[۴] انظر "تفسير الطبري" ۱۲/۱۰٤.

یہ مالک بن ذعر تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۵۲]

﴿ وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ ﴾ (آیت:۲۱)

[اور جس نے یوسفؑ کو مصر سے خریدا]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کا نام قطیفیر ۵ تھا۔

اور ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اطیفیر تھا۔ (ابن ابی حاتم)

لامرأته

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اس عورت کا نام راعیل بنت رعائیل تھا۔

(ابن ابی حاتم)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زلیخا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۵۳]

﴿ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ﴾ (آیت:۲۶)

[اور ایک گواہی دینے والے نے اس عورت کے خاندان میں سے گواہی دی]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ جھولے میں بچہ تھا جس نے گواہی دی۔

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ نہ انسان تھا اور نہ جن تھا بلکہ یہ اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق تھا۔

اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ یہ ایک آدمی تھا جس کو فہم وعلم حاصل تھا اور حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ یہ اس عورت کا چچازاد بھائی تھا جو حکیم بھی تھا۔ (ابن ابی حاتم)

اور عجائب کرمانی میں لکھا ہے کہ یہ ایک آدمی تھا بادشاہ کے خواص میں سے جوذی رائے تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص اس عورت کا خاوند تھا۔ (جس نے یہ گواہی دی تھی)

---

۵ ع و ب و "تفسير الطبري" ۱۰٤/۱۲ : "قطفير". والمثبت موافق لـ "الإتقان" ۱٤٦/۲.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ گھر کی بلی تھی۔٦

[سلسلہ تفسیر نمبر:٢٥٤]

﴿ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ﴾ (آیت:٣٦)

[اور آپؑ کے ساتھ قید خانے میں دو جوان بھی داخل ہوئے]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان دو آدمیوں میں سے ایک تو بادشاہ کے کھانے کا ناظم تھا اور دوسرا اس کو پلانے کا ذمہ دار تھا۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد اور ابن ابی اسحاق سے روایت کیا ہے کہ پہلے کا نام مجلث اور پلانے والے کا نام نبوے تھا۔

اور ابو عبید البکری کی ''مسالک'' میں ہے کہ پہلے کا نام راشان اور دوسرے کا نام مرطش تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے کا نام بشر ہم اور دوسرے کا ناشر ہم تھا۔ (سہیلی)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٢٥٥]

﴿ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ ﴾ (آیت:٤٢)

[اور یوسفؑ نے اس سے کہہ دیا جسے یوسفؑ نے بچنے والا سمجھا تھا]

یہ پلانے والا تھا جیسا کہ مجاہد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (ابن ابی حاتم٨)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٢٥٦]

﴿ عِندَ رَبِّكَ ﴾ (آیت:٤٢)

---

٦ قال الطبري في " جامع البيان " ١١٦/١٢ : " والصواب من القول في ذلك قولُ من قال: كان صبياً في المهد . للخبر الذي ذكرناه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه ذكر من تكلّم في المهد فذكر أنّ أحَدَهم صاحبُ يوسُف ". والثلاثة المتكلمون في المهد هم: عيسى ، وصاحب يوسف ، وصاحب جريج.

٧ انظر " تفسير الطبري " ١٢٧/١٢. وفي " الإتقان ". أن اسمه : "بنوء".

٨ انظر " تفسير الطبري " ١٣١/١٢.

[اپنے مالک کے پاس]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بڑا بادشاہ ہے جس کا نام ریان بن ولید تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۵۷]

﴿ فَلَبِثَ فِى السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴾ (آیت:۴۲)

[تو یوسف کئی سال قید میں رہے]

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں سات سال جیل[9] میں رہے۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں بارہ سال رہے۔

اور طاؤس اور ضحاک فرماتے ہیں چودہ سال رہے۔

یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے نقل کئے ہیں۔

اور کرمانی نے عجائب میں لکھا ہے کہ جتنے حرف اذکرنی عند ربک کے ہیں اتنی تعداد میں قید میں رہے تھے۔ (یعنی بارہ سال)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۵۸]

﴿ وَقَالَ الْمَلِكُ ﴾ (آیت:۴۳)

[اور بادشاہ نے کہا]

یہ وہی سابقہ بادشاہ ریان بن ولید ہے۔[10]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۵۹]

﴿ ائْتُوْنِىْ بِاَخٍ لَّكُمْ ﴾ (آیت:۵۹)

[اپنے بھائی کو (بھی) جو تمہارے باپ سے ہے میرے پاس لے آنا]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بنیامین ہے جن کا اس سورت میں اور

---

[9] أخرجه ابن أبي شيبة ، وابن المنذر ، وأبو الشيخ ، و عبد الله بن أحمد في "زوائد الزهد" . " الدر المنثور " ٤ / ٢٠ .

[10] انظر الآية (٤٢) من هذه السورة في هذا الكتاب ؛ و " تفسير الطبري " ١٣ / ٤ .

جگہ بھی ذکر آیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۰]

﴿ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ﴾ (آیت:۷۷)

[تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ان بھائیوں کی مراد اس سے یوسفؑ تھے۔

(ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۱]

﴿ قَالَ كَبِيْرُهُمْ ﴾ (آیت:۸۰)

[ان میں سے بڑے نے کہا]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت یوسف کا بھائی شمعون ہے جو پیچھے رہ گیا تھا اور سب بھائیوں میں عقل کے اعتبار سے زیادہ تھا۔

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ روبیل تھا جو ان سے عمر میں سب سے بڑا تھا یہ دونوں قول ابن ابی حاتم[11] نے نقل کئے ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۲]

﴿ وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا ﴾ (آیت:۸۲)

[اور اس بستی سے جس میں ہم تھے پوچھ لیجئے]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس بستی سے مراد مصر ہے۔ (ابن ابی حاتم[12])

اور ابن جریر نے یہی بات حضرت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۳]

﴿ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ ﴾ (آیت:۹۴)

[میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں]

---

[11] انظر "تفسير الطبري" ۲۳/۱۳.

[12] "تفسير طبري" ۲۵/۱۳.

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت یوسف کی خوشبو حضرت یعقوبؑ نے چھ دن کے سفر کی مسافت سے پالی تھی۔

اورانہی سے ایک روایت میں ہے[13] کہ آٹھ دن کی مسافت سے پالی تھی۔

اورایک روایت میں ہے دس دن کی مسافت سے پالی تھی۔

اورایک روایت میں ہے اسی فرسخ کی مسافت سے پالی تھی۔(ابن ابی حاتم[14])

(فائدہ) ایک فرسخ آٹھ کلومیٹر کا ہوتا ہے۔(امداداللہ انور)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۴]

﴿ الْبَشِيْرُ ﴾(آیت:۹۶)

[خوشخبری لانے والا]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اس خوشخبری دینے والے سے مراد ان کا بیٹا یہوذا ہے۔
(ابن جریر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۵]

﴿ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ﴾(آیت:۹۸)

[عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا]

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے ان کے لئے دعا کو سحری کے وقت تک مؤخر کر دیا تھا۔ (ابن ابی حاتم)

اورایک مرفوع حدیث میں ہے جمعہ کی رات تک مؤخر کر دیا تھا۔
(ترمذی عن ابن عباسؓ[15])

---

[13] انظر "تفسير الطبري" ۱۳/ ۳۸.

[14] ۱۳/ ٤١.

[15] برقم: (٣٥٦٥) في الدعوات؛ وذلك في حديث تعليم النبي صلى الله عليه وسلم ابن عباسٍ دعاء الحفظ. قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب، لا نعرفه إلا من حديث الوليد بن مسلم.

قلت: وقد روى الحديث أيضاً الحاكم في "المستدرك" ١/ ٣١٦ في كتاب الصلاة، وتعقبه الذهبي فقال: "هذا حديث منكر شاذ، أخاف أن يكون =

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۶]

﴿ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ ﴾ (آیت:۹۹)

[توانہوں نے اپنے والدین کواپنے پاس جگہ دی]

ان والدین سے مراد حضرت یعقوب اوران کی والدہ راحیل تھیں۔

(ابن ابی حاتم از قتادہ)

اور حضرت سدی نے فرمایا کہ ان کی ماں حضرت یوسف کی خالہ تھیں ان کا نام لیّا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۷]

﴿ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ﴾ (آیت:۱۰۰)

[یہ تعبیر ہے میرے اس پہلے خواب کی]

حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے خواب اوراس کی تعبیر پوری ہونے تک چالیس سال کا زمانہ گزرا تھا۔

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں پینتیس سال کا۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ جب یوسفؑ کو کنویں میں ڈالا گیا تھا توان کی عمر سترہ سال تھی اور مصر میں غلامی اور حکومت کے اسی سال گزارے۔ پھر اللہ نے ان کیلئے اس کے بعد تئیس سال تک تمام اوصاف اعلی جمع کردیئے تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۸]

﴿ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ ﴾ (آیت:۱۰۰)

[اور دوسرا یہ کہ تم سب کو گاؤں سے لایا]

حضرت علی بن ابی طلحہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد فلسطین ہے۔

(ابن ابی حاتم[۱۶])

=موضوعاً". وقال الذهبي أيضاً في "سِيَر أعلام النبلاء" ۲۱۸/۹ في ترجمة الوليد بن مسلم بعد أن أورد الحديث: "قلتُ: هذا عندي موضوع، والسلام".

[۱۶] انظر "تفسير الطبرى" ۴۷/۱۳.

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۶۹]

﴿ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ﴾ (آیت:۱۳)

[اور وہ لوگ اللہ کے متعلق جھگڑتے ہیں]

یہ آیت اربد بن قیس اور عامر بن طفیل کے بارے میں اتری تھی۔

(طبرانی[1] وغیرہ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۷۰]

﴿ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴾ (آیت:۴۳)

[اور جس کو کتاب کی خبر ہے]

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام ہیں اور حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل ہیں اور یہ دونوں قول ابن ابی حاتم نے نقل کئے ہیں۔

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ان سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔(ابن جریر) اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا کہ ہم آپس میں بیان کیا کرتے تھے کہ ان لوگوں میں سے حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت سلمان فارسی اور حضرت تمیم داری[2] ہیں۔

---

[1] في "الأوسط"، و "الكبير" بنحوه؛ وفي إسنادهما عبدالعزيز بن عمران؛ وهو ضعيف . قاله الهثمي في "مجمع الزوائد ٤٢/٧ .

[2] والأثر في "الطبري" ١١٩/١٣ .

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۷۱]

﴿ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ ﴾ (آیت:۲۴)

[جیسے ایک پاکیزہ درخت]

اس سے مراد کھجور کا درخت ہے۔[1]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۷۲]

﴿ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ ﴾ (آیت:۲۶)

[جیسے ایک خراب درخت]

اس سے مراد کوڑ تمے کی بیل ہے۔[2]

اور لہسن کے ساتھ بھی اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ (ابن عسکر)

---

[1] روى البخاري (٦٢) في العلم و (٤٦٩٨) في التفسير عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: "كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أخبروني بشجرة تشبه أو كالرجل المسلم لايتحات ورقها ولا ولا ولا، تؤتي أكلها كل حين؟ قال ابنُ عمر: فوقع في نفسي أنها النخلة، ورأيت أبابكر و عمر لا يتكلمان، فكرهت أن أتكلم. فلما لم يقولوا شيئاً، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هي النخلة. فلما قمنا قلت لعمر: يا أبتاه، والله لقد كان وقع في نفسي أنها النخلة. فقال: ما منعك أن تكلم؟ قال لم أركم تكلمون، فكرهت أن أتكلم أو أقول شيئاً. قال عمر: لأن تكون قلتها أحب إلي من كذا و كذا".

[2] أخرج الحاكم من حديث أنس: "الشجرة الطيبة: النخلة، والشجرة الخبيثة: الحنظلة" انظر "فتح الباري" ٣٧٨/٨ و "المستدرك" للحاكم ٣٥٢/٢.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۷۳]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا ﴾ (آیت ۲۸)

[کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کا احسان ناشکری میں بدل دیا]

حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کفار قریش ہیں۔

(نسائی ۳)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن دینار سے روایت کیا کہ یہ قریشی ہیں اور نعمت سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۷۴]

﴿ رَبَّنَآ اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ ﴾ (آیت:۳۷)

[اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو]

اس سے مراد اسماعیلؑ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۷۵]

﴿ بِوَادٍ ﴾ (آیت:۳۷)

[ایک میدان میں]

اس سے مراد مکہ ہے۔[۴]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۷۶]

﴿ وَلِوَالِدَيَّ ﴾ (آیت:۴۱)

[اور میرے والدین کو]

اس کا نام سورت انعام میں گذر چکا ہے دیکھئے فقرہ نمبر ۱۴۹۔

اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حضرت

---

[۳] والحاکم: وقال: صحیح عال ۳۵۲/۲؛ وانظر "الدر المنثور" ۸۵/٤، و "مجمع الزوائد" ٤٤/٧. وفي البخاري (٤٧٠٠) عن ابن عباس: أنهم كفار أهل مكة.

[۴] انظر: "الدر المنثور" ٨٧/٤.

ابراہیم کے والد کا نام آزر تھا اور ان کی والدہ کا نام مشانی تھا اور ان کی بیوی کا نام سارہ تھا اور اسماعیلؑ کی والدہ کا نام ہاجرہ تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت اسماعیل کی والدہ کا نام نوفا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے لیوثا تھا۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۷۷]

﴿ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ﴾ (آیت: ۴۴)

[اس کے سات دروازے ہیں]

حضرت عبدالرزاق فرماتے ہیں ہمیں حضرت معمر نے حضرت اعمش سے بیان کیا کہ جہنم کے دروازوں کے نام یہ ہیں۔ حطمہ، ہاویہ، لظیٰ، سقر، جحیم، سعیر، جہنم۔

ابن ابی حاتم نے بھی اسی طرح کا قول حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا اور ہاویہ کے بعد یہ اضافہ کیا کہ یہ جہنم کا سب سے نچلا طبقہ ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۷۸]

﴿ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾ (آیت: ۴۴)

[ہر دروازے کیلئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں]

حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ ایک دروازہ یہودیوں کے لئے ہے اور ایک عیسائیوں کے لئے اور ایک صائبین کے لئے اور ایک مجوسیوں کے لئے اور ایک ان لوگوں کے لئے جنہوں نے شرک کیا کفار عرب میں سے اور ایک دروازہ منافقین کے لئے اور ایک دروازہ اہل توحید کے لئے ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۷۹]

﴿ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ﴾ (آیت: ۶۷)

[اور شہر کے لوگ خوب خوشیاں کرتے ہوئے آئے]

اس شہر کا نام سدوم تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۸۰]

﴿سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ﴾ (آیت: ۸۷)

[سات آیات بار بار پڑھی جانے والی]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس سے مراد سورت الفاتحہ ہے۔

(بخاری[1] وغیرہ)

اور ابن عباس نے فرمایا کہ سات طویل[2] سورتیں ہیں۔

اور حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد فرماتے ہیں کہ ان سے مراد سورت بقرہ، سورت آل عمران اور سورت نساء اور سورت مائدہ اور سورت انعام اور سورت اعراف اور سورت یونس ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں سورت اعراف کے بعد ایک سورت ہے یعنی سورت براٗت اور انفال ان دونوں میں سے ایک کا نام لیا ہے اور اس کو ساتویں سورت قرار دیا ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۸۱]

﴿الۡمُقۡتَسِمِیۡنَ﴾ (آیت: ۹۰)

[بانٹنے والے]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

(ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۲۸۲]

﴿الۡمُسۡتَهۡزِءِیۡنَ﴾ (آیت: ۹۵)

---

[1] برقم (٤٤٧٤) في التفسير عن أبي سعيد بن المعلى بلفظ: ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ هو السبع المثاني والقرآن العظيم "الذي أوتيته".

[2] السبع الطُّوَل: هي السور المذكورة في رواية سعيد بن جبير التالية؛ وأثر ابن عباس أخرجه أيضاً الطبراني، ورجاله رجال الصحيح. "مجمع الزوائد" ٤٦/٧.

[ٹھٹھا کرنے والے]

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں یہ پانچ لوگ تھے ولید بن مغیرہ، عاصی بن وائل سہمی، ابوزمعہ اور حارث بن طلاطلہ اور اسود بن عبد یغوث۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی حاتم ۳؎ نے بھی عکرمہ سے ایسے ہی نقل کیا اور حارث بن قیس السھمی کا نام بھی لیا۔

۳؎ والطبراني في " الأوسط " عن ابن عباس، وفيه محمد بن عبدالحكيم النيسابوري ؛ قال الهيثمي في " مجمع الزوائد " ٤٧/٧ : لم أعرفه.

سُوْرَةُ النَّحلِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۸۳]

﴿ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ ﴾ (آیت:۷)

[اور وہ تمہارے بوجھ اس شہر تک اٹھا کر لے جاتے ہیں]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس شہر سے مراد مکہ ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۸۴]

﴿ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ (آیت:۲۶)

[ان سے پہلے کے لوگ بھی دغابازی کر چکے ہیں]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے مراد نمرود بن کنعان ہے جب اس نے محل بنایا تھا۔ (ابن ابی حاتم[1])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۸۵]

﴿ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ﴾ (آیت:۴۱)

[اور جنہوں نے اللہ کے لئے گھر چھوڑا اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حبشہ کے علاقے میں چلے گئے تھے۔ (ابن ابی حاتم)

میں نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مہاجر صحابہ کرامؓ کے نام اپنی کتاب "رفع شان الحبشان" میں ذکر کئے ہیں۔ (سیوطیؒ)

---

[1] وابن جریر ١٤/٦٧.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۸۶]

﴿ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ ﴾ (آیت:۷۶)

[اور اللہ نے ایک اور مثال بیان کردی کہ دو شخص ہیں......]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا فرمایا کہ یہ آیت دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور وہ گونگا بھی ان دو میں سے ایک تھا جو اپنے سردار پر بوجھ تھا یعنی اسید بن ابی العیص۔ اور جو انصاف کا حکم کرتا تھا اس سے مراد حضرت عثمان بن عفان[۲] ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۸۷]

﴿ كَالَّتِىْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا ﴾ (آیت:۹۲)

[اور جس نے اپنا کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کردیا]

حضرت سدی فرماتے ہیں کہ مکہ میں ایک عورت تھی جس کا نام خرقاء مکہ تھا۔

(ابن ابی حاتم[۳])

سہیلی فرماتے ہیں اس کا نام ریطہ بنت سعید بن زید بن ضات بن تمیم تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۸۸]

﴿ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ﴾ (آیت:۱۰۳)

[انؐ کو تو ایک آدمی سکھلاتا ہے]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد انہوں نے عبد ابن الحضرمی کو لیا تھا۔

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا نام یحنس تھا۔

اور سدی فرماتے ہیں کہ اس کو ابوالیسر کہتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسلم الحضرمی فرماتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے دو غلام

---

[۲] وأخرج ذلك ابن جرير ١٤/١٠١ أيضاً.

[۳] والطبري ١٤/١١١.

مراد لئے تھے ان میں سے ایک کا نام یسار اور دوسرے کا نام جبر تھا۔

اور ضحاک فرماتے ہیں اس سے مراد انہوں نے حضرت سلمان فارسی کو لیا تھا۔

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ایک گائے والی تھی مکہ میں جس کا نام بلعام[4] تھا۔

(تمام اقوال ابن ابی حاتم نے نقل کئے ہیں)

اور یُحَنَّسُ کو حافظ ابن حجر نے "اصابہ" میں یا اور ایک حاء اور ایک سین اور ان کے درمیان ن مشدد کو ذکر کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۸۹]

﴿ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ ﴾ (آیت:۱۰۶)

[مگر جو مجبور کیا گیا ہو]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن جریر[5])

اور ابن سیرین فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عیاش بن ربیعہ کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۰]

﴿ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ﴾ (آیت:۱۱۰)

[پھر بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے مصیبت میں پڑنے کے بعد ہجرت کی]

ابن اسحاق فرماتے ہیں یہ آیت حضرت عمار بن یاسر اور عیاش بن ربیعہ اور ولید بن ولید کے بارے میں اتری تھی۔

---

[4] إسناده ضعيف، كما في "الدر المنثور" ١٣١/٤.

[5] ١٢٢/١٤.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۱]

﴿ قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً ﴾ (آیت:۱۱۲)

[ایک بستی جو امن اور اطمینان کی تھی]

حضرت حفصہ ام المؤمنین فرماتی ہیں اس بستی سے مراد مدینہ ہے۔

اور اسی طرح سے ابن شہابؒ نے فرمایا۔ (یہ سب قول ابن ابی حاتم نے روایت کئے ہیں) اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد مکہ ہے۔ (ابن جریر ٦)

٦ ١٤/١٢٥. ومال ابن كثير في "تفسيره" ٥٨٩/٢ إلى هذا القول.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۲]

﴿ بَعَثۡنَا عَلَيۡكُمۡ عِبَادًا لَّنَآ ﴾ (آیت:۵)

[ہم نے تم پر اپنے لوگوں کو مسلط کر دیا]

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں اللہ نے ان پر جالوت کو مسلط کیا تھا۔ اور عجائب کرمانی میں ہے کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد صخاریب اور اس کے لشکر ہیں۔

ل عزاه الحافظ ابن كثير في " تفسيره " ٢٥/٣ إلى سعيد بن جبير، ثم قال الحافظ بعد ذلك : " وقد ذكر ابن أبي حاتم - أي في " تفسيره " له - أي سنحاريب ملك الموصل - قصة عجيبة في كيفية ترقيه من حال إلىٰ حال في أنْ مَلَكَ البلاد وأنه كان فقيراً مقعداً، ضعيفاً يستعطي الناس ويستطعمهم، ثم آل به الحال إلى ما آل، وأنه سار إلى بلاد بيت المقدس فقتل بها خلقاً كثيراً من بني إسرائيل، وقد روىٰ ابن جرير إلى هذا المكان حديثاً أسنده عن حذيفة مرفوعاً مطولاً، وهو موضوع لا محال لا يستريب في ذلك مَنْ عنده أدنى معرفة بالحديث؛ والعجب كل العجب كيف راج عليه مع جلالة قدره وإمامته، وقد صرح شيخنا الحافظ العلامة أبو الحجاج المِزّي رحمه الله بأنه موضوع مكذوب، وكتب ذلك على حاشية الكتاب. وقد وردت في هذا آثار كثيرة إسرائيلية لم أر تطويل الكتاب بذكرها لأن منها ما هو موضوع مِنْ وَضعِ بعض زنادقتهم. ومنها ما قد يحتمل أن يكون صحيحاً، ونحن في غنية، عنها ولله الحمد ". ثم ذكر ابن كثير رواية ابن جرير عن سعيد بن المسيب، وهي قول سعيد بن المسيب : ظهر بُخْتُنَصَّر على الشام فخرب بيت المقدس، وقتلهم ثم أتى دمشق فوجد بها دماً يغلي على كبا فسألهم ما هذا الدم ؟ فقالوا : أدركنا آباءنا على هذا كلما ظهر عليه الكبا ظهر. قال : فقتل على =

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمالقہ کو مسلط کیا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ایک مؤمنین کی قوم تھی کیونکہ اللہ نے عباداً لنا میں ان کو اپنی طرف مضاف اور منسوب کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۳]

﴿ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ ﴾ (آیت:۷)

[پھر جب دوسرا وعدہ پہنچا]

حضرت عطیہؒ اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ان پر دوسری مرتبہ بخت نصر کو مسلط کیا تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۴]

﴿ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ﴾ (آیت:۵۶)

[جن کو تم خدا کے سوا کچھ سمجھتے ہو ان کو پکارو]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ اور حضرت عزیرؑ ہیں۔ (ابن ابی حاتم[2])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۵]

﴿ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ﴾ (آیت:۶۰)

[اور ملعون درخت جس کا قرآن میں ذکر ہے]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد زقوم کا درخت ہے۔

(ابن ابی حاتم[3])

=ذلك الدم سبعين ألفاً من المسلمين وغيرهم فسكن". قال ابن كثير: "وهذا صحيح إلى سعيد بن المسيب". وقال أيضاً: "وهذا هو المشهور".

٢ـ وفي "تفسير الطبري" ٧٢/١٥ من طريق العَوْفي، عن ابن عباس قوله: ﴿قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلاً﴾ قال: كان أهل الشرك يقولون نعبد الملائكة وعزيزاً، وهم الذين يدعون يعني الملائكة والمسيح وعزيزاً.

٣ـ والبخاري في "صحيحه" برقم (٤٧١٦) في التفسير، والترمذي برقم (٣١٣٣) في التفسير، والواحدي في "أسباب النزول": ٢١٨.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۶]

﴿ وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ ﴾ (آیت:۷۳)

[اور یہ لوگ تو آپ کو اس چیز سے بہکانا چاہتے تھے......]

یہ آیت قریش کے کچھ آدمیوں کے بارے میں اتری تھی جن میں سے ایک امیہ بن خلف اور دوسرے ابوجہل تھے۔ (ابن ابی حاتم عن ابن عباس ؓ ۴)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۷]

﴿ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ ﴾ (آیت:۷۶)

[اور یہ اس سرزمین سے آپ کو دھکیلنے کو تھے]

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں اتری تھی جیسا کہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت عبدالرحمٰن بن غنم سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۸]

﴿ مُدْخَلَ صِدْقٍ ﴾ (آیت:۸۰)

مطر الوراق فرماتے ہیں مُدْخَلَ صِدْقٍ سے مراد مدینہ ہے۔ اور "مُخْرَجَ صِدْقٍ" سے مراد مکہ ہے۔ (ابن ابی حاتم ۵)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۲۹۹]

﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ﴾ (آیت:۸۵)

[اور لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں]

بخاری مسلم وغیرہما نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ یہ پوچھنے والے

---

۴ في "تفسير الطبري" ۸۸/۱۵ عنه: أنهم من ثقيف.

۵ وأخرج نحوه الترمذي (۳۱۳۸) وأحمد عن ابن عباس. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح.

۶ البخاري (۴۷۲۱) في التفسير، ومسلم في صفة القيامة (۱۲).

۷ برقم (۳۱۳۹) في التفسير في "سننه". وقال: هذا حديث حسن صحيح، غريب من هذا الوجه.

یہودی تھے۔

اور ترمذی[6] نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ قریش تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۰۰]

﴿ وَقَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفۡجُرَ لَنَا ﴾ (آیت: ۹۰)

[اور کہتے ہیں ہم آپ کا کہنا نہیں مانیں گے جب تک کہ آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری نہ کردیں]

حضرت ابن عباسؓ نے ان کہنے والے لوگوں کے ناموں میں عبداللہ بن ابی امیہ کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ (ابن ابی حاتم[8])

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۰۱]

﴿ تِسۡعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ﴾ (آیت: ۱۰۱)

[نو صاف معجزات]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ معجزات اور نشانیاں طوفان مکڑی اور جوؤں اور مینڈک اور خون اور عصا اور ہاتھ اور قحط سالی اور پھلوں کی کمی تھی۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ہر دو نشانیوں کے درمیان انتالیس دن کا فاصلہ رکھا گیا تھا۔

اور حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا کہ یہ نشانیاں نو سال میں ظاہر کی گئی تھیں ہر نشانی ایک سال میں ظاہر کی جاتی تھی۔

---

[8] انظر " تفسیر ابن کثیر " ٦٢/٣.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۰۲]

﴿ أَصْحَٰبَ ٱلْكَهْفِ ﴾ (آیت:۹)

[کہف (کھوہ) والے]

حضرت ابوجعفر فرماتے ہیں کہ یہ کہف والے سنیارے کا کام کرتے تھے اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ اس شہر کے بڑے لوگوں کے بیٹے تھے۔

اور ابن اسحاق فرماتے ہیں یہ کہف اور غار اس پہاڑ میں ہیں جس کا نام بنجلوس ہے۔

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ کہف دو پہاڑوں کے درمیان تھا۔

(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے ذکر کیے)

اور ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا کہ رقیم ایک وادی ہے جو عسفان اور ایلہ کے درمیان ہے اور ایلہ کے قریب ہے اور ابن جریر نے شعیب الجبائی سے روایت کیا کہ اس کہف کے پہاڑ کا نام بنجلوس ہے اور کہف کا نام حرم ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۰۳]

﴿ وَكَلْبُهُم ﴾ (آیت:۱۸)

[اور ان کا کتا]

حضرت حسن فرماتے ہیں اس کا نام قطمیر تھا۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں قطمورا تھا۔

شعیب الجبائی فرماتے ہیں حمران تھا۔

اور کثیر النواء فرماتے ہیں کہ یہ پیلے رنگ کا تھا۔

اور ایک اور شخص جس کا نام عبید ہے وہ کہتا ہے اس کا رنگ سرخ تھا۔ (یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے ذکر کیے لیکن شعیب کا قول ابن جریر نے ذکر کیا ہے)۔

اور عجائب کرمانی میں ہے کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رقیم ان کے کتے کا نام ہے۔

اس کو ابن ابی حاتم نے بھی حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۰۴]

﴿ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ ﴾ (آیت:۱۹)

[اب تم اپنوں میں سے بھیجو]

جس کو انہوں نے بھیجا تھا اس کا نام تملیخا تھا۔ (ابن اسحاق)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۰۵]

﴿ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ﴾ (آیت:۱۹)

[شہر کی طرف]

مقاتل فرماتے ہیں اس شہر کا نام فنج تھا۔ (ابن جریر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۰۶]

﴿ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ ﴾ (آیت:۲۲)

[اب یہ لوگ یہی کہیں گے کہ وہ تین ہیں]

یہ یہودیوں کا قول ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۰۷]

﴿ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ ﴾ (آیت:۲۲)

[اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں]

یہ نصاریٰ کا قول ہے۔ (سدی وغیرہ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۰۸]

﴿ مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ﴾ (آیت:۲۲)۔

[ان کی خبر نہیں رکھتے مگر کم لوگ]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں ان تھوڑے لوگوں میں سے ہوں اور یہ سات آدمی تھے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت میں مروی ہے کہ یہ آٹھ آدمی تھے۔ (ان دونوں اقوال کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا)

اور ابن مسعودؓ سے بھی مروی ہے فرمایا کہ میں بھی قلیل لوگوں میں سے ہوں اور ہم لوگ سات تھے۔

اور ان کے نام ابن اسحاق نے یہ ذکر کئے ہیں۔

تملیخا، مکسمیلینا، محسملینا، مرطونس، کسوطونس، بیورس، بکرنوس، نطسوس، قالوس۔

(فائدہ) اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ یہ اصحاب کہف عیسیٰؑ کے بعد ہوئے ہیں۔

اور ابن قتیبہ کا خیال ہے کہ یہ حضرت عیسیٰؑ سے پہلے گذرے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی ان کی خبر اپنی قوم کو بتلائی تھی اور یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھ جانے کے بعد زمانۂ فترت میں بیدار ہوئے تھے۔

(زمانۂ فترت سے مراد حضرت عیسیٰؑ اور حضور علیہ ﷺ کے درمیان کا وہ زمانہ جس میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا)۔

اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ دوبارہ اتریں گے اس وقت یہ لوگ زندہ کئے جائیں گے اور بیت اللہ کا حج کریں گے۔

---

[1] وأخرجه الطبراني في "الأوسط" وفيه يحيى بن أبي روق ، وهو ضعيف . قاله الهيثمي في "مجمع الزوائد" ۵۳/۷ .

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۰۹]

﴿ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ ﴾ (آیت:۲۸)

[ان لوگوں کے ساتھ رہیں جو اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں]

ان کا بیان سورت انعام میں ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون کے تحت فقرہ نمبر ۱۴۹ میں گذر چکا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۰]

﴿ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ ﴾ (آیت:۲۸)

[جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے]

حضرت خباب فرماتے ہیں اس سے مراد عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ہیں۔

اور ابن بریدہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عیینہ ہیں۔

(یہ سب قول ابن ابی حاتم نے ذکر کئے)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد امیہ بن خلف ہے۔

اور ایسا ہی ابن مردویہ[۲] نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر ۳۱۱]

﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ ﴾ (آیت:۳۲)

[اور ان کو ان دو شخصوں کا حال بتائیے]

کرمانی نے عجائب میں ذکر کیا کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں مکہ کے آدمی تھے ایک مؤمن تھا اور اس کا نام ابوسلمہ تھا اور وہ ام سلمہ کے خاوند تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دو بھائی تھے بنی اسرائیل کے ایک ان میں سے مؤمن تھا جس کا نام تملیخا تھا۔

---

[۲] والواحدي في "أسباب النزول": ۲۲۵.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک یہودا تھا اور دوسرا کافر تھا جس کا نام فطروس تھا اور ان دونوں کا ذکر سورت الصافات[3] میں آیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۲]

﴿ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ ﴾ (آیت:۵۰)

[اور اس کی اولاد کو دوست مت بناؤ]

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا کہ ابلیس کی پانچ اولاد ہے ثبر، اعور، زَلَنبُور، مِسُوَط[4]، دَاسِم

مِسُوَط گالی گلوچ کا شیطان ہے اَعْوَر اور داسم کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں اور ثبر مصیبتوں کا شیطان ہے۔ اور زلنبور لوگوں کے درمیان جھگڑے اور تفریق پیدا کرتا ہے اور آدمی کو اپنے لوگوں کے عیبوں پر صبر دلاتا ہے۔

اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا کہ زلنبور بازاروں کا شیطان ہے اپنا جھنڈا ہر بازار میں گاڑ دیتا ہے جس کی اونچائی آسمان وزمین کے درمیان ہوتی ہے اور ثبر مصیبتوں کا شیطان ہے اور اعور زنا کا شیطان ہے اور مسوط خبروں کا شیطان ہے (کہ خبریں لاتا ہے اور لوگوں کے مونہوں میں ڈالتا ہے اور وہ وہی شیطانی باتیں کرتے ہیں جب کہ ان کی کوئی اصل نہیں پاتے) اور داسم وہ شیطان ہے جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور سلام نہیں کرتا اور خدا کا نام ذکر نہیں کرتا اور سامان دکھاتا ہے جو اٹھایا نہیں گیا ہوتا ہے اور جب وہ کھانا کھاتا ہے اور اللہ کا نام نہیں لیتا تو یہ شیطان اس کے ساتھ کھاتا ہے۔

---

[3] في قوله تعالى: ﴿قال قائل منهم إني كان لي قرين﴾ الآية رقم: ٥١.

[4] كذا في ق و "الطبري" ١٧١/١٥ و "الدر المنثور" ٢٢٧/٤ و "تاج العروس" مادة (سوط). ووقع في خ: "مشوط" وهو خطأ.

[5] ١٧١/١٥.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۳]

﴿ وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتٰىهُ ﴾(آیت:٦٠)

[اور جب موسیٰؑ نے اپنے جوان سے فرمایا]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ یوشع بن نون تھے۔ (ابن ابی حاتم[٦])

اور عجائب کرمانی میں ہے کہ یہ حضرت یوشع کے بھائی تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۴]

﴿ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ ﴾(آیت:٦٠)

[جہاں دو دریا ملتے ہیں]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں یہ دونوں دریا بحر مشرق اور مغرب اور بحر فارس و روم ہیں ایسے ہی ربیع نے فرمایا ہے۔

اور سدی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں دریا الکر اور رس[٧] ہیں جو سمندر میں گرتے ہیں۔

حضرت محمد بن کعب فرماتے ہیں یہ مجمع البحرین طنجہ کے مقام پر ہے۔

اور حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں افریقہ میں ہیں۔

(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے روایت کئے ہیں)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۵]

﴿ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ﴾(آیت:٦٥)

[پھر انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا]

یہ حضرت خضرؑ ہیں جیسا کہ "صحیح"[٨] بخاری حدیث نمبر ۴۷۲۵ میں مروی ہے۔

---

[٦] روایة ابن عباس هذه جاءت مرفوعة في " صحيح البخاري " برقم (٤٧٢٦) في التفسير. وجاء في " الإتقان " ١٤٧/٢ : " وقيل : أخوه يثربى ".

[٧] كذا في " فتح الباري " ٤١٠/٨ ، و " معجم البلدان " ٤٤/٣ ؛ وفيه أنهما يصبان في بحر جرجان.

[٨] البخاري برقم (٤٧٢٥) في التفسير ، ومسلم في الفضائل (١٦٢) ، =

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یسع ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الیاس ہے۔ (یہ سب نام کرمانی نے عجائب میں ذکر کئے ہیں)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۶]

﴿ لَقِيَا غُلٰمًا ﴾ (آیت:۷۴)

[ایک لڑکے سے ملے]

شعیب الجبائی فرماتے ہیں اس لڑکے کا نام جیسورا تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۷]

﴿ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِۨ ﴾ (آیت:۷۷)

[ایک گاؤں کے لوگوں تک پہنچے]

ابن سیرین فرماتے ہیں اس بستی کا نام اُبُلَّہ تھا۔

اور سُدّی فرماتے ہیں باجروان تھا۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ اس بستی کا نام ابرقہ تھا۔

اور مجھے ایک آدمی نے بیان کیا کہ اس بستی کا نام انطاکیہ تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا قرطبہ تھا۔ (اس کو ابن عسکر نے ذکر کیا ہے)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۸]

﴿ وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ ﴾ (آیت:۷۹)

[اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو چھین کر پکڑ رہا تھا]

اس کا نام ہدد بن بدد تھا جیسا کہ بخاری ۹ میں ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جلندا تھا۔ (ابن عسکر ۹)

=والترمذي (٣١٤٨) في التفسير، والحميدي، في "مسنده" برقم (٣٧١)، والخطيب البغدادي في "الرحلة في طلب الحديث" برقم (٢٩).

٩ برقم (٤٧٢٦) في التفسير.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۱۹]

﴿ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ ﴾ (آیت:۸۰)

[اس کے ماں باپ مؤمن تھے]

باپ کا نام کازبرا تھا اور ماں کا نام سہویٰ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۰]

﴿ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ ﴾ (آیت:۸۱)

[تو ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلہ میں انہیں ایسی اولاد دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں پھر ان کو بیٹی دی گئی جس نے نبی جنا تھا۔ (ابن ماجہ حاتم)

ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا فرمایا کہ ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے نبی پیدا ہوا اور یہ وہی ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے بعد ہوئے جس کو بنی اسرائیل نے کہا تھا ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ (ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں) اور اس کا نام شمعون تھا اور اس لڑکی کا نام حنہ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۱]

﴿ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ ﴾ (آیت:۸۲)

[وہ دیوار اس شہر میں دو یتیم لڑکوں کی تھی]

ان بچوں کے نام صریم اور اصرم تھے یہ دونوں کاشح کے بیٹے تھے اور ان کی ماں کا نام دنیا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۲]

﴿ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ﴾ (آیت:۸۶)

[اور اس کے پاس ایک قوم کو پایا]

یہ قوم کافر تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۳]

﴿ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ ﴾ (آیت:۹۰)

[اور ذوالقرنین نے سورج کو دیکھا جو ایک قوم پر طلوع ہوتا ہے]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ زنگی (کالے) تھے۔

(عبدالرزاق)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۴]

﴿ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ ﴾ (آیت:۹۶)

[دونوں پہاڑوں کے درمیان]

حضرت ضحاک فرماتے ہیں یہ جگہ آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان ہے۔

(ابن ابی حاتم [10])

---

[10] والطبري: ٢١/١٦.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۵]

﴿ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا ﴾ (آیت:۱۷)

[پھر ہم نے حضرت مریم کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا]

حضرت قتادہ اور حضرت عطاء اور حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ روح سے مراد جبرائیلؑ ہیں۔ (ابن ابی حاتم۱)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۶]

﴿ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ ﴾ (آیت:۲۴)

[پس اس نے ان کو ان کی پائیں سے پکارا]

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے آواز دی تھی۔

اور ابن عباسؓ اور سعید بن جبیرؒ اور ضحاک فرماتے ہیں کہ جبرائیلؑ نے آواز دی تھی۔

اور حضرت مجاہدؒ اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ عیسیٰؑ۲ نے آواز دی تھی۔

(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے ذکر کئے ہیں)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۷]

﴿ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾ (آیت:۵۷)

[اور ہم نے ان کو بلند مقام پر اٹھالیا]

---

۱ انظر "تفسير الطبري" ۴۹/۱٦.

۲ هذا القول اختاره ابن زيد كما في "تفسير ابن كثير" ۱۷۷/۳، والطبري أيضاً في "تفسيره" ۵۲/۱٦.

"مکان علیا" سے مراد چوتھا آسمان ہے۔ جیسا کہ "صحیح"[13] میں مروی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۸]

﴿ وَيَقُولُ الْإِنسَانُ ﴾ (آیت:٦٦)

[اور انسان کہتا ہے]

اس سے مراد ابی بن خلف ہے۔[14]

اور یہ بھی کہا گیا ہے ولید بن مغیرہ ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ امیہ بن خلف ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۲۹]

﴿ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴾ (آیت:۷۷)

[بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کا منکر ہوا اور کہا مجھے مال اور اولاد ملکر رہیں گے]

یہ آیت عاصی بن وائل السہمی کے متعلق اتری تھی۔

(بخاری عن خباب بن ارتؓ[15])

[13] "صحيح البخاري" في بدء الخلق، برقم (٣٢٠٧).

[14] حكاه الواحدي في "أسباب النزول": ٢٢٧، عن الكلبي؛ وانظر "سيرة ابن هشام" ٣٦١/١. ووقع في ع سقط إلىٰ آخر السورة أثبتت خطأ في آخر سورة الأنبياء.

[15] برقم (٤٧٣٢) في التفسير.

سُوْرَةُ طٰهٰ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۳۰]

﴿ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ﴾ (آیت:۴۰)

[پھر تم کئی سال مدین والوں کے پاس رہے]

حضرت موسیٰؑ مدین میں دس سال ٹھہرے تھے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۳۱]

﴿ يَوْمُ الزِّيْنَةِ ﴾ (آیت:۵۹)

[جشن کا دن]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ عاشوراء کا دن تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۳۲]

﴿ السَّامِرِيُّ ﴾ (آیت:۸۵)

[سامری]

اس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ (ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ اہل کرمان میں سے تھا۔

اور ایک اور سند سے ذکر کیا ہے کہ یہ باجرقا کے لوگوں میں سے تھا۔

اور حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ یہ اس بستی کا رہنے والا تھا جس کا نام سامرہ ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۳۳]

﴿ مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ ﴾ (آیت:۹۶)

[اس بھیجے ہوئے کے پاؤں کے نیچے سے]

اس رسول سے مراد جبرائیل ہیں جیسا کہ ابن ابی حاتم نے حضرت علی اور حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے حضرات سے نقل کیا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۳۴]

﴿ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ ﴾ (آیت: ۲۹)

[اور ان میں سے جو یہ کہے کہ میں خدا ہوں]

حضرت ضحاک اور قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابلیس ہے۔ (ابن ابی حاتم[1])

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۳۵]

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ ﴾ (آیت: ۴۷)

[اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے]

حضرت ابن جریر نے حضرت حذیفہ الیمانی سے روایت کیا فرمایا کہ قیامت کے دن صاحب میزان جبرائیل ہوں گے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۳۶]

﴿ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ ﴾ (آیت: ۶۸)

[وہ لوگ کہنے لگے اس کو جلا دو]

کہا گیا ہے کہ یہ کہنے والا نمرود تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ فارس کے کردوں میں سے ایک تھا جس کا نام ہیزن تھا۔ (ابن ابی حاتم عن شعیب الجبائی)

[1] انظر "تفسير الطبري" ۱۳/۱۷.

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۳۷]

﴿ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ﴾ (آیت: ۷۱)

[اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے]

سدی فرماتے ہیں اس سے مراد شام ہے۔ (ابن ابی حاتم ۲)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مکہ مراد ہے۔ (ابن عسکر ۳)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۳۸]

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴾ (آیت: ۱۰۱)

[جن کیلئے پہلے سے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ لوگ اس سے دور رہیں گے]

حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ عیسیٰ اور عزیر اور فرشتے ہیں۔ اسی طرح سے مختصراً ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہؓ ۴ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ اور مریم اور عزیر ۵ کے بارے میں

---

۲ ورد في أحاديث مرفوعة صحيحة دعاء النبي صلى الله عليه وسلم للشام بالبركة مخرجةٍ في السنن وغيرها ؛ وأفرد في فضائلها الحافظ أبو الحسن الربعي المتوفى سنة ٤٤٤ هـ ، وسماه " فضائل الشام ودمشق " وطبعه مجمع اللغة العربية بدمشق سنة ١٣٧٠ هـ = ١٩٥٠ م ، بتحقيق الدكتور صلاح الدين المنجد مع ملاحق له ؛ وللشيخ ناصر الدين الألباني : " تخريج أحاديث فضائل الشام ودمشق للربعي " طبعه في دمشق المكتب الإسلامي سنة ١٣٧٩ هـ.

۳ روى الحافظ ضياء الدين المقدسي في " فضائل بيت المقدس " برقم (٢٨) عن أبي العالية : في قوله ﴿ إلى الأرض التي باركنا فيها للعالمين ﴾ قال : من بركتها أنَّ كُلَّ ماءٍ عذبٍ يخرج من أصل صخرة بيت المقدس.

۴ وأخرجه البزار، كما في " كشف الأستار " (٢٢٣٤) بلفظ : " يعني عيسى ابن مريم صلى الله عليه وسلم ومَن كان مَعَه " . وفيه شُرحبيل بن سَعْد مولى الأنصار ، وثقه ابن حبان و ضعفه الجمهور ، وبقية رجاله ثقات. قاله الهيثمي في " مجمع الزوائد " ٦٨/٧ .

۵ أخرج نحوه الطبراني . كما في " مجمع الزوائد " ٦٩/٧ .

اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۳۹]

﴿ اَنَّ الْاَرْضَ ﴾ (آیت:۱۰۵)

[بالآخر اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ جنت کی زمین ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴۰]

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ ﴾ (آیت:۳)

[اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر علم کے جھگڑا کرتے ہیں]

حضرت ابو مالک فرماتے ہیں یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴۱]

﴿ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ ﴾ (آیت:۱۵)

[جس شخص کو یہ گمان ہو کہ اللہ آپ کی مدد نہیں کرے گا]

یعنی حضرت محمد ﷺ کی مدد نہیں کرے گا۔ (ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴۲]

﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ ﴾ (آیت:۱۹)

[یہ دو فریق ہیں]

بخاری مسلم[1] نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث اور حضرت علی بن ابی طالب اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں اتری تھی۔

اور حاکم[2] نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے

---

[1] البخاري (٤٧٤٣) في التفسير، ومسلم (٣٣) في آخر صحيحه.

[2] في "المستدرك" ٣٨٦/٢، وصححه الذهبي.

میں اتری تھی جنہوں نے جنگ بدر میں مبارز طلب کیا تھا۔ یعنی حضرت حمزہ حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ (یہ آخری تینوں نام دونوں روایتوں کے کافروں کے ہیں۔ امداد اللہ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴۳]

﴿ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ ﴾ (آیت:۲۵)

[اور جو اس میں شرارت کے ساتھ گمراہی کا ارادہ کرے گا]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت عبداللہ بن اُنیس[۳] کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴۴]

﴿ فِيٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ ﴾ (آیت:۲۸)

[ایام مقررہ میں]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے دن مراد ہیں۔

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں نو ذی الحج اور دسویں کا دن اور ایام تشریق مراد ہیں۔

اور حضرت ابن عمر فرماتے ہیں قربانی کا دن اور اس کے بعد کے دو دن مراد ہیں۔ (ان اقوال کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے)

(فائدہ) دس دن سے مراد ذی الحج کے دس دن ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴۵]

﴿ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴾ (آیت:۵۵)

[(کافروں کیلئے) کسی منحوس دن کا عذاب]

---

[۳] وذلك لما بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم مع رجلين أحدهما مهاجري، والآخر من الأنصار، فافتخروا في الأنساب فغضب عبد الله بن أنيس فقتل الأنصاري ثم ارتد عن الإسلام. انظر الرواية في "الدر المنثور" ٣٥١/٤.

حضرت ابی بن کعب اور حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ اس سے جنگ بدر مراد ہے۔

اور حضرت حسن اور حضرت مجاہد اور حضرت ضحاک فرماتے ہیں قیامت کا دن مراد ہے جس کی رات نہیں ہوگی۔

(یہ دونوں قول ابن ابی حاتم نے ذکر کیے ہیں)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴۶]

﴿ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ ﴾ (آیت:۲۰)

[اور ایک درخت بھی جو سینا پہاڑ سے اگتا ہے]

ربیع نے فرمایا کہ یہ زیتون کا درخت ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۴۷]

﴿ إِلَىٰ رَبْوَةٍ ﴾ (آیت:۵۰)

[ایک بلند جگہ پر]

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد فلسطین ا میں رملہ کا علاقہ ہے۔

حضرت ضحاک فرماتے ہیں یہ بیت المقدس کا علاقہ ہے۔

حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں اس سے مراد دمشق ہے۔

اور حضرت ابن زید فرماتے ہیں اس سے مصر کا علاقہ مراد ہے۔

(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے ذکر کئے ہیں)۔

ا وأخرجه الطبراني في " المعجم الأوسط " عن مرة الزهري ، قال الهيثمي في " مجمع الزوائد " ۷۲/۷ : " وفيه مَنْ لم أعرفهم ". وقوله : " هي الرملة " سقط من خ. واستبعد الطبري في " تفسيره " ۲۱/۱۸ هذا التفسير لأن الرملة لاماء بها معين ، والله تعالى ذكره وصف هذه الربوة بأنها ذات قرار و معين.

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۴۸]

﴿ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ ﴾ (آیت: ۱۱)

[بیشک جن لوگوں نے بہتان کا طوفان برپا کیا ہے]

یہ افک کی بات کرنے والے حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضرت مسطح بن اثاثہؓ اور حضرت حمنہ بنت جحشؓ اور عبداللہ بن ابی تھے اور یہ عبداللہ بن ابی ہی تھا جس نے تکبر اختیار کیا تھا جیسا کہ بخاری مسلم[1] میں مروی ہے۔

(فائدہ) عبداللہ بن ابی منافق کی سب سے زیادہ شرارت تھی۔

---

[1] البخاري (٤١٤١) في المغازي من "صحيحه" ومسلم في التوبة باب: في حديث الإفك و قبول توبة القاذف، رقم (٢٧٧٠).

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۴۹]

﴿ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ﴾ (آیت: ۴)

[اور دوسرے لوگوں نے اس پر اس کا ساتھ دیا ہے]

اس سے مراد یہودی ہیں جیسا کہ ابن ابی حاتم[1] نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ حضرمی کا غلام جبر مراد ہے۔ (سہیلی)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۵۰]

﴿ وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۝ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ﴾ (آیت: ۲۷)

[اور جس دن گنہگار اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ پر لگ جاتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا]

ابن ابی حاتم نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت سعید بن المسیب اور حضرت مجاہدؒ اور حضرت قتادہؒ اور حضرت سدی وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ ظالم سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے اور فلان سے مراد امیہ بن خلف ہے[2] اور عمرو بن میمون فرماتے ہیں ابی بن خلف ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۵۱]

﴿ الْقَرْیَةِ الَّتِیْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ﴾ (آیت: ۴۰)

---

[1] ۱۸/۱۳۷.

[2] انظر "تفسیر الطبري" ۱۹/۶.

[وہ بستی جس پر بری طرح کے پتھر برسائے گئے تھے]

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ یہ حضرت لوط علیہ السلام [۳] کی بستی تھی۔

اور حضرت حسن فرماتے ہیں یہ شام اور مدینہ کے درمیان میں ایک بستی تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۵۲]

﴿ وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ﴾ (آیت:۵۳)

[اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے دو دریا چلائے]

حضرت حسن فرماتے ہیں یہ فارس اور روم کا دریا ہے۔

اور حضرت سعید فرماتے ہیں ایک دریا آسمان کا اور ایک دریا زمین کا مراد ہے۔

(دونوں قول ابن ابی حاتم میں ہیں)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۵۳]

﴿ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴾ (آیت:۵۵)

[اور کافر تو اپنے رب کا مخالف ہے]

حضرت شعبی فرماتے ہیں اس سے مراد ابو جہل ہے۔ (ابن ابی حاتم)

---

[۳] انظر "تفسیر الطبري" ۱۱/۱۹.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۵۴]

﴿ فَجُمِعَ السَّحَرَۃُ ﴾ (آیت:۳۸)

[غرض وہ جادوگر جمع کر لئے گئے]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا فرمایا کہ یہ جادوگر ستر کی تعداد میں تھے۔

اور حضرت کعب فرماتے ہیں کہ بارہ ہزار تھے۔

اور ابوثمامہ فرماتے ہیں سترہ ہزار تھے۔

اور محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں اسّی ہزار تھے۔

اور سُدّی فرماتے ہیں کہ تینتیس ہزار سے انتالیس ہزار کے لگ بھگ تھے۔

اور ابن جریر[1] نے ابن زید سے روایت کیا کہ یہ سب اسکندریہ میں جمع ہوئے تھے۔

اور ابن اسحاق نے ان بڑے بڑے جادوگروں کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ سابور، عازور، حطحط، مصفی، شمعون۔

(فائدہ) ایک اور نسخے میں یوں نام مذکور ہیں۔ سابورا، غادور اور ایک اور نسخے میں ہیں۔ سابورا، نادور۔ (امداداللہ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۵۵]

﴿ فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاہُ ﴾ (آیت:۴۵)

---

[1] ۱۹/۴۵.

[پھر موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا فرمایا کہ موسیٰؑ کے عصا کا نام ماشا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبعہ تھا۔ یہ نام ''کشاف'' میں مذکور ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۵۶]

﴿ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴾ (آیت: ۵۴)

[تھوڑی سی جماعت]

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا کہ موسیٰؑ کے ساتھی چھ لاکھ تھے۔

اسی طرح ابن ابی حاتم نے حضرت مسعود غیرہ[۲] سے بھی روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ان کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔

اور حضرت قتادہؒ سے روایت ہے کہ وہ پانچ لاکھ تین ہزار پانچ سو تھے۔

اور سدی سے مروی ہے کہ چھ لاکھ بیس ہزار تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۵۷]

﴿ أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَٰٓؤُا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴾ (آیت: ۱۹۷)

[کہ اس کو بنی اسرائیل کے عالم جانتے ہیں]

ابن ابی حاتم اور ابن سعد نے حضرت عطیہ سے اس آیت کے متعلق ذکر کیا کہ یہ پانچ علماء تھے۔ اسد، اسید، ابن یامین، ثعلبہ اور عبداللہ بن سلام۔

---

[۲] وأخرجه أحمد بن منيع ؛ وفي إسناده المسعودي ورجل لم يُسَمّ . انظر " المطالب العالية " ٣٥٤/٣ .

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۵۸]

﴿ وَادِ النَّمْلِ ﴾ (آیت:۱۸)

[چیونٹیوں کا میدان]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہمیں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ شام کے علاقے میں ایک وادی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۵۹]

﴿ قَالَتْ نَمْلَةٌ ﴾ (آیت:۱۸)

[چیونٹی نے کہا]

حضرت سہیلی فرماتے ہیں اس چیونٹی کا نام حرمیا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے طاخیہ تھا۔ یہ نام زمخشری نے ذکر کیا ہے۔

اور قاموس کے مصنف نے فرمایا کہ اس کا نام عَیجَلُوف تھا۔

ابن عسکر فرماتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت قتادہؓ سے حضرت سلیمان کی چیونٹی کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ مذکر تھی یا مؤنث اور اس مجلس میں امام ابوحنیفہ بھی موجود تھے تو انہوں نے فرمایا وہ مؤنث تھی کیونکہ اللہ نے فرمایا قالت نملة (اگر یعنی مذکر ہوتی تو قال نملة ہوتا۔انور)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۶۰]

﴿ وَعَلٰی وَالِدَیَّ ﴾ (آیت:۱۹)

[اور میرے والدین پر]

اس سے مراد داود اور اُوریا ہیں کرمانی نے عجائب میں اس کوذکر کیا ہے۔

(فائدہ) حضرت سلیمان علیہ السلام جس خاتون سے پیدا ہوئے وہ پہلے اُوریا حتی کی بیوی تھی جس سے بعد میں حضرت داود علیہ السلام نے نکاح کیا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۶۱]

﴿ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ﴾ (آیت:۲۰)

[میں ہدہد کونہیں دیکھ رہا]

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے روایت کیا فرمایا سلیمانؑ کے ہدہد کا نام عنبر تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۶۲]

﴿ اِنِّىْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ ﴾ (آیت:۲۳)

[میں نے ایک عورت کو دیکھا جوان پر بادشاہی کررہی ہے]

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے روایت کیا کہ اس خاتون کا نام بلقیس بنت شراحیل تھا۔

اوراسی طرح سے انہوں نے حضرت قتادہ سے بھی روایت کیا اوراس روایت میں یہ اضافہ بھی بیان کیا کہ اس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔

اورابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد سے روایت کیا فرمایا یہ بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان تھی اوراس کی ماں کا نام فارعہ تھا جو جن تھیں۔

اورابن جریج سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے فرمایا کہ اس کا نام بلقیس بنت ذی سرح تھا اوراس کی ماں کا نام بلقیہ تھا۔

اورابن عسکر نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ اس کے باپ کا نام الیشرح تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایلی شرخ تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ماں کا نام بلمقہ تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یلغمہ تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے یلمعہ تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے رواحہ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۶۳]

﴿ قَالَتْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَؤُا۟ أَفْتُونِى ﴾ (آیت:۳۲)

[کہنے لگی اے درباروالو مجھے مشورہ دو]

ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہؒ سے روایت کیا کہ اس کے مشورہ میں شریک لوگ تین سو بارہ مرد تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۶۴]

﴿ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمَٰنَ ﴾ (آیت:۳۶)

[پھر جب وہ سلیمانؑ کے پاس پہنچا]

آنے والے کا نام منذر تھا۔ (کرمانی فی العجائب)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۶۵]

﴿ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ ٱلْجِنِّ ﴾ (آیت:۳۹)

[جنات میں سے ایک دیو نے کہا]

اس دیو کا نام عفریت ''کوزن'' تھا ابن ابی حاتم نے اس کو شعیب الجبائی اور یزید بن رومان[1] سے روایت کیا ہے

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۶۶]

﴿ قَالَ ٱلَّذِى عِندَهُۥ عِلْمٌ مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ ﴾ (آیت:۴۰)

[ایک شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا]

ابن عباس اور قتادہ فرماتے ہیں جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس کا نام آصف

---

[1] رواية يزيد بن رومان في " الدرالمنثور " ١٠٨/٥ : أن اسمه كوزى.

بن برخیا تھا اور یہ حضرت سلیمان کے کاتب[2] تھے۔

اور زہیر بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ انسانوں میں سے ایک آدمی تھے جس کا نام ذوالنور تھا۔

اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس کا نام اسطوم تھا۔

اور ابن لہیعہ فرماتے ہیں کہ یہ خضر تھے۔ (یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے نقل کئے)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جبرائیلؑ تھے۔

او یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک فرشتہ تھا جس کے ذریعے اللہ نے حضرت سلیمانؑ کو تقویت عطا فرمائی تھی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ضبہ تھا جو قبیلے کا سردار تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ زاہد آدمی تھا جس کا نام ملیخا تھا۔ (یہ سب اقوال کرمانی نے عجائب میں نقل کئے ہیں)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳٦۷]

﴿ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ ﴾ (آیت: ۴۸)

[اور شہر میں نو شخص تھے]

ابن ابی حاتم نے سدی کے واسطے سے حضرت ابو مالک سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا فرمایا کہ ان کے نام یہ تھے۔ رعمی[3]، رعیم ، ہرمی، ہریم، داب، صواب، رئاب[4]، مسطح، قدار بن سالف یہی اونٹنی کو زخمی کرنے والا تھا۔

اور بعض علماء نے ان کے نام ان دو بتوں میں نظم کئے ہیں۔

رياب، وغنم، والهذيل، ومصدع
عمير، سبيط، عاصم، قدار

---

[2] انظر "تفسير الطبري" ١٠٣/١٩.

[3] كذا في الأصول و "تفسير ابن كثير" ٣٦٧/٣ ؛ وفي "الدر المنثور" ١١٢/٥: "زعمى" بالزاي.

[4] "الاتقان" ١٤٧/٢ : "رب".

وسمعان، رهط الماكرين بصالح
الا ان عدوان النفوس ، بوار.

(ترجمہ) ریاب غنم اور ہذیل اور مصدع اور عمیر اور سبیط اور عاصم اور قدار اور سمعان۔

یہ حضرت صالحؑ کے ساتھ مکر کرنے والی ایک جماعت تھی سن لو لوگوں کا سرکشی کرنا ہلاکت ہے۔

اسی طرح سے میں نے اس کو شیخ جلال الدین ابن ہشام کے ''تذکرۃ'' سے نقل کیا ہے اور اس طرح سے حضرت ابن عباسؓ کے قول کی مخالفت موجود ہے۔ اور ابن ہشام نے ان کے آباء کے نام بھی علی الترتیب نقل کئے ہیں۔

مہرع، غنم، عبدرب، مہرج، کردہ، صدقہ، مخرمہ، سالف، صیفی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳٦۸]

﴿ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ ﴾ (آیت:۹۱)

[اس شہر کے مالک]

ابن عباس فرماتے ہیں اس سے مراد مکہ ہے۔ (ابن ابی حاتم۵)

۵ انظر "تفسير الطبري" ۱۷/۲۰.

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۶۹]

﴿ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ ﴾ (آیت: ۸)

[پھر فرعون کے گھر والوں نے موسیٰؑ کو اٹھالیا]

اٹھانے والے کا نام طابوث تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ فرعون کی بیوی تھی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی بیٹی تھی۔ یہ تینوں قول نقل کئے ہیں۔

علامہ سیوطی فرماتے میں کہتا ہوں کہ تیسرا قول ابن ابی حاتم نے ابو عبدالرحمٰن حبلی سے نقل کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۷۰]

﴿ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ ﴾ (آیت: ۹)

[اور فرعون کی بیوی نے کہا]

فرعون کی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ (ابن ابی حاتم عن عبداللہ بن عمرو)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۳۷۱]

﴿ اُمِّ مُوْسٰی ﴾ (آیت: ۱۰)

[موسیٰؑ کی والدہ]

امام بغوی فرماتے ہیں موسیٰؑ کی والدہ کا نام یوخابذ بنت لاوی بن یعقوب تھا اسی طرح سے ابن جوزی نے "التبصرہ"[1] میں لکھا ہے۔

---

[1] "الإتقان" ۲/۱۴۷ كما يلي. "أم موسى: يوحانذ بنت يصهر بن ولاوي".

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یا وخا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے یا رخت تھا۔ (الاتقان)

(فائدہ) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام یوخا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے اباذفت تھا۔ (امداد اللہ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷۲]

﴿ وَقَالَتْ لِأُخْتِهٖ ﴾ (آیت:۱۱)

[اور موسیٰ کی بہن سے کہا]

ابن عسکر فرماتے ہیں ان کا نام مریم تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کلثوم[۲] تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷۳]

﴿ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ ﴾ (آیت:۱۵)

[اور موسیٰ شہر میں داخل ہوئے]

اس شہر کا نام منف تھا جو مصر کے علاقے میں واقع تھا۔ (ابن ابی حاتم[۳] عن سدی)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷۴]

﴿ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ ﴾ (آیت:۱۵)

[ایسے وقت میں جب لوگ بے خبر تھے]

ابن عباس اور ابن جبیر اور قتادہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں دوپہر کا وقت مراد ہے۔
(ابن ابی حاتم)

اور ایک اور سند سے[۴] حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا۔ (ابن ابی حاتم)

---

[۲] جاء ذلك في رواية أخرجها ابن عساكر عن أبي روّاد، وآخرى عن أبي أمامة رضي الله عنه أخرجها ابن عساكر والطبراني؛ كما في "الدر المنثور" ١٢١/٥.

[۳] وابن جرير في "تفسيره" ٢٨/٢.

[۴] في ع و ب: "ابن مردويه". وانظر "تفسير الطبري" ٢٩/٢٠.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷۵]

﴿ فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ﴾ (آیت:۱۵)

[تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو دیکھا جو لڑ رہے تھے]

اسرائیلی جو تھا وہ سامری تھا اور جو قبطی تھا اس کا نام فاتون تھا۔ (زمخشری۵)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷۶]

﴿ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ ﴾ (آیت:۲۰)

[اور ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے آیا]

ضحاک فرماتے ہیں اس سے مراد آل فرعون کا مؤمن شخص تھا۔

اور شعیب الجبائی فرماتے ہیں اس کا نام شمعون تھا۔

اور ابن اسحاق فرماتے ہیں اس کا نام شمعان تھا۔ یہ دونوں قول ابن ابی حاتم نے ذکر کئے ہیں۔

اور سہیلی فرماتے ہیں ان اقوال میں شمعان کا قول زیادہ صحیح ہے۔

اور دار قطنی فرماتے ہیں شمعان نام کا کوئی شخص معروف نہیں ہے سوائے آل فرعون کا ایک مؤمن شخص۔

اور تاریخ طبری میں ہے اس کا نام جبر تھا۔

اور بعض نے کہا حبیب تھا۔

اور بعض نے کہا حزقیل تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷۷]

﴿ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ﴾ (آیت:۲۳)

[اور ان لوگوں سے ایک طرف دو عورتوں نے دیکھا جو اپنی بکریاں رو کے کھڑی تھیں]

---

۵ في كتابه " الكشاف " ۳/ ۱٦۰.

ان دو عورتوں کا نام لیا اور صفوریا تھا اور یہ آخری ہیں جن کے ساتھ حضرت موسیٰ کا نکاح ہوا تھا۔ (ابن ابی حاتم عن شعیب الجبائی)

اور شعیب جبائی نے فرمایا کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شرفا تھا اور ان دونوں کے والد حضرت شعیب تھے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہی قول ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن انس سے روایت کیا کہ ان کو یہ بات پہنچی کہ حضرت شعیبؑ وہی ہیں جن پر حضرت موسیٰؑ نے اپنا واقعہ بیان کیا تھا۔

اور حضرت حسن نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شعیبؑ ہیں یہ شعیبؑ نہیں ہیں بلکہ یہ اس دن اس پانی کے اوپر موجود لوگوں[٦] کے سردار تھے۔

اور ابن ابی حاتم نے ابوعبیدہ سے روایت کیا کہ اس کا نام یثرون تھا۔ جو حضرت شعیبؑ کا بھائی[٧] تھا۔

اور ابن جریر نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ اس کا نام یثری تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷۸]

﴿ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ﴾ (آیت:۲۴)

[اور پھر ہٹ کر سایہ میں آ گئے]

یہ کیکر کے درخت کا سایہ تھا۔ (ابن جریر از ابن مسعود[٨])

---

[٦] زيادة من "تفسير الطبري" ٤٠/٢٠.

[٧] كذا في ق و "تفسير الطبري" ٤٠/٢٠ ؛ ووقعت في خ : "نيرون ابن أبي" وهو خطأ.

[٨] "الطبري" ٣٧/٢٠ عن السدي لا ابن مسعود ، و كذا في "الطبري" ط الحلبي ٥٨/٢٠ . ولعل ما أثبته المؤلف جاء في نسخته من "الطبري" والله أعلم.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۷۹]

﴿ فَاَغْرَقْنَا هُمْ فِي الْيَمِّ ﴾ [سورة الاعراف آیت نمبر ۱۳۶]

کہا گیا ہے کہ اس دریا کا نام راسافا تھا جو مصر کے پیچھے بہتا ہے۔ (ابن عسکر)

(فائدہ) علامہ سیوطی نے یہاں سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۳۶ جو ابھی اوپر لکھی گئی ہے درج کی ہے جبکہ سورۃ قصص میں آیت ۴۰ میں فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۰]

﴿ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ﴾ (آیت:۵۷)

[اور کہتے ہیں اگر ہم آپ کے ساتھ ہو جائیں تو اپنے ملک سے نکال دیئے جائیں]

اس بات کا کہنے والا حارث بن عامر بن نوفل ہے۔ (نسائی عن ابن عباسؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۱]

﴿ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ ﴾ (آیت:۶۱)

[بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیاوی زندگی کا فائدہ پہنچایا ہے]

ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرمایا کہ یہ آیت حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ [9] اور ابوجہل کے بارے میں اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۲]

﴿ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ ﴾ (آیت:۷۶)

[ان (خزانوں) کی چابیاں اٹھانے سے کئی طاقتور مرد تھک جاتے تھے]

دینوری نے ''مجالسۃ'' میں حضرت خیثمہ سے روایت کیا ہے فرمایا کہ میں نے انجیل میں پڑھا ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں ساٹھ خچروں کے بوجھ کے برابر تھیں ہر چابی ایک انگلی کے بقدر تھی جس سے ایک خزانہ کھلتا تھا۔

---

[9] زيادة من " تفسير ابن جرير ". ٢٠/٦٢.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۳]

﴿ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ﴾(آیت:۸۵)

[آپ کو اصل وطن میں پہنچا دے گا]

حضرت مجاہد اور حضرت ضحاک فرماتے ہیں "معاد" سے مراد مکہ[۱۰] ہے۔

اور حضرت نعیم القاری فرماتے ہیں بیت المقدس ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں قیامت ہے۔

(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم[۱۱] نے نقل کئے ہیں)۔

---

[۱۰] أخرجه البخاري (٤٧٧٣) في التفسير عن ابن عباس موقوفاً.

[۱۱] وفي "فتح الباري" ٨/٥١٠ : "وروىٰ عبد الرزاق ، عن معمر ، عن قَتَادة قال: كان ابنُ عباس يكتم تفسير هذه الآية ، وروى الطبري من وجه آخر عن ابن عباس قال : (لرادك الى معاد) قال : إلى الجنة ، وإسناده ضعيف ، ومن وجه آخر قال : "إلى الموت" ، وأخرجه ابن أبي حاتم وإسناده لابأس به ، ومن طريق مجاهد قال: يحييك يوم القيامة" ومن وجه آخر عنه : "إلى مكة" وقال عبدالرزاق ، قال مَعْمَر : وأما الحسن والزُّهري فقالا: هو يوم القيامة ، وروى أبو يعلى من طريق أبي جعفر محمد بن علي قال : سألت أبا سعيد عن هذه الأية فقال : معاده آخرته. وفي إسناده جابر الجعفي ، وهو ضعيف.

سُورَةُ الْعَنكَبُوتِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۴]

﴿ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا ﴾ (آیت:۲)

[کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اتنا کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اوران کی آزمائش نہیں ہوگی]

یہ مکہ میں اسلام پر اذیت دیئے گئے لوگ مراد ہیں جن میں سے ایک حضرت عمار بن یاسر ہیں۔

(فائدہ) یعنی جو لوگ اسلام لاتے ہیں ان کو دشمنوں کی طرف سے اسلام لانے کی اذیت بھی ملتی ہے جیسے حضرت عمار بن یاسرؓ [1] وغیرہ کو اسلام لانے پر اذیتیں دی گئیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۵]

﴿ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا ﴾ (آیت:۱۲)

[اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے راستہ پر چلو]

اس کا کہنے والا ولید بن مغیرہ تھا۔ (مہدوی)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۶]

﴿ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ﴾ (آیت:۳۱،۳۴)

[یہ بستی]

اس بستی کا نام سدوم تھا۔

---

[1] كما جاء في آثار أخرجها الطبري ۸۳/۲۰ ، وابن أبي حاتم انظر " الدر المنثور ۱٤۱/٥ ".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۷]

﴿ فِیٓ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ ﴾ (آیت:۳)

[پاس والے ملک میں]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد ملک شام کا کونہ ہے۔

اور حضرت مجاہد نے فرمایا اس سے مراد جزیرہ ہے جو روم کی زمین فارس کے زیادہ قریب ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۸]

﴿ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ﴾ (آیت:۴)

[چند سالوں میں]

نو سال مراد ہیں۔ (ابن جریر[1] از ابن مسعودؓ)

اور سات سال کا قول امام ترمذی نے نیار الاسلمی[2] کی حدیث کی رو سے بیان کیا ہے۔

---

[1] ١٤/٢١.

[2] الترمذي (٣١٩٢) في التفسير ، وقال : هذا حديث صحيح حسن غريب.

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۹]

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ﴾ (آیت:٦)

[اور ایک وہ لوگ ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں اتری تھی۔ (جویبر[1])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۰]

﴿ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ ﴾ (آیت:١٠)

[اور زمین پر پہاڑ رکھ دیئے]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے مراد اونچے اونچے پہاڑ ہیں جو زمین میں گڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ ستر پہاڑ ہیں ان میں سے ایک قاف ہے ایک ابوقبیس ہے ایک جودی ہے ایک لبنان ہے ایک سنین ہے ایک شبیر ہے ایک طور سیناء ہے۔ (جویبر)

---

[1] خ: "ابن جرير"؛ وهو خطأ إذ لم أجده فيه. وجويبر هو ابن سعيد الأزدي، أبو القاسم البلخي، ضعفه الكثير من المحدثين، وعَدَّه يحيى القطّان ممن لا يحمل عنهم الحديث ويكتب التفسير عنهم، وذكره السيوطي ممن أسندوا التفسير إلى ابن عباس وهي غير مرضية ورواتها مجاهيل. انظر "تهذيب التهذيب" لابن حجر ١٢٤/٢ و "الإتقان في علوم القرآن" للسيوطي ١٨٨/٢ و "الدر المنثور" ١٥٩/٥ وفيه عزى الأثر أعلاه لجويبر لا لابن جرير.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۱]

﴿ وَإِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ ﴾ (آیت:۱۳)

[اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا]

بیٹے کا نام تاران تھا۔

اور بعض نے کہا انعم تھا۔

اور بعض نے کہا مشلم تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۲]

﴿ مَّلَكُ الْمَوْتِ ﴾ (آیت:۱۱)

[موت کا فرشتہ]

ابوالشیخ نے وہب سے روایت کیا ہے کہ اس فرشتے کا نام عزرائیل ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۳]

﴿ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ﴾ (آیت:۱۸)

[کیا جو شخص مومن ہے اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو]

ابن ابی حاتم نے ابن ابی لیلیٰ اور سدی سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ اور ولید بن عقبہ کے بارے میں اتری تھی۔ (واحدی عن ابن عباسؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۴]

﴿ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ ﴾ (آیت:۲۷)

[بنجر زمین کی طرف]

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس سے یمن کی زمین مراد ہے۔

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ اپنے معنی میں خود واضح[1] ہے۔

---

[1] نَصُّ رواية مجاهد، كما في "الدر المنثور" ١٧٩/٥: "هي التي لاتنبت، هن أبين ونحوها من الأرض" وانظر نحوها في "تفسير الطبري" ٧٢/٢١.

اور حضرت حسن فرماتے ہیں یہ یمن اور شام کے درمیان کی زمین[۲] ہے۔
(ان سب اقوال کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے)
اور ایک قوم کہتی ہے اس سے مصر مراد ہے۔

---

[۲] في "الدر المنثور" ۱۷۹/٥ : و "هي قرى".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۵]

﴿ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ ﴾ (آیت:۹)

[جب تم پر لشکر چڑھ آئے تھے]

اس سے ان لوگوں کا شکر مراد ہے ابوسفیان اور ان کے ساتھی کے اور قریظہ اور عینیہ بن بدر کے لشکر۔ (ابن ابی حاتم عن مجاہد[1])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۶]

﴿ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا ﴾ (آیت:۹)

[تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی]

آندھی کا نام صباء تھا۔ (ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۷]

﴿ وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ﴾ (آیت:۹)

[اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تمہیں دکھائی نہیں دیتی تھیں]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں ان لشکروں سے مراد فرشتوں کے لشکر ہیں۔

(ابن ابی حاتم[2])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۸۹]

﴿ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ ﴾ (آیت:۱۰)

---

[1] والطبري ۲۱/۸۱.

[2] والطبري ۲۱/۸۱.

[جب وہ تم پر اوپر کی طرف سے چڑھ آئے تھے]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد عیینہ بن بدر ہے جو نجد سے لشکر لے کر آیا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۳۹۹]

﴿ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ﴾ (آیت:۱۰)

[اور نیچے کی طرف سے چڑھ آئے تھے]

اس سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی اور بنو قریظہ ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۰۰]

﴿ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ ﴾ (آیت:۱۲)

[اور جب منافقین کہہ رہے تھے]

سدی نے ان کے ناموں میں قشیر بن معتب کا نام بھی ذکر کیا ہے۔

(ابن ابی حاتم)

اور تفسیر جو یبر میں حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ یہ معتب بن قشیر انصاری ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۰۱]

﴿ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ ﴾ (آیت:۱۳)

[اور جب ان میں سے بعض لوگوں نے کہا]

سدی نے کہا کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں۔

(ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۰۲]

﴿ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِىَّ ﴾ (آیت:۱۳)

[اور ان میں سے بعض نبی سے رخصت مانگ رہے تھے]

سدی کہتے ہیں یہ بنو حارثہ کے دو آدمی تھے ایک ابو عرابہ بن اوس اور دوسرا اوس بن قیظی۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۰۳]

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ ﴾ (آیت:۲۳)

[ایمان والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں]

یہ آیت حضرت انس بن نضرؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اتری تھی۔ (مسلم[۳] وغیرہ عن انس بن مالکؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۰۴]

﴿ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ﴾ (آیت:۲۳)

[جو اپنا کام پورا کر چکے]

ترمذی[۴] وغیرہ نے حضرت معاویہؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی حاجت پوری کر لی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۰۵]

﴿ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ﴾ (آیت:۲۶)

[وہ اہل کتاب جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد بنو قریظہ (کے یہودی) ہیں۔ (ابن ابی حاتم[۵])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۰۶]

﴿ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ﴾ (آیت:۲۷)

[اور اس زمین کا بھی جس پر تم نے کبھی قدم نہیں رکھا تھا]

سدی فرماتے ہیں اس زمین سے مراد خیبر کی زمین ہے جس کو بنو قریظہ کے بعد

---

[۳] البخاري (٢٨٠٥) في الجهاد و (٤٧٨٣) في التفسير، ومسلم في الإمارة (١٩٠٣).

[۴] الترمذي (٣٢٠٠) في التفسير و (٣٧٤٢) في المناقب.

[۵] والطبري في "تفسيره" ٢١/٩٥.

فتح کرلیا گیا تھا۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہم آپس میں بیان کیا کرتے تھے کہ اس سرزمین سے مراد مکہ کی زمین ہے۔

اور حضرت حسن فرماتے ہیں یہ روم اور فارس کی زمین ہے۔

(یہ سب قول ابن ابی حاتم[6] نے نقل کئے ہیں)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۰۷]

﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ ﴾ (آیت: ۲۸)

[اے نبی آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے]

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کے پاس جس وقت یہ آیت اتری نو بیویاں تھیں پانچ قریش میں سے، عائشہؓ بنت ابو بکر صدیق، حفصہؓ بنت عمر فاروق، حبیبہ بنت ابی سفیانؓ، سودہ بنت زمعہؓ اور ام سلمہؓ بنت ابی امیہ اور آپ کے نکاح میں صفیہؓ بنت حیی الخیبر یہ اور میمونہؓ بنت حارث الہلالیہ اور زینبؓ بنت جحش الاسدیہ اور جویریہؓ بنت حارث بنو مصطلق قبیلے کی تھیں۔ (ابن ابی حاتم[7])

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۰۸]

﴿ أَهْلَ الْبَيْتِ ﴾ (آیت: ۳۳)

---

[6] قال ابن جرير رحمه الله. " والصواب من القول في ذلك أن يقال: إن الله تعالى ذكره أخبر أنه أورث المؤمنين من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أرض بني قريظة وديارهم وأموالهم وأرضاً لم يطؤوها يومئذ، ولم تكن مكة ولا خيبر ولا أرض فارس والروم ولا اليمن مما كانوا وطئه يومئذ، ثم وطؤا ذلك بعدُ. وأورثهموه الله ذلك كله داخل في قوله: " وأرضاً لم تطؤوها " لأنه تعالى ذكره لم يخصص من ذلك بعضاً دون بعض ".

ووقع اختلاف في " تفسير الطبري " ٢١/٩٨ في نسبة الأقوال لأصحابها عما ذكره المؤلف هنا.

[7] انظر أزواجه صلى الله عليه وسلم في " سيرة ابن هشام " ٢/٦٤٣.

[گھر والے]

ترمذی نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت علیؓ کو بلایا تھا اور فرمایا تھا اللھم ھؤلاء بیتی (اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں ۸) تو یہ آیت اتری تھی۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کی سند سے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا یہ آیت خاص طور پر حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں اتری تھی۔

اور حضرت عکرمہ فرماتے ہیں جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں یہ آیت حضور ﷺ کے ازواج کے بارے میں ہی اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۰۹]

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ﴾ (آیت: ۳۶)

[اور کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کے لائق نہیں]

یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیطؓ اور اس کے بھائی کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم عن ابن زید)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۱۰]

﴿ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ ﴾ (آیت: ۳۷)

[جس پر اللہ نے انعام کیا تھا اور آپؐ نے بھی انعام کیا تھا]

اس سے مراد حضرت زید بن حارثہؓ ہیں۔ ۹

---

۸ أخرجه الترمذي (۳۲۰۳) في التفسير و (۳۷۸۹) في المناقب، وقال: هذا حديث حسن غريب، وأورده الذهبي في " سير أعلام النبلاء " ۲۰۸/۲ عن عكرمة، عن ابن عباس. وقال الشيخ شعيب الأرناؤوط في تعليقه عليه: " إسناده حسن " وللحديث طرق أخرى، انظر تخريجها في " سير أعلام النبلاء " ۱۲۲/۲، و ۲۵٤/۳، ۲۵۵.

۹ انظر " تفسير الطبري " ۹/۲۲، ۱۰، و " تفسير ابن كثير " ٤۹۰/۳.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۱۱]

﴿ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ ﴾ (آیت:۳۷)

[اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو]

اس سے مراد حضرت زینب بنت جحش ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۱۲]

﴿ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ﴾ (آیت:۵۰)

[اور اس مسلمان عورت کو جو بغیر مہر کے خود کو نبی کو بخش دے]

ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا فرماتی ہیں کہ وہ خاتون جس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے ہبہ کیا تھا حضرت خولہ بنت حکیم تھیں اور ان کی کنیت ام شریک تھی۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ سے ان الفاظ کے ساتھ اس بات کو روایت کیا ہے کہ کہا جاتا تھا کہ حضرت خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا نفس ہبہ کر دیا تھا۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب وغیرہ سے نقل کیا کہ حضرت میمونہ بنت حارث وہ ہیں جنہوں نے اپنا نفس حضور ﷺ کے ہبہ کیا تھا۔

اور کرمانی نے حکایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد ام المساکین ام المؤمنین حضرت زینبؓ ہیں جو انصار کی ایک خاتون تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ام شریک بنت حارث ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۱۳]

﴿ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ﴾ (آیت:۵۱)

[آپ ان میں سے جس کو چاہیں چھوڑ دیں]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رزین مولی شقیق بن سلمہ سے روایت کیا فرمایا کہ

جن کو پیچھے رکھا گیا تھا وہ حضرت میمونہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت صفیہؓ اور حضرت سودہؓ تھیں اور جن کو حضور ﷺ نے آگے رکھا ہوا تھا وہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ اور حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ تھیں۔

ابن شہاب سے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ یہ ایسا معاملہ تھا جس کو اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے مباح کر دیا تھا اور ہمیں معلوم نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے ان میں سے کسی ایک کو پیچھے رکھا ہو اور یہ اس بنیاد پر ہے کہ مِنْهُن کی ضمیر جب امہات المؤمنین کی طرف لوٹ رہی ہو اور یہ وہ روایت ہے جس کو ابن ابی حاتم نے بطریق عوفی عن ابن عباس روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت کیا فرمایا کہ کئی عورتیں ایسی تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے ہبہ کر دیا تھا پھر حضور ﷺ نے ان سے صحبت کی تھی اور ان میں سے بعض کو مؤخر کر دیا تھا جن میں سے ایک ام شریک بھی تھیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۱۴]

﴿ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ ﴾ (آیت: ۵۹)

[اپنی صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے]

بیویوں کو پہلے ذکر کیا گیا[۱۰] اور بیٹیاں یہ تھیں۔ حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ جو حضرت ابو العاصؓ کی بیوی تھیں، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ یہ دونوں حضرت عثمانؓ[۱۱] کی بیویاں تھیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۱۵]

﴿ وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ﴾ (آیت: ۷۲)

[اور انسان نے اس کو اٹھا لیا]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انسان سے مراد آدم ہے۔ (ابن ابی حاتم[۱۲])

---

[۱۰] انظر الایة رقم (۲۸) في هذه السورة.

[۱۱] انظر "سیرة ابن هشام" ۱/۱۹۰. [۱۲] م- والطبري ۲۲/۳۸.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۱۶]

﴿ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ﴾ (آیت:۱۲)

[اس کی صبح کی منزل اوراس کی شام کی منزل ایک ایک مہینہ کی تھی]

حضرت حسن فرماتے ہیں صبح کے وقت دمشق سے سفر کرتے تھے اور اصطخر میں دوپہر گزارتے تھے اور شام کو اصطخر سے چلتے تھے تو رات کابل میں گزارتے تھے۔

(عبدالرزاق[1])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۱۷]

﴿ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ﴾ (آیت:۱۲)

[اورہم نے اس کے لئے تانبے سے پگھلا ہوا چشمہ بہادیا]

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ یہ چشمہ یمن کی زمین میں تھا۔

اورسدی فرماتے ہیں کہ یہ تین دن کے لئے بہا تھا۔

---

[1] جاءت الرواية في " الدرالمنثور " ٥/٢٢٧ كمايلي مختلفة عما ذكر هنا ففيه : " أخرج عبدالرزاق ، وابن أبي شيبة ، وابن المنذر ، وابن أبي حاتم ، عن الحسن رضي الله عنه قال: إن سليمان عليه السلام لما شغلته الخيل فاتته صلاة العصر غضب لله فعقر الخيل - أي ضرب قوائمها بالسيف - فأبدله الله مكانها خيراً منها وأسرع ، الريح تجري بأمره كيف يشاء ، فكان غدوها شهراً ، ورواحها شهراً . وكان يغدو من إيليا - أي بيت المقدس - فيقيل بقريرا ، ويروح بقريرا فيبيت بكابل". والأثر أخرجه كما هو أعلاه الطبري في " تفسيره " ٢٢/٤٨ .

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۱۸]

﴿ دَآبَّةُ الْاَرْضِ ﴾ (آیت:۱۴)

[زمین کا کیڑا]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے لکڑی کھانے والا کیڑا (دیمک) مراد ہے۔ (ابن ابی حاتم)

کرمانی نے عجائب میں لکھا ہے " أرض "مصدر ہے جیسے أرِضَتِ الخشبةُ فهي مأرُوضَةٌ اور جانور کو آرِضَةٌ بولتے ہیں۔ جمع أرَضَةٌ جیسے کفرة اور فجرة، کافر اور فاجر کی جمع ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۱۹]

﴿ لِسَبَإٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ ﴾ (آیت:۱۵)

[قوم سبا کے لئے ان کی بستی میں]

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں یہ قوم یمن میں رہتی تھی۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۰]

﴿ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ﴾ (آیت:۱۹)

[اور ہم نے ان کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا]

امام شعبی فرماتے ہیں غسان کے لوگ شام چلے گئے تھے اور انصار یثرب (مدینہ طیبہ) میں آ گئے تھے اور خزاعہ تہامہ میں چلے گئے تھے اور ازد عمان کی طرف چلے گئے تھے۔ (ابن ابی حاتم[۲])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۱]

﴿ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ﴾ (آیت:۲۳)

[کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا]

---

۲ والطبري : ۵۹/۲۲

یہ کہنے والے فرشتے تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۲]

﴿ قَالُوا الْحَقَّ ﴾ (آیت:۲۳)

[وہ کہتے ہیں سچ فرمایا]

سب سے پہلے یہ کہنے والا جبرائیل ہوتا ہے پھر باقی فرشتے اس کی اتباع کرتے ہیں جیسے ابن جریر[۳] نے حضرت نواس بن سمعان کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

[۳] ۶۳/۲۲ مرفوعاً.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۳]

﴿ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ (آیت:۱۴)

[اور قیامت کے دن]

ابن ابی حاتم نے قاسم الفضل الحدانی سے روایت کیا کہ حجاج نے حضرت عکرمہ کی طرف بھیجا تھا ایک شخص کو جوان سے قیامت کے بارے میں پوچھے کہ کیا وہ دنیا کے دنوں میں سے ہے یا آخرت کے دنوں میں سے تو فرمایا اس دن کا پہلا حصہ دنیا میں شمار ہے اور آخری آخرت میں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۴]

﴿ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ ﴾ (آیت:۳۷)

[کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی جس میں سوچ لیتا جس کو سوچنا تھا]

اس آیت کی تفسیر مرفوع حدیث میں ساٹھ سال آئی ہے۔

(طبرانی از ابن عباسؓ)

اور اس حدیث کا ایک شاہد بھی ہے جو بخاری کتاب الرقاق[1] میں حدیث ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

---

[1] البخاري في الرقاق ؛ باب : من بلغ ستين سنة فقد أعذر الله إليه في العمر برقم (٦٤١٩) عن أبي هريرة ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : " أعذَر اللهُ الى امرىء أخَّرَ اَجَلَه حتى بَلَّغَهُ ستين سنة ".

اوراس کوابن جریر[2] نے بھی حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔
اورابن جریر[3] نے ایک اورسند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد چالیس سال ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۵]

﴿ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ﴾ (آیت:۳۷)

[اورتمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تھا]

اس ڈرانے والے سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں[4]۔

---

[2] وانظر "سنن الترمذي" حديث رقم (٢٣٣٢) في الزهد، و "سنن ابن ماجه" برقم (٤٢٣٦) في الزهد ووقع في ن: "الصحيح" بدل "الصحيح".
[3] ٩٣/٢٢
[4] انظر "تفسير الطبري" ٩٣/٢٢.

سُوْرَۃُ یٰسٓ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۶]

﴿ اَصْحٰبَ الْقَرْیَۃِ ﴾ (آیت:۱۳)

[بستی والے]

حضرت بریدہ فرماتے ہیں اس بستی سے مراد انطا کیہ ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۷]

﴿ اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ ﴾ (آیت:۱۴)

اور فرمایا کہ تیسرے کا نام بولس تھا۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت کعب اور حضرت وہب سے روایت کیا کہ وہ تین یہ تھے۔ صادق، صدوق اور شلوم۔

اور ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ تیسرا پیغام رساں (رسول جس سے اللہ نے ان کو عزت دی تھی) وہ شمعون تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۸]

﴿ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَۃِ رَجُلٌ ﴾ (آیت:۲۰)

[اور شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا آیا]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے مراد حبیب النجار ہے۔

(ابن ابی حاتم کئی سندوں سے[1])

---

[1] انظر " تفسير الطبري " ۱۰۲/۲۲.

اور حضرت قتادہ اور کعب اور وہب کے اقوال سے بھی ابن ابی حاتم نے اس بات کو روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن حکم سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام اسکاف تھا۔

اور سدی سے روایت کیا ہے کہ یہ دھوبی تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۲۹]

﴿ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ﴾ (آیت:۳۸)

[اپنے ٹھکانے کی طرف]

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود اور نسائی [۲] نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اللہ کے فرمان **والشمس تجری لمستقر لها** کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۰]

﴿ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ ﴾ (آیت:۷۷)

[کیا انسان نے نہیں دیکھا]

یہ آیت عاصی بن وائل کے بارے میں اتری تھی جیسا کہ حاکم نے ابن عباس سے اور ابن ابی حاتم [۳] نے حضرت مجاہد اور عکرمہ اور عروہ اور سدی سے روایت کیا ہے

---

[۲] البخاري (٤٨٠٣) في التفسير، وفي التوحيد أيضاً، ومسلم في الإيمان (١٥٩)، والترمذي (٣٢٢٥) في التفسير، وأبو داود (٤٠٠٢) في الحروف والقراءات، والنسائي.

[۳] في "المستدرك" ٤٢٩/٢ وقال: "هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه" وأخرجه أيضاً الطبري في "تفسيره" ٣٠/٢٣ ط الحلبي.

ووقع لفظ "الحاكم" في خ: "ابن أبي حاتم"، وذكر السيوطي في "الدر المنثور" ٦٢٩/٥ أن "ابن أبي حاتم" قد أخرجه أيضاً، ولكني لا أطمئن الى أن أثبتها. أعلاه بجانب "الحاكم" إذ ليس ببعيد أن يدمج الروايات ذات المعنى الواحد في روايات أخر؛ والله تعالى أعلم. =

کہ یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں اتری تھی۔

اور ابن جریر [۱] نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری تھی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امیہ بن خلف کے بارے میں اتری تھی۔ جیسا کہ اس کو ابن عسکر نے حکایت کیا ہے۔

=وقوله: "الحاكم عن ابن عباس. أخرج" سقط من ع و ب.

[۱] ۲۱/۲۳. وسنده ضعيف قال. ابن كثير بعد ما ذكر أثر ابن عباس هذا في "تفسيره" ۵۸۱/۳: "وهذا منكر، لأن السورة مكية، وعبد الله بن أبي بن سلول إنما كان بالمدينة".

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۱]

﴿ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا. فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا. فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴾ (آیت:۱)

[قسم ہے ان کی جو صف باندھتے ہیں قطار ہوکر، پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک پر، پھر تلاوت کرنے والوں کی یاد کرکے]

ابن ابی حاتم نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ان تینوں آیات سے مراد فرشتے[1] ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۲]

﴿ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴾ (آیت:۵۱)

[ان میں سے ایک کہے گا میرا ایک ساتھی تھا]

حضرت سدی فرماتے ہیں یہ بنی اسرائیل کے دو باہمی شریک آدمی تھے ایک مؤمن تھا اور ایک کافر تھا۔ (ابن ابی حاتم)

عجائب کرمانی میں ہے کہ ان میں سے ایک کا نام یہوذا تھا اور دوسرے کا نام فطروس تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۳]

﴿ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴾ (آیت:۱۰۱)

[تو ہم نے ان کو برداشت والے لڑکے کی بشارت دی]

اس آیت سے لے کر آخر قصہ تک کی آیات کے متعلق دو مشہور قول ہیں یا تو اس

---

[1] ورواه الطبراني عن شيخه عبد الله بن محمد بن سعيد بن أبي مريم ، هو ضعيف . قاله الهيثمي في "مجمع الزوائد" ۹۸/۷ .

سے حضرت اسماعیل مراد ہیں یا حضرت اسحاق۔

علامہ سیوطیؒ نے ان دو قولوں کے متعلق ایک مستقل تصنیف تالیف کی ہے اور دونوں حضرات کے دلائل کو اس میں بیان کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۴]

﴿ بِذِبۡحٍ ﴾ (آیت:۱۰۷)

[ذبح کرنے کیلئے جانور]

اس سے مراد دنبہ ہے جس کو حضرت آدمؑ کے بیٹے نے قربان کیا تھا اور اس کی قربانی کو قبول کیا گیا تھا۔ (ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے کہ اس دنبے کا نام حریر تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۵]

﴿ اِلۡ یَاسِیۡنَ ﴾ (آیت:۱۳۰)

[آل یاسین]

یاسین سے مراد حضرت محمدؐ اور آل سے مراد حضور ﷺ کے نبی ہاشم اور بنو مطلب کے مؤمن رشتہ دار ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل سے تمام متقی مؤمن مراد ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یاسین اللہ کی کتابوں میں سے ایک کتاب کا نام ہے جیسا کہ تم کہتے ہو آل القرآن قرآن والے (تو اسی طرح آل یاسین، یاسین والے۔) (کرمانی فی العجائب[۲])

---

[۲] انظر "تفسیر الطبري" ۶۱/۲۲.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۶]

﴿ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ ﴾ (آیت:۱۴۲)

[پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس مچھلی کا نام نخم تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۷]

﴿ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ ﴾ (آیت:۱۴۵)

[پھر ہم نے ان کو چٹیل میدان میں ڈال دیا]

حضرت جعفر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد دجلہ کا کنارہ ہے۔ (ابن ابی حاتم)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یمن کی زمین مراد ہے۔ (ابن کثیر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۸]

﴿ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴾ (آیت:۱۴۷)

[ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ لوگوں کی طرف پیغمبر بنایا تھا]

حدیث مرفوع میں ہے یزیدون سے مراد بیس ہزار آدمی ہیں۔

(ابن ابی حاتم [۳] از حدیث ابی بن کعب)

اور ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یزیدون سے تیس ہزار آدمی مراد ہیں۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ چالیس ہزار آدمی مراد ہیں۔

(فائدہ) یعنی حضرت یونسؑ کی امت ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ تیس ہزار یا ایک لاکھ چالیس ہزار [۴] کے قریب قریب تھی۔

---

[۳] والترمذي في "سننه" رقم (۳۲۲۷) في التفسير، وقال: هذا حديث غريب، والطبري في "تفسيره" ۶۷/۲۲.

[۴] انظر "تفسير الطبري" ۶۶/۲۲.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۳۹]

﴿ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ ﴾ (آیت:۶)

[اوران میں سے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔

اور سدی نے اضافہ کیا کہ ابوجہل اور عاصی بن وائل اوراسود بن مطلب اور اسود بن یغوث بھی مراد ہیں۔ (دونوں قول ابن ابی حاتم[1] نے نقل کئے ہیں)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۰]

﴿ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ﴾ (آیت:۷)

[ہم نے یہ بات سابقہ مذہب میں نہیں سنی]

حضرت محمد بن کعب فرماتے ہیں ملة آخرة سے مراد ملت عیسوی ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں ملت قریش[2] مراد ہے۔ (دونوں قول ابن ابی حاتم[3] نے نقل کئے ہیں)

---

[1] وأخرج أثر مجاهدٍ الأول : مُسَدَّد بنُ مُسَرْهَد في "مسنده" كما في "المطالب العالية" ٣٦٣/٣ ، وأخرج القولين الطبري في "تفسيره" ٨٠/٢٣ ، وسقط قول السُدِّي من ك .

[2] وفي رواية مُسَدَّد ، كما في "المطالب العالية" ٣٦٣/٣ ، عن مجاهد أن الملة هي النصرانية. وانظر "تفسير ابن كثير" ٢٨/٤ ، و "سنن الترمذي" ٣٦١/٨ .

[3] (٣٩٤) والطبري في "تفسيره ٨٠/٢٣ .

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۱]

﴿ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا ﴾ (آیت:۱۶)

[اور یہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمارا حصہ حساب کے دن سے پہلے ہی دیدے]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس سے مراد ابوجہل ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

اور عطاء فرماتے ہیں نضر بن حارث ہے۔ (عبد بن حمید)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۲]

﴿ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ﴾ (آیت:۲۱)

[اور کیا آپؐ کو ان اہل مقدمہ کی خبر پہنچی]

یہ دونوں فرشتے تھے۔ (ابن ابی حاتم عن حدیث انسؓ مرفوعاً بسند ضعیف از حدیث ابن عباسؓ موقوفاً) ان دونوں فرشتوں کے نام بھی حضرت ابن عباسؓ نے ذکر کیے حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۳]

﴿ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴾ (آیت:۳۱)

[اصیل اور عمدہ گھوڑے]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم تیمی سے روایت کیا کہ ان گھوڑوں کی تعداد بیس ہزار تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۴]

﴿ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ﴾ (آیت:۳۴)

[اور ہم نے ان کے تخت پر ایک دھڑ ڈال دیا]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد شیطان ہے۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ سرکش شیطان تھا اس کا نام اسید تھا۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اس کا نام صخر تھا اور یہ جنات میں سے تھا۔

اور حضرت سدی سے روایت ہے کہ یہ شیطان تھا اور اس کا نام حقیق تھا۔

اور عبدالرزاق نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا کہ اس کا نام آصف تھا۔

اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا کہ اس کا نام آصر[۴] تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۵]

﴿ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ ﴾ (آیت:۴۱)

[مجھے شیطان نے ایذا پہنچائی ہے]

نوفل بکالی فرماتے ہیں کہ وہ شیطان جس نے حضرت ایوب کو مس کیا تھا اس کا نام مِسْعَط تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۶]

﴿ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا ﴾ (آیت:۶۲)

[اور کہنے لگے ہم جن کو (دنیا میں) برا سمجھتے تھے وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آرہے]

اس بات کو کہنے والا ابوجہل تھا۔ اور رجال سے مراد حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت بلالؓ، اور حضرت صہیبؓ اور حضرت خبابؓ ہیں۔

(ابن جریر[۵] ابن ابی حاتم عن مجاہد)

---

[۴] انظر: "الطبري" ۲۳/۱۰۰.

[۵] ۲۳/۱۱۶

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۷]

﴿ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ ﴾ (آیت:۳۳)

[اور جو سچی بات لے کر آیا]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور سدی فرماتے ہیں کہ اس سے حضرت جبرائیل مراد ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۸]

﴿ وَصَدَّقَ بِهٖٓ ﴾ (آیت:۳۳)

[اور جس نے اس کی تصدیق کی]

اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ابن ابی حاتم[۱])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۴۹]

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ﴾ (آیت:۳۶)

[کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے]

سدی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۰]

﴿ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ﴾ (آیت:۶۸)

[مگر جس کو اللہ چاہے گا]

---

[۱] انظر "تفسير الطبري" ٢٤/٣. وفي "الإتقان" ١٤٨/٢ : وقيل : "أبو بكر".

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں یہ بارہ فرشتے ہیں: جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ، ملک الموت، اور عرش کو اٹھانے والے آٹھ فرشتے۔ (ابن ابی حاتم)

یہ بات حضرت انسؓ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ (فریابی۲)

۲ والطبري في "تفسيره" ۲۰/۲٤. وروى أبو يعلى عن أبي هريرة مرفوعاً: أنهم الشهداء. قال ابن كثير في "تفسيره" ٦٤/٤: "ورجاله كلهم ثقات، إلا شيخ إسماعيل بن عياش فإنه غير معروف، والله سبحانه وتعالى أعلم".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۱]

﴿ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ ﴾ (آیت:۲۸)

[اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک ایماندار مرد نے کہا]

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ یہ آل فرعون کا مؤمن شخص جو فرعون کے چچا کا بیٹا تھا۔ اور اس کے نام میں اختلاف ہے (جو کہ سورۃ قصص[1] میں آیت نمبر ۲۰ کے تحت گزر چکا ہے اور تفسیر طبری میں جلد ۲۴ صفحہ ۳۸ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ (امداداللہ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۲]

﴿ وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴾ (آیت:۵۱)

[اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے]

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں اشہاد سے مراد انبیاء، فرشتے، مؤمنین اور اجسام ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

سدی فرماتے ہیں کہ فقط فرشتے مراد ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

---

[1] انظر: سورة القصص الآية [٢٠] . والأثر في " تفسير الطبري " ٣٨/٢٤ .

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۳]

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ ﴾ (آیت:۲۶)

[اور کافروں نے کہا کہ تم اس قرآن کو مت سنو]

کہا گیا ہے کہ یہ کہنے والا ابوجہل تھا۔ (ابن عسکر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۴]

﴿ رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ﴾ (آیت:۲۹)

[اے ہمارے رب ہمیں وہ جنات اور انسان دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا]

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں ان دونوں میں سے ایک ابلیس اور ایک آدمؑ کا بیٹا ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ (ابن ابی حاتم[1])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۵]

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ ﴾ (آیت:۳۳)

[اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے]

حضرت حسن فرماتے ہیں اس سے مراد حضورؐ ہیں۔ (ابن ابی حاتم[2])

---

[1] والطبري ۷۲/۲٤.

[2] والطبري ۷۵/۲٤.

سُورَةُ الشُّورٰی

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۶]

﴿ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا ﴾ (آیت:۴۹)

[جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے]

امام بغوی[1] فرماتے ہیں جیسے لوط علیہ السلام (کہ ان کی بیٹیاں تھیں بیٹے نہیں تھے)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۷][1]

﴿ وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴾ (آیت:۴۹)

[اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے]

جیسے[2] ابراہیم علیہ السلام جن کی کوئی بیٹی نہیں تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۸]

﴿ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ﴾ (آیت:۵۰)

[یا ان کو بیٹے بیٹیاں ملا کر دیتا ہے]

---

[1] في " معالم التنزيل " ۳۸۳/۷ بهامش " ابن كثير ".

[2] في هامش " ق " مانصه : " في التمثيل بعيسى وقفه لما ذكر ابنُ الجوزي في كتاب " الوفا في سيرة المصطفى " عن عبد الله بن عمران أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : " ينزل عيسى بن مريم إلى الأرض ، فيتزوج ، ويُولد له ، ويمكث خمساً وأربعين سنة ، ثم يموت ويدفن معي في قبري ، فأقوم أنا وعيسى بنْ مريم في قبر واحد ، بين أبي بكر وعمر ". وقد سئل الحافظ أبو الفضل ابن حجر عن هذا الحديث ، فقال :

انظر " تفسير الطبري " ۴۰/۲۵

جیسے حضرت محمد ﷺ (ان کے بیٹے بھی تھے بیٹیاں بھی)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۵۹]

﴿ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ﴾ (آیت:۵۰)

[اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے]

جیسے یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام (ان کی کوئی اولاد نہیں تھی)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۶۰]

﴿ وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡيَتَيۡنِ عَظِيۡمٍ ﴾ (آیت:۳۱)

[اور کہتے ہیں یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا]

ضحاکؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ولید بن مغیرہ مخزومی ہے مکہ کا اور مسعود بن عمرو بن عبداللہ الثقفی ہے طائف کا۔ (ابن ابی حاتم[1])

اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ اور حضرت عروہ بن مسعود سے بھی روایت کیا ہے اور طریق عوفی سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حبیب بن عمر بن عثمان الثقفی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے مکہ کا اور ابن عبد یالیل الثقفی ہے طائف کا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۶۱]

﴿ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ ﴾ (آیت:۵۱)

[کیا مصر کی حکومت میری نہیں ہے]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اس سے مراد اسکندریہ ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۶۲]

﴿ وَلَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡيَمَ مَثَلًا ﴾ (آیت:۵۷)

[اور جب عیسیٰ ابن مریم کے متعلق عجیب مضمون بیان کیا گیا]

یہ مثال کہنے والا عبداللہ بن الزبعری[2] تھا۔

---

[1] " تفسير الطبري " : " عمير "، و كذا في " سيرة ابن هشام " ۴۱۹/۱.

[2] رواه ابن إسحاق في " السيرة " ۳۵۹/۱-۳۶۰.

سُورَةُ الدُّخَانِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۶۳]

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ﴾ (آیت:۳)

[ہم نے اس کو بابرکت رات میں اتارا ہے]

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اس سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ (ابن ابی حاتم)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شعبان[1] کی درمیانی رات ہے۔ (ابن عسکر[2])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۶۴]

﴿ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴾ (آیت:۴۴)

[بڑے مجرم کا کھانا]

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں اس سے مراد ابو جہل ہے۔ (ابن ابی حاتم[3])

---

[1] قال ابن كثير في "تفسيره" ١٣٧/٤: "ومن قال إنها ليلة النصف من شعبان كما روي عن عكرمة فقد أبعد النجعة فإن نص القرآن أنها في رمضان" أي في سورة القدر.

[2] والطبري في "تفسيره" ٦٤/٢٥، وصوّب أنها في ليلة القدر.

[3] وأخرجه الطبري ٧٨/٢٥ عن ابن زيد.

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۶۵-۱۰]

﴿ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴾

[اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آیا]

اس سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام ہے۔ جیسا کہ طبرانی نے حدیث عوف بن مالک اشجعی سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔

یہی بات مجاہد، عکرمہ، اور دوسروں نے کہی ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۶۶]

﴿ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ﴾ (۱۱)

[اور کافر ایمانداروں سے کہنے لگے اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے]

ابن عسکر فرماتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ اس کا کہنے والا قبیلہ بنو عامر اور قبیلہ غطفان تھا اور سابقون سے مراد قبیلہ اسلم اور قبیلہ غفار اور قبیلہ جہینہ اور قبیلہ مزینہ تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ بات مشرکین قریش نے کہی تھی جب قبیلہ غفار اسلام لایا تھا۔

---

[۱] انظر " تفسير الطبري " ۲٦/۷.

اور کہا گیا ہے کہ سابقین سے مراد حضرت بلالؓ اور حضرت عمارؓ اور حضرت صہیبؓ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۶۷]

﴿ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ ﴾ (آیت: ۱۷)

[اور جس نے اپنے ماں باپ کو کہا میں تم سے بیزار ہوں]

سُدّی نے فرمایا کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کے بارے میں اتری تھی اور ان کے والد حضرت ابوبکرؓ اور ان کی والدہ ام رومانؓ کے بارے میں اتری تھی۔

(ابن ابی حاتم)   اور ایسا ہی ابن جریج سے روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی بکر ہے تو اس کا حضرت عائشہؓ نے انکار کیا (کہ یہ ان کے متعلق نہیں ہے) جیسا کہ بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرمایا کہ یہ فلاں بن فلاں کے بارے میں اتری تھی جیسا کہ صحیح بخاری[۲] میں کنیت کے ساتھ مروی ہے۔

(فائدہ) تفصیل کیلئے ہماری کتاب تفسیر حضرت عائشۃ الصدیقہؓ ملاحظہ کریں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۶۸]

﴿ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ ﴾ (آیت: ۲۴)

[کہنے لگے یہ بادل ہے]

یہ بات بکر بن معاویہ نے کہی تھی جو قوم عاد کا شخص تھا۔ (ابن عسکر عن ابن جریج)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۶۹]

﴿ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ ﴾ (آیت: ۲۹)

[اور ہم نے جس وقت جنات میں سے ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کر دیا]

ابن ابی حاتم[۳] نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ نصیبین علاقے کا جن تھا۔

---

[۲] أخرجه البخاري في التفسير (٤٨٢٧).

[۳] والطبري في "تفسيره" ٢٠/٢٦۔

اور ابن مردویہ نے عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ نصیبین کے علاقے کے سات جن تھے۔

اور سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ نو جن ۴ تھے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا کہ وہ جنات جو موصل سے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ مراد ہیں اور یہ نصیبین کے اشراف جنات تھے۔ (یعنی چوہدری قسم کے جنات تھے)۔

اور حضرت ذر بن حبیش نے فرمایا کہ یہ نو جنات تھے اور ان میں سے ایک کا نام زوبعہ تھا۔

اور حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ یہ سات تھے تین اہل حران میں سے تھے اور چار اہل نصیبین میں سے۔ نام یہ ہیں: حسّی، مسّی، شاصر، ماصر، ارد، اینان، احقم ۵۔

اور سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ ابن درید نے پانچ نام ذکر کیے ہیں۔ شاصر، ماصر، مسی ۶، ماسی، احقب۔

فرمایا کہ یحیٰ بن سلام وغیرہ نے حضرت عمرو بن جابر کا قصہ اور سرق کا قصہ اور زوبعہ کا قصہ بھی ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ اگر وہ سات تھے تو احقب ان میں سے کسی ایک کا نام نہیں ہے لقب ہے۔

اور اس پر ابن عسکر نے استدراک کیا جیسا کہ حضرت مجاہدؒ سے گذر چکا ہے فرمایا کہ جب ان کے ساتھ عمرو کو ملاؤ اور زوبعہ کو اور سرق کو تو احقب لقب بنے گا اس طرح یہ لوگ نو بنیں گے۔

اور تفسیر اسماعیل بن ابی زیاد میں ہے کہ یہ نو لوگ تھے۔ سلیط، شاصر، ماصر، ارقم،

---

۴ وأخرجه البزار (۲۲۵۵) والطبري ۲۶/۲۰، ورجال البزار ثقات؛ كما في " مجمع الزوائد " ۱۰۶/۷.

۵ في " الدر المنثور " ۴۵/۶ زيادة: " وسرف ".

۶ في " الإتقان " ۱۵۰/۲: " منشيء " بالمثلثة.

ادرس، حسّا، مسّا، عقم، حاصر اور ابن مردویہ نے حکم بن ابان کی مسند سے حضرت عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ بارہ ہزار جزیرۂ موصول کے جنات تھے۔ اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۰]

﴿ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ﴾ (آیت:۳۵)

[ہمت والے رسول]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت کیا فرمایا کہ تمام رسول الوالعزم ۷ تھے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے روایت کیا فرمایا کہ اس سے مراد وہ انبیاء ہیں جن کو کوئی مصیبت نہیں پہنچی۔

اور حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا کہ ان رسولوں سے مراد حضرت ہودؑ اور حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور چوتھے ان کے حضرت محمدؐ ہیں۔

اور حضرت سعید بن زید سے روایت کیا فرمایا کہ یہ نوحؑ، ہودؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور شعیبؑ ہیں۔

اور حضرت سدی فرماتے ہیں کہ یہ وہ انبیاءؑ ہیں جن کو جہاد کا حکم دیا گیا تھا اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ چھ حضرات تھے: ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، عیسیٰؑ اور محمد ﷺ۔

اور حضرت ابن جریج سے روایت ہے فرمایا کہ ان میں نہ حضرت آدمؑ ہیں نہ یونسؑ اور نہ سلیمانؑ لیکن اسماعیلؑ اور ایوبؑ اور یعقوب ان میں شامل ہیں۔

اور حضرت ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کیا فرمایا کہ یہ حضرات ہیں۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ ۸۔

---

۷ وأخرجه أيضاً الطبري في "تفسيره" ٢٦/٢٤.

۸ قال السيوطي في "الإتقان" ١٤٨/٢ : إنه أصح الأقوال.
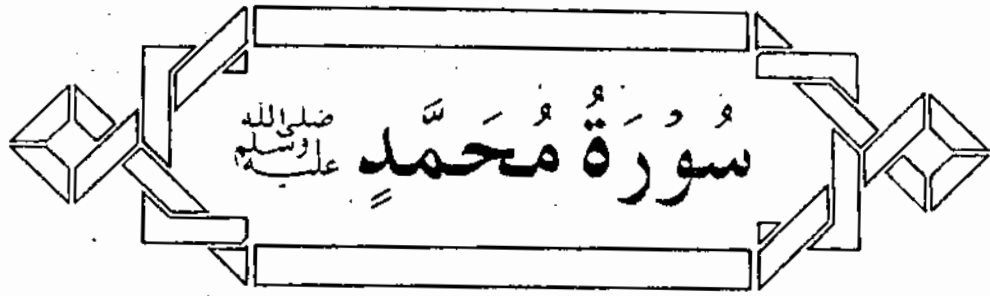
[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۷۱]

﴿ یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ ﴾ (آیت: ۳۸)

[تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا]

حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لایکونوا أمثالکم. تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلیمان فارسی کے کندھے پر مارا پھر فرمایا یہ اور اس کی قوم اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوگا تو فارس[1] کے لوگ اس کو حاصل کر کے رہیں گے۔

(فائدہ) اس حدیث کی روشنی میں عراق کے فقہاء اور علماء کی منقبت واضح ہوتی ہے کہ اسلام کے وہ مشکل ترین مسائل جو آئمہ اور دیگر علماء کے ہاں نہیں ملتے امام ابوحنیفہ امام محمد امام ابو یوسف جیسے عراق کے اکابر علماء نے ان کو قرآن وسنت سے حاصل کیا اور رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کے لئے ان کی اس ضرورت کو پورا فرمایا اللہ ان کو اس خدمت کے بدلے میں عظیم اکرام وانعام عطا فرمائیں۔ آمین (امداداللہ)

---

[1] أخرج البخاري في "صحيحه" (٤٨٩٧) في التفسير عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: "كنا جلوساً عند النبي صلى الله عليه وسلم، فأنزلت عليه سورة الجمعة ﴿وآخَرِينَ منهم لَمّا يَلْحقوا بهم﴾ قال: قلت: مَنْ هم يا رسول الله؟ فلم يراجعهُ حتى سأل ثلاثاً - وفينا سَلْمان الفارسي، وضَعَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يده على سلمان - ثم قال: لو كان الإيمان عند الثريا لنالَهُ رجالٌ - أو رجلٌ - من هؤلاء".

وفي رواية لمسلم: "لو كان الدين عند الثريا لذهب رجال من أبناء فارس حتى يتناولوه".

وقد أطنب أبو نُعيم في أول "تاريخ أصبهان" في تخريج طرق هذا الحديث.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۲]

﴿ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ ﴾ (آیت:۱۱)

[جو دیہاتی (حدیبیہ میں) پیچھے رہ گئے تھے]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ قبیلہ جہینہ اور مزینہ کے لوگ تھے۔ (ابن ابی حاتم[۱])
اور حضرت مقاتل سے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ یہ پانچ قبیلے تھے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۳]

﴿ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ ﴾ (آیت:۱۶)

[تم عنقریب بڑی سخت لڑنے والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے]

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں یہ لوگ فارس کے تھے۔
اور حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ فارس اور روم کے لوگ مراد ہیں۔
اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ ہوازن[۲] کے علاقے کے لوگ مراد ہیں۔
اور ضحاک فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف مراد ہے۔
اور جویبر فرماتے ہیں کہ مسیلمہ اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔
(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم[۳] نے نقل کئے ہیں)

---

[۱] والطبري ٤٩/٢٦.
[۲] وأخرجه الطبري أيضاً في "تفسيره" ٥٢/٢٦.
[۳] قال أبو جعفر ابن جرير الطبري في "تفسيره" ٥٢/٢٦: "وأولى الأقوال في ذلك بالصواب أن يقال إن الله تعالى ذكره أخبر عن هؤلاء المخلفين من الاعراب =

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۴]

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾ (آیت:۱۸)

[تحقیق اللہ مسلمانوں سے خوش ہوا جب وہ آپ سے اس درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے]

ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا کہ ان سے پوچھا گیا درخت والے بیعت الرضوان میں شریک کتنے صحابہ تھے تو فرمایا ایک ہزار پانچ سو پچیس۔

اور امام بخاری[۴] نے حضرت ابوزبیرؓ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضرت جابر سے کہ آپ لوگ اس دن کتنے تھے فرمایا ہم پندرہ سو کے لگ بھگ تھے۔

اور امام مسلم[۵] نے حضرت معقل بن یسار سے روایت کیا کہ ہم اس درخت والے دن میں (بیعت الرضوان میں) ایک ہزار تین سو تھے۔

اور بخاری و مسلم[۶] نے حضرت ابن ابی اوفیؓ سے روایت کیا آپ نے فرمایا ہم

=أنهم سيدعون إلى قتال قوم أولي بأس في القتال ونجدة في الحروب ، ولم يوضع لنا الدليل من خبر ولاعقل على أن المعني بذلك هوازن ولا بنو حنيفة ولا فارس ولا الروم ولا أعيانهم ، وجائز أن يكون عنى بذلك بعض هذه الأجناس ، وجائز أن يكون عنى بهم غيرهم ، ولا قول فيه أصح من أن يقال كما قال الله جلّ ثناؤه إنهم سيدعون إلى قوم أولي بأس شديد ".

[۴] كذا في الأصول ؛ وهو وهم ، إنما أخرجه من طريق أبي الزبير مسلم برقم (١٨٥٦) باب : استحباب مبايعة الإمام في كتاب الإمارة ، غير أن العدد المذكور فيه ألف وأربع مئة . وأما البخاري فقد أخرجه من طريق سالم بن أبي الجعد عن جابر ؛ انظر : " صحيح البخاري " كتاب المناقب ، باب : علامات النبوة في الإسلام ، رقم (٣٥٧٦) وكتاب المغازي ، باب : غزوة الحديبية ، رقم (٤١٥٢) ، وكتاب التفسير ، باب : ﴿إذ يبايعونك تحت الشجرة﴾ رقم (٤٨٤٠) ، وكتاب الأشربة ، باب : شرب البركة والماء المبارك رقم (٥٦٣٩).

[۵] انظر " صحيح مسلم " كتاب الإمارة ، باب : استحباب مبايعة الإمام ، رقم (١٨٥٨).

[۶] البخاري (٤١٥٥) في المغازي ، باب : غزوة الحديبية ، ومسلم (١٨٥٧) في الإمارة ، باب ، استحباب مبايعة الإمام. =

جنگ شجرہ کے دن تیرہ سو آدمی تھے۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی حدیث سے روایت کیا کہ اس درخت سے مراد کیکر کا درخت ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۵]

﴿ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾ (آیت:۱۸)

[اور انہیں جلدی ہی فتح دے دی]

حضرت ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں اس سے مراد فتح خیبر[7] ہے۔

اور سدی فرماتے ہیں فتح مکہ ہے۔

یہ دونوں قول ابن ابی حاتم نے روایت کئے ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۶]

﴿ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا ﴾ (آیت:۲۱)

[اور بھی فتوحات ہیں جو (ابھی) تمہارے قابو میں نہیں آئیں]

ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ اس سے فارس اور روم مراد ہیں۔ (ابن ابی حاتم[8])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۷]

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ﴾ (آیت:۲۴)

[اور وہی ہے جس نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے]

یہ آیت مکہ کے ان اسی لوگوں کے بارے میں اتری تھی جو نبی کریم ﷺ پر تنعیم سے قتل کرنے کے لئے اترے تھے۔ (ترمذی عن انس[9])

=وقد جمع الحافظ ابن حجر في "فتح الباري" ٧/٤٤٠ بين الروايات بأن مع الزائد زيادة لم يطلع عليها غيره، والزيادة من الثقة مقبولة، أو أن الزيادة قد تكون من الأتباع الذين لحقوا بعد، كالخدم والنساء والصبيان الذين لم يبلغوا الحلم۔

[7] وأخرجه الطبري ٢٦/٥٥. [8] والطبري ٢٦/٥٧.

[9] برقم (٣٢٦٠) في التفسير، وأخرجه أيضاً، مسلم في "صحيحه" في الجهاد والسير (١٢٢).

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۸]

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ ﴾ (آیت:۴)

[اور جولوگ آپ کو دیوار کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے]

یہ آیت دیہات کے کچھ لوگوں کے بارے میں اتری تھی جن میں سے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ (احمد وغیرہ[1])

(فائدہ) جولوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے گھر کی دیوار کے باہر سے پکارنے کو منع کیا گیا اور بے عقل کہا گیا تو اب جولوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں ہزاروں میل دور سے پکارتے ہیں ان کو غور کرنا چاہئے کہ کیا وہ بھی اس آیت کے زمرہ میں شامل نہیں ہیں۔ اور کیا وہ قرآن کی رو سے بے عقل نہیں ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۷۹]

﴿ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ ﴾ (آیت:۶)

[اگر تمہارے پاس کوئی گنہگار کوئی خبر لے کر آئے]

یہ آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں اتری تھی۔

---

[1] " مسند أحمد " ٤٨٨/٣ و ٣٩٣/٦ ؛ وقال الهيثمي في " مجمع الزوائد " ١٠٨/٧ : " رواه أحمد والطبراني ، وأحد إسنادَيْ أحمد رجاله رجال الصحيح ، إن كان أبو سلمة سمع من الأقرع ؛ وإلا فهو مرسل كإسناد أحمد الآخر " ؛ وصححه السيوطي في " الدر المنثور " ٨٦/٦ .

وجاء في " الإتقان " ١٥٠/٢ زيادة على " الأقرع " : " والزبرقان بن بدر ، وعيينه بن حصن ، وعمرو بن الأهتم " .

(احمد[۲] وغیرہ از حدیث حارث بن ضرار الخزاعی)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۴۸۰]

﴿ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ﴾ (آیت: ۱۴)

[دیہاتیوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں]

اس سے مراد قبیلہ بنو اسد ہے۔ (سعید بن منصور عن سعید بن جبیر[۳])

---

[۲] في "المسند" ۲۷۹/٤، والطبراني. قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" ۱۰۹/۷: "رجال أحمد ثقات".

[۳] انظر "تفسير الطبري" ۸۹/۲٦.
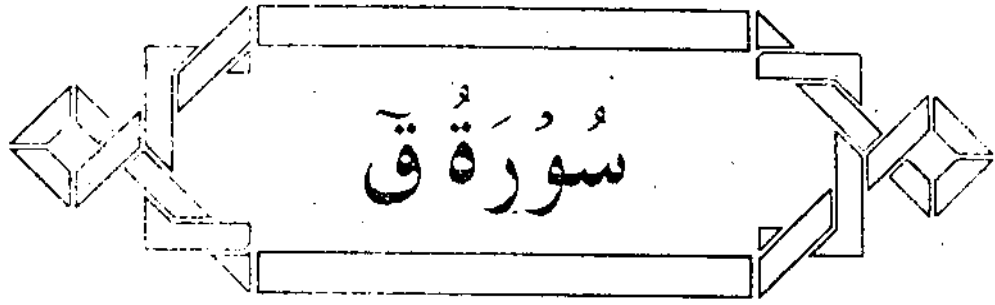
[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۱]

﴿ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ ﴾ (آیت:۴۱)

[جس دن ایک پکارنے والا پکارے گا]

اس سے مراد حضرت اسرافیلؑ ہیں۔ (ابن عساکر عن یزید بن جابر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۲]

﴿ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴾ (آیت:۴۱)

[قریب جگہ سے]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہم بیان کیا کرتے تھے کہ بیت المقدس کے صخرہ سے (چٹان سے) پکارا جائے گا۔ (ابن ابی حاتم[1])

---

[1] والطبري في "تفسيره" ٢٦: ١١٤.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۳]

﴿ ضَیۡفِ اِبۡرٰھِیۡمَ ﴾ (آیت:۲۴)

[ابراہیم کے مہمان]

حضرت عثمان بن محصن فرماتے ہیں کہ یہ چار فرشتے تھے۔ حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ، حضرت اسرافیلؑ، حضرت روفائیلؑ۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۴]

﴿ وَ بَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ ﴾ (آیت:۲۹)

[اوران کوایک دانشمند بیٹے کی خوشخبری دی]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد اسماعیل ہیں۔ (ابن ابی حاتم[1])

کرمانی نے اس کی حکایت کے بعد ذکر کیا ہے کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد حضرت اسحاقؑ ہیں سوائے حضرت مجاہد کے ان کا یہ قول ہے کہ اس سے مراد حضرت اسماعیل ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۵]

﴿ فَاَخۡرَجۡنَا مَنۡ کَانَ فِیۡهَا مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴾ (آیت:۳۵)

[پھر ہم نے وہاں سے ایمان والے نکال علیحدہ کر دیئے]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت لوط اور ان کی دو بیٹیاں ہیں۔

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اور آپ کے گھر کے لوگ مراد ہیں۔

اور حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ تیرہ آدمی تھے۔ (ابن ابی حاتم)

---

[1] والطبري في "تفسيره" ١٢٩/٢٦.

سُورَةُ النَّجمِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۶]

﴿ وَالنَّجۡمِ ﴾ (آیت:۱)

[قسم ہے ستارے کی]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ثریا ہے۔

سدی فرماتے ہیں زہرہ ہے۔(ابن ابی حاتم)

اور یہ بھی کہا گیا ہے اس سے مراد زحل ستارہ ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے حضرت محمد ﷺ ہیں۔(دونوں اقوال کرمانی نے ذکر کیے ہیں)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۷]

﴿ عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰى ﴾ (آیت:۵)

[اس کو سخت قوتوں والے نے سکھایا ہے]

ربیع اور سدی فرماتے ہیں اس سے مراد جبرائیل ہیں۔ (ابن ابی حاتم[۱])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۸]

﴿ فَاَوۡحٰۤى اِلٰى عَبۡدِهٖ ﴾ (آیت:۱۰)

[پھر اللہ نے اپنے بندے پر وحی فرمائی جو وحی فرمائی]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت محمدؐ ہیں۔

حضرت حسن فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت جبرائیل[۲] ہیں۔

---

[۱] أخرج الطبري في "تفسيره" ۲۶/۲۷ أثر الربيع.

[۲] قال ابن كثير في "تفسيره" ۲۴۹/۴ "معناه فأوحى جبريل إلى عبد الله محمد ما =

(یہ دونوں قول ابن ابی حاتم [3] نے نقل کئے ہیں)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۸۹]

﴿ أَفَرَءَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴾ (آیت:۳۳)

[کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے منہ پھیرلیا]

سدی فرماتے ہیں اس سے مراد عاصی بن وائل ہے۔

اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ [4] ہے۔

(یہ دونوں قول ابن ابی حاتم نے نقل کئے ہیں)

=أوحى، أو فأوحى الله إلى عبده محمد بواسطة جبريل. وكلا المعنيين صحيح".

[3] انظر "تفسير الطبري" ٢٧/٢٦.

[4] أخرجه أيضاً الطبري في "تفسيره" ٢٧/٤٢

سُورَۃُ الْقَمَرِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۰]

﴿ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ ﴾ (آیت:٦)

[جس دن پکارنے والا پکارے گا]

اس سے مراد اسرافیلؑ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۱]

﴿ فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴾ (آیت:۱۹)

[ایک دائمی نحوست کے دن میں]

حضرت ذر بن حبیش فرماتے ہیں یہ بدھ کا دن تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۲]

﴿ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ ﴾ (آیت:۲۹)

[پھر انہوں نے اپنے یار کو بلایا]

اس سے مراد قدار بن سالف ہے جس کا لقب احیمر تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۳]

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴾ (آیت:۴۶)

[اور جو شخص اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کیلئے دو جنتیں ہوں گی]

ابن ابی حاتم نے ابن شوذب اور عطاء سے نقل کیا کہ یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۴]

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴾ (آیت:۱۰)

[اور آگے نکل جانے والے سب سے آگے ہوں گے]

حضرت محمد بن کعب فرماتے ہیں اس سے مراد انبیاء کرام ہیں۔

اور حضرت مجاہد نے اس پر اضافہ کیا کہ اور ان کے تابعدار بھی۔

(فائدہ) یعنی جو انبیاء کی پوری پوری اتباع کرنے والے ہوں جیسے حضرات صدیقین۔ (امداد اللہ انور)

اور حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ یوشع بن نون ہیں انہوں نے حضرت موسیٰ کی طرف سبقت کی تھی اور آل یاسین کے مؤمن نے حضرت عیسیٰ کی طرف سبقت کی تھی اور حضرت علی بن ابی طالب نے نبی کریم ﷺ کی طرف سبقت کی تھی۔

(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم[1] نے نقل کئے ہیں)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۵]

﴿ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (آیت:۶۱)

[اور تمہیں اس جہان میں پیدا کریں جس کو تم نہیں جانتے]

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ پرندوں کے پپوٹوں میں ہیں جو برہوت کنویں میں ہے گویا کہ یہ زرزور پرندے کی طرح ہے۔

[1] وروى الطبري ۹۹/۲۷ عن ابن سيرين: أنهم الذين صلوا للقبلتين. وعن عثمان بن أبي سودة: أنهم أولهم رواحاً إلى المساجد، وأسرعهم خفوقاً في سبيل الله.

(فائدہ) برہوت حضرموت کے علاقے میں وادی ہے یا کنواں ہے۔ قاموس المحیط
اور زرزور چڑیا سے بڑے پرندے کو کہتے ہیں بعض اس کا حصہ کالا ہوتا ہے اور بعض
سنہرا ہوتا ہے اور یہ چڑیا ہی کی ایک قسم ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۶]

﴿ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ ﴾ (آیت:۱۳)

[پھران (فریقین) کے درمیان میں ایک دیوار قائم کردی جائے گی]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اس سے مراد وہی پردہ ہے جو سورۃ اعراف[1] میں ذکر کیا گیا ہے۔

(فائدہ) یعنی وبينهما حجاب وعلى الاعراف رجال يعرفون كلا بسيمٰهم. (الاعراف: ۴۶)

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں جنت اور جہنم کے درمیان دیوار ہے۔

(ابن ابی حاتم[2])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۷]

﴿ الْغَرُوْرُ ﴾ (آیت:۱۴)

غرور سے مراد شیطان ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۸]

﴿ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ ﴾ (آیت:۲۷)

[اور ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں جو حضورؐ کے ساتھ چلے تھے]

ابن حزم فرماتے ہیں کہ اس سے نبی کریمؐ مراد ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

---

[1] المذكور في قوله تعالى: ﴿وبينهما حجاب وعلى الأعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم﴾ [الأعراف: ٤٦]

[2] والطبرى ١٢٩/٢٧.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۴۹۹]

﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ ﴾ (آیت:۱)

[اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے جھگڑا کر رہی تھی]

اس خاتون سے مراد حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۰]

﴿ فِيْ زَوْجِهَا ﴾ (آیت:۱)

[اپنے خاوند کے معاملہ میں]

ان کے خاوند کا نام اوس بن صامت تھا۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مستدرک[1] حاکم میں مروی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ خولہ کے والد کا نام دلیح تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۱]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ﴾ (آیت:۸)

[کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی سے منع کیا گیا]

اس سے مراد یہودی ہیں۔ ان کو نبی کریمؐ نے ان کاموں سے روکا تھا جو وہ اپنی مجلسوں میں کرتے تھے یعنی باتیں کرتے تھے بطور راز اور مومنین کی طرف دیکھ کرتا کہ مومنین کے دلوں میں شک پیدا ہو۔

---

[1] ۴۸۱/۲ للحاكم وصححه، وأقره الذهبي . ووقع في رواية قتادة عند الطبري ۳/۲۸ : "خويلة" وقال الحافظ ابن حجر في "فتح الباري" ۳۷۴/۱۳ : "وهذا يحمل على أن اسمها كان ربما صُغِّر".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۲]

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا ﴾ (آیت:۱۴)

[کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسے لوگوں کے دوست بنے ہیں]

سدی فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن نبتل جو منافقین میں سے تھا اس کے متعلق اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۳]

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ (آیت:۲۲)

[آپ ان لوگوں کو نہیں دیکھیں گے جو ایمان رکھتے ہیں]

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن عبدالعزیز سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا اگر حضرت ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو میں ان کو اپنا خلیفہ[۲] بناتا۔

حضرت سعید فرماتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے متعلق اتری تھی جب ان کے والد کو شہید کردیا گیا تھا۔ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شوذب سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے متعلق اتری تھی جب ان کے والد کو جنگ بدر میں شہید کردیا گیا تھا۔

ابن عسکر فرماتے ہیں کہ ابن فطیس سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد صحابہؓ کی ایک جماعت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ولو کانوا اٰباء ھم سے مراد ابوعبیدہ ہیں جنہوں نے اپنے والد کو جنگ بدر میں قتل کردیا تھا۔ أو ابناء ھم سے مراد ابوبکر نہیں انہوں نے اپنے بیٹے کو مقابلے کے لئے پکارا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ بیٹھ جائیں۔ أو أخوانھم سے مراد حضرت معصب بن عمیر ہیں جنہوں نے اپنے بھائی عزیز کو جنگ احد میں قتل کیا تھا او عشیر تھم سے مراد حضرت علی ہیں اور اس طرح کے اور حضرات جنہوں نے اپنے رشتہ داروں کو پکارا تھا قتل کے لئے۔

---

[۲] قال ذلك عمر حين جعل الأمر شورى بعده في أولئك الستة رضي الله عنهم كما في "تفسير ابن كثير" ۳۲۹/٤.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۴]

﴿ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ﴾ (آیت:۲)

[جس نے ان کفار اہل کتاب کو ان کے گھروں سے نکالا تھا]

اس آیت سے مراد بنو نضیر ہیں [1]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۵]

﴿ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ﴾ (آیت:۲)

[پہلی بار لشکر کی صورت میں]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد ملک شام ہے۔ (ابن ابی حاتم[2])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۶]

﴿ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى ﴾ (آیت:۷)

[بستیوں والوں سے]

حضرت مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد قریظہ اور نضیر اور خیبر کے یہودی ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۷]

﴿ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ﴾ (آیت:۱۶)

[جب شیطان نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا (تو وہ کافر ہو گیا)]

اس سے مراد برصیصا عابد ہے۔ (ابن کثیر[3])

---

[1] أخرجه البخاري (٤٨٨٢) في التفسير؛ عن ابن عباس موقوفاً.

[2] والطبري في "تفسيره" ١٩/٢٨ عن عدد من الرواة.

[3] في "تفسيره" ٣٤١/٤.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۸]

﴿ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ ﴾ (آیت:۱)

[اور تم میں سے جو کوئی یہ کام کرے گا]

یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق نازل[1] ہوئی تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۰۹]

﴿ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ﴾ (۷)

[امید ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جن سے تمہیں دشمنی ہے دوستی قائم کردے]

ابن شہاب فرماتے ہیں یہ آیت ایک جماعت کے بارے میں اتری تھی ان میں سے ایک ابوسفیان بھی تھے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۰]

﴿ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ ﴾ (آیت:۸)

[اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جو تم سے نہیں لڑتے]

یہ آیت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماء کی والدہ کی مقتولہ کے بارے میں اتری تھی۔

(مستدرک[2]، ابن ابی احمد)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۱]

﴿ اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ ﴾ (آیت:۱۰)

---

[1] "تفسير الطبري" ٣٨/٢٨.

[2] ٤٨٥/٢ للحاكم وصححه وأقره الذهبي ،، وأخرجه الطبري في "التفسير" ٤٣/٢٨ ، وتصحف اسم "قتيلة" في ك وب و ع إلى : "قبيلة" وفي ق إلى "فتيلة".

[جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں]

طبرانی میں عبداللہ[3] سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط[4] کے بارے میں اتری تھی۔

اور ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن حبیب سے روایت کیا ہے کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت امیمہ بنت بشر جو ابو حسان بن دحداحہ کی بیوی تھیں۔

اور حضرت مقاتل سے مروی ہے کہ صیفی بن راہب کی بیوی کے متعلق اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۲]

﴿ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ ﴾ (آیت:۱۱)

[اور اگر تمہارے ہاتھ سے کچھ عورتیں نکل کر کافروں کی طرف چلی جائیں]

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ یہ آیت ام حکم بنت ابی سفیان کے بارے میں اتری تھی جب یہ مرتد ہوگئی تھی تو اس سے ایک ثقفی آدمی نے نکاح کر لیا تھا اس کے علاوہ قریش کی کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی تھی۔

پھر یہ بنو ثقیف کے ساتھ واپس مسلمان ہوگئی تھی جب وہ مسلمان ہوئے تھے۔
(ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۳]

﴿ لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ﴾ (آیت:۱۳)

[ان لوگوں سے دوستی نہ کروں جن پر اللہ نے غصہ کیا ہے]

ابن مسعود فرماتے ہیں اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

---

[3] هو ابن أبي أحمد، كما في "الدر المنثور" و "مجمع الزوائد" ووقع في ق: "عبيد الله".

[4] إسناده ضعيف، كما في "الدر المنثور" ٢٠٦/٦، لضعف عبدالعزيز بن عمران في سنده، كما في "مجمع الزوائد" ١٢٣/٧.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۴]

﴿ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ﴾ (آیت:۳)

[اور اس رسول کو دوسروں کے لئے بھی بھیجا جو ابھی ان (صحابہؓ) سے نہیں ملے]

بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت سلمان فارسی[1] کی قوم ہے۔

(فائدہ) مسلم میں بھی اس کی تفسیر میں یہ حدیث آئی ہے "**لو کان لعلم عند الله يا لتناوله من عند اهل الفارس او كما قال.**

(اور علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کی تعیین میں امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردان گرامی کو مراد لیا ہے۔ امداد اللہ انور)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عجمی لوگ ہیں۔

(فائدہ) اس عام تفسیر [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] میں جتنے بھی اکابر آئے ہیں اللہ نے ان کو صحابہؓ کے ساتھ [illegible] اتبا[illegible] [illegible] سب مراد ہیں۔

---

[1] الفارسي رضي الله عنه والحديث في "صحيح البخاري" (٤٨٩٧) في التفسير. وانظر التعليق رقم (٢) في سورة القتال عند قوله تعالى ﴿يستبدل قوماً غيركم﴾.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۵]

﴿ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴾ (آیت:۷)

[جولوگ رسول اللہ کے پاس رہتے ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو]

یہ آیت اگلی آیت۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۶]

﴿ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ﴾ (آیت:۸)

[اگر ہم مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو وہاں سے طاقتور کمزور لوگوں کو نکال دیں گے]

اس بات کا کہنے والا عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

(بخاری[1] وغیرہ از زید بن ارقم)

---

[1] انظر "صحیح البخاري" كتاب التفسير، سورة المنافقين باب قوله: ﴿إذا جاءك المنافقون قالوا﴾ والأبواب السبعة التي بعده.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۷]

﴿ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ﴾ (آیت:۱)

[آپؐ کیوں حرام کرتے ہیں جس چیز کو اللہ نے آپؐ کے لئے حلال کیا ہے]

اس سے مراد حضورؐ کی لونڈی حضرت ماریہ ہیں جیسا کہ حاکم اور نسائی نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے۔

اور بزار نے حدیث ابن عباسؓ سے روایت کیا۔

اور طبرانی نے حدیث ابوہریرہؓ سے روایت کیا۔

اور ضیاء نے "مختارہ" میں حدیث عمرؓ[۱] سے روایت کیا ہے۔

---

[۱] النَّسائي ۷۱/۷ في عشرة النساء، و"المستدرك" للحاكم ۴۹۳/۲؛ وفيهما أنها نزلت في أمة كانت له؛ والبزار (۲۲۷۵) وفيه أنها سُرِّيَّته ورجاله رجال الصحيح، غير بشر بن آدم الأصغر، وهو ثقة.

وتعيين أنها مارية جاء في رواية الطبراني في "المعجم الأوسط" من طريق موسى بن جعفر بن أبي كثير عن عمه، قال الذهبي: مجهول، وخبره ساقط. كما في "مجمع الزوائد" ۱۲۷/۷.

وأخرج البخاري من حديث عائشة رضى الله عنها: أنها نزلت في شأن تحريمه على نفسه شرب العسل من عند زوجته زينب بنت جحش رضي الله عنها.

قال ابن كثير: "والصحيح أن ذلك كان في تحريمه العسل، كما قال البخاري عند هذه الآية".

وقال ابن حجر في "فتح الباري" ۶۵۷/۸: "فيحتمل أن تكون الآية نزلت في السببين معاً".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۸]

﴿ وَاِذۡ اَسَرَّ النَّبِىُّ اِلٰى بَعۡضِ اَزۡوَاجِهٖ ﴾ (آیت:۳)

[اور جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے ایک بات چھپا کر کہی]

اس سے مراد حضرت حفصہؓ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۱۹]

﴿ حَدِيۡثًا ﴾ (آیت:۳)

[بات]

اس سے مراد حضرت ماریہ کا حرام کرنا ہے جیسا کہ روایات مذکورہ میں ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۰]

﴿ فَلَمَّا نَبَّاَتۡ بِهٖ ﴾ (آیت:۳)

[پھر جب اس نے اس کو خبر کر دی]

(حضرت حفصہؓ نے) حضرت عائشہؓ کو بتلایا تھا جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ وعمرؓ میں ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۱]

﴿ عَرَّفَ بَعۡضَهٗ وَاَعۡرَضَ عَنۡۢ بَعۡضٍ ﴾ (آیت:۳)

[(تو) نبیؐ نے اس میں سے کچھ بات جتا دی اور کچھ ٹلا دی]

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں جو بات بتائی تھی وہ ماریہ کے متعلق تھی اور جس بات کے بتانے سے اعراض کیا تھا وہ یہ تھی کہ تیرا باپ اور اس کا باپ دونوں میرے بعد والی خلافت بنیں گے[۲]۔ یہ اس لئے چھپایا تھا تاکہ یہ بات پھیل نہ جائے۔ (ابن ابی حاتم)

(فائدہ) تیرے باپ سے مراد حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابو بکرؓ ہیں اور اس کے

---

[۲] نحو هذا الحديث أخرجه الطبراني؛ وفي إسناده نظر. قاله ابن كثير في " تفسيره " ٤/٣٩٠.

باپ سے مراد حضرت حفصہؓ کے والد حضرت عمرؓ ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۲]

﴿ إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ ﴾ (آیت:۴)

[اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرتی ہو]

یہ الفاظ یعنی (ان تتوبا إلى الله) اور اگلے الفاظ.........

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۳]

﴿ وَإِنْ تَظٰهَرَا ﴾ (آیت:۴)

[اور اگر تم دونوں نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی]

وإن تظهرا ان دونوں سے مراد حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ ہیں جیسا کہ صحیح بخاری[۳] میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے جب ان کے متعلق حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۴]

﴿ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (آیت:۴)

[نیک بخت ایمان والے بھی]

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس سے مراد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔

(طبرانی فی الاوسط من حدیث ابن مسعودؓ)

اسی طرح سے طبرانی نے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً بھی روایت کیا ہے

اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسے ہی حضرت ضحاک وغیرہ سے روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت

---

[۳] البخاري (٤٩١٤) في التفسير. وانظر ماقاله السيوطي في أول هذا الكتاب في فصل "مقدمة فيها فوائد".

عمرؓ کے بارے میں اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۵]

﴿ امْرَاَتَ نُوْحٍ ﴾ (آیت:۱۰)

[نوحؑ کی بیوی]

اس خاتون کا نام والعہ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۶-۱۰]

﴿ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ﴾ (آیت:۱۰)

[اور لوطؑ کی بیوی]

اس کا نام والہہ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۷]

﴿ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴾ (آیت:۱۰)

[اور آپؐ ہر قسمیں کھانے والے بے قدر کا کہنا نہ مانیں]

سدی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اخنس بن شریق کے بارے میں اتری تھی۔

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ اسود بن عبد یغوث کے بارے میں اتری تھی۔

دونوں قول ابن ابی حاتم نے روایت کئے ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں اتری تھی۔ (کرمانی)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۸]

﴿ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ﴾ (آیت:۱۷)

[باغ والے]

یہ باغ صروان میں تھا جو یمن میں تھا اور اس بستی اور صنعاء کے درمیان چھ میل کا فاصلہ تھا۔ (ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۲۹]

﴿ أَنِ اغْدُوا عَلٰى حَرْثِكُمْ ﴾ (آیت:۲۲)

[اپنے کھیت پر صبح سویرے چلو]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ باغ انگوروں کا تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۵۳۰]

﴿ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ﴾ (آیت: ۷)

[اور آٹھ دن]

حضرت ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ پہلا دن جمعہ کا تھا۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر ۵۳۱]

﴿ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ ﴾ (آیت: ۱۷)

[اور آپ ؐ کے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت کیا فرمایا کہ جو فرشتے عرش کو اٹھانے والے ہیں ان کا نام معلوم نہیں سوائے اسرافیل کے اور میکائیل عرش اٹھانے والوں میں سے نہیں ہیں۔

اور ابن ابی حاتم نے ابوزاہریہ سے روایت کیا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ لبنان قیامت کے دن عرش کے اٹھانے والے آٹھ فرشتوں میں سے ایک ہوگا۔

اور یحییٰ بن سلام نے ذکر کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ روفیل بھی عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۳۲]

﴿ سَاَلَ سَآئِلٌ ﴾ (آیت:۱)

[ایک مانگنے والے نے واقع ہونے والا عذاب مانگا ہے]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نضر بن حارث ہے۔ (ابن ابی حاتم)۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

(یہ آخری دو قول کرمانی نے نقل کئے ہیں)۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۵۳۳]

﴿ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ ﴾ (آیت:۲۸)

[مجھے بھی معاف کردے اور میرے ماں باپ کو بھی]

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں اس سے مراد ان کے والد اور ان کے دادا ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

اور والد کا نام لمسک تھا ضَـرُب کے وزن پر اور دادا کا نام مَتُّوشَلَخ تھا۔ میم کی زبر اور ت پر شد اور پیش کے ساتھ اس کے بعد واؤ ساکن ہے اور شین کی زبر اور لام کی بھی زبر پھر خاء ساکن ہے۔
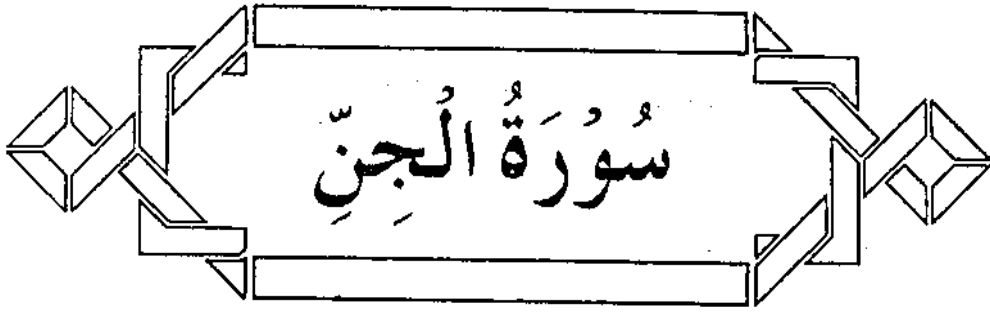
سُورَةُ الجِنِّ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۳۴]

﴿سَفِيهُنَا﴾ (آیت:۴)

[(جنات نے کہا) ہم میں سے ایک احمق]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد ابلیس ہے۔ (ابن ابی حاتم[1])

---

[1] والطبري في "تفسيره" ٦٧/٢٩.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۳۵]

﴿ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴾ (آیت:۱۱)

[مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا]

حاکم[1] نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں اتری تھی۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۳۶-۱۳]

﴿ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴾ (آیت:۱۳)

[اور پاس بیٹھنے والے بیٹے دیئے]

حضرت ابو مالک اور حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ یہ تیرہ بیٹے تھے۔

(ابن ابی حاتم[2])

---

[1] في "المستدرك" ٥٠٦/٢ قال الحاكم: "هذا حديث صحيح على شرط البخاري، ولم يخرجاه"، وأقره الذهبي. والأثر أيضاً في "تفسير الطبري" ٩٦/٢٩.

[2] وأخرج الطبري في "تفسيره" ٩٧/٢٩ عن مجاهد أنهم كانوا عشرة.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۳۷]

﴿ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴾ (آیت:۳۱)

[پھر بھی نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی]

حضرت مجاہد وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ آیات ابوجہل کے بارے میں اتری تھیں۔
(ابن ابی حاتم[1])

[1] والطبري في "تفسيره". ۱۲۴/۲۹.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۳۸]

﴿ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ ﴾ (آیت:۱)

[کبھی انسان پر زمانے میں ایک وقت گزرا ہے کہ وہ زبان پر قابل تذکرہ کوئی چیز نہ تھا]

حضرت قتادہ فرماتے ہیں انسان سے مراد حضرت آدمؑ ہیں۔ (ابن ابی حاتم[1])

---

[1] والطبري في "تفسيره" ۱۲۵/۲۹.

سُوْرَةُ الْمُرْسِلاتِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۳۹]

﴿ الْمُرْسَلٰتِ ﴾ (آیت:۱)

[قسم ہے دل کو خوش آنے والوں کی]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ اس سے مراد ملائکہ ہیں۔ ۱

اور حضرت ابوصالح سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۰]

﴿ وَّالنّٰشِرٰتِ ﴾ (آیت:۳)

[اور بادل کو اٹھانے والوں کی]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۱]

﴿ فَالْفٰرِقٰتِ ﴾ (آیت:۴)

[پھر جدا کرنے والوں کی]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۲]

﴿ فَالْمُلْقِيٰتِ ﴾ (آیت:۵)

[پھر وحی اتارنے والوں کی]

---

۱ وأخرج الطبري ١٤٠/٢٩ عن ابن مسعود وابن عباس ومجاهد وغيرهم: أنها الرياح، ثم قال: "ولا دلالة تدل على أن المعنّي بذلك أحد الحزبين دون الآخر، وقد عمَّ جلَّ ثناؤه بإقسامه بكل ما كانت صفته ما وصف، فكل مَنْ كان صفته كذلك فداخل في قَسَمِه ذلك مَلَكاً أو ريحاً أو رسولًا من بني آدم مرسلًا".

(ان سب سے مراد فرشتے ہیں) ۲

۲ وأخرجه الطبري ١٤٢/٢٩ ، وروى عن آخرين : أنها الرياح ؛ وقال آخرون : هي المطر . قال أبو جعفر الطبري : " وأولى الأقوال في ذلك عندنا بالصواب أن يقال : إن الله تعالى ذكرهُ أقسم بالناشرات نشراً ولم يخصص شيئاً من ذلك دون شيء ؛ فالرياح تنشر السحاب ، والمطر ينشر الأرض ، والملائكة تنشر الكتب ، ولا دلالة من وجه يجب التسليم له على أن المراد من ذلك بعض دون بعض فذلك على كل من كان ناشراً ".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۳]

﴿ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ﴾ (آیت:۴۰)

[اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو گیا ہوتا]

حضرت ابو قاسم بن حبیب فرماتے ہیں میں نے بعض تفاسیر میں دیکھا ہے کہ کافر سے مراد یہاں ابلیس ہے۔ (ابن عسکر)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۵۴]

﴿ وَالنّٰزِعٰتِ ﴾ (آیت:۱)

[قسم ہے جوڑوں میں گھس کر نکالنے والوں کی]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۵]

﴿ وَّالنّٰشِطٰتِ ﴾ (آیت:۲)

[اور بند کھول دینے والوں کی]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۶]

﴿ السّٰبِحٰتِ ﴾ (آیت:۳)

[اور تیزی سے تیرنے والوں کی]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۷]

﴿ فَالسّٰبِقٰتِ ﴾ (آیت:۴)

[پھر دوڑ کر آگے بڑھنے والوں کی]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۸]

﴿ فَالْمُدَبِّرٰتِ ﴾ (آیت:۵)

[پھر ہر عمل کی تدبیر کرنے والوں کی]

ان سب سے مراد فرشتے ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۴۹]

﴿بِالسَّاهِرَةِ﴾ (آیت:۱۴)

[سب لوگ میدان میں آموجود ہوں گے]

حضرت عثمان بن ابی العاتکہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ میدان ہے جو اریحا اور حسان پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ (ابن ابی حاتم[1])

اور وہب بن منبہ فرماتے ہیں اس سے مراد بیت المقدس ہے۔ (بیہقی فی البعث[2])

ابن عسکر فرماتے ہیں اس سے مراد شام کی زمین ہے۔[3]

اور یہ بھی کہا کہ بیت المقدس مراد ہے۔[4]

اور یہ بھی کہا کہ جہنم مراد ہے۔[5]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۵۰]

﴿نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى﴾ (آیت:۲۵)

[آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا]

او د ما علمت لكم من إله غيرى کے متعلق حضرت عکرمہ اور حضرت عبداللہ ابن عمرو فرماتے ہیں کہ ان دونوں کلموں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ گزرا تھا (یعنی ایک جملہ[6] چالیس سال پہلے کہا گیا تھا اور دوسرا چالیس سال کے بعد)۔ (ابن ابی حاتم)

---

[1] والطبري ۲٤/۳۰.

[2] والطبري في "تفسيره" ۲٤/۳۰، بلفظ : جبل إلى جنب بيت المقدس.

[3] أخرجه الطبري في "تفسيره" ۲٤/۳۰ عن سفيان قال : أرض بالشام.

[4] راجع التعليق رقم (٤) السابق.

[5] أخرجه الطبري في "تفسيره". ۲٥/۳۰ عن قتادة.

[6] المراد بالكلمتين قوله جلّ ثناؤه : ﴿ما علمت لكم من إله غيري﴾ الأولى، والثانية قوله : ﴿أنا ربكم الأعلى﴾ [النازعات : ۲٤]، انظر "تفسير الطبري" ٤١/۳۰ ط الحلبي، وذكر فيه تفسيراً آخر.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۵۱]

﴿الْأَعْمٰى﴾ (آیت:۲)

[نابینا]

اس سے مراد حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ہیں۔ (ترمذی حاکم عن عائشہ[1])

اس سے مراد امیہ بن خلف ہے۔ (ابن ابی حاتم عن قتادہ وعن مجاہد)

اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عتبہ بن ربیعہ[2] ہے۔

اور عوفی کی سند سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عتبہ اور ابو جہل ،اور عباس بن عبدالمطلب ہیں۔

---

[1] الترمذي (٣٣٢٨) وقال: حسن غريب، والحاكم ٥١٤/٢ وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، فقد أرسله جماعة عن هشام بن عروة، قال الذهبي: وهو الصواب.

[2] رواية مجاهد في "الطبري" ٣٤/٣٠ جاءت بزيادة: "وشيبة بن ربيعة".

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۵۳]

﴿ بِالْخُنَّسِ ۔ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴾(آیت:۱۵،۱۶)

[پیچھے ہٹ جانے والے، ستاروں کی، سیدھے چلنے والوں کی، ٹھہر جانے والوں کی]

ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کیا ہے فرمایا کہ یہ پانچ ستارے ہیں۔زحل، عطارد، مشتری، بہرام، زہرہ ان کے علاوہ اور کوئی ستارہ نہیں جو کہکشاں کو کاٹ کر جائے۔(عبور کر جائے)

(فائدہ) بہرام سے مراد مریخ ستارہ ہے کیونکہ یہ اس کا دوسرا نام ہے۔امداد اللہ]

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنگلی گائے ہے۔

اور حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہرن ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۵۴]

﴿ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴾(آیت:۱۹)

[یہ قرآن معزز پیغام رساں کا لایا ہوا ہے]

حضرت ضحاک اور حضرت ربیع اور حضرت سدی وغیرہ فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت جبرائیلؑ ہیں۔ (ابن ابی حاتم[1])

اور دوسرے مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔

---

[1] أخرجه الطبري في "تفسيره" ۵۱/۳۰ عن قتادة.

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ

ابن جریر[1] نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ:

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۵۵۵]

﴿ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴾ (آیت: ۲)

[اور وعدہ دیئے ہوئے دن کی]

اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۵۵۶]

﴿ وَشَاهِدٍ ﴾ (آیت: ۳)

[اور حاضر ہونے والے دن کی]

اس سے مراد جمعہ کا دن ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر: ۵۵۷]

﴿ وَّمَشْهُوْدٍ ﴾ (آیت: ۳)

[اور حاضری دیئے ہوئے دن کی]

اس سے نو ذی الحج کا دن مراد ہے۔

اور امام نخعی فرماتے ہیں شاھد سے مراد قربانی کا دن ہے۔

اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں شاھد سے مراد حضرت آدمؑ ہیں۔

اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ فرماتے ہیں شاھد سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ۳۰/ ۸۲.

ہیں۔(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے نقل کیے ہیں)

ابن جریر[۲] نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا کہ شاھد سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ اور مشھود سے مراد جمعہ کا دن ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۵۸]

﴿ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴾ (آیت:۴)

[ملعون ہو گئے خندقوں والے]

ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ کے طریق سے روایت کیا کہ ہم بیان کیا کرتے تھے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ کچھ لوگ تھے جو کھلے علاقوں کی بستیوں میں رہتے تھے۔

اور حضرت حسن بصریؒ کے واسطے سے روایت کیا کہ اس سے مراد حبشہ کے لوگ ہیں۔

---

[۲] ۸۳/۳۰.
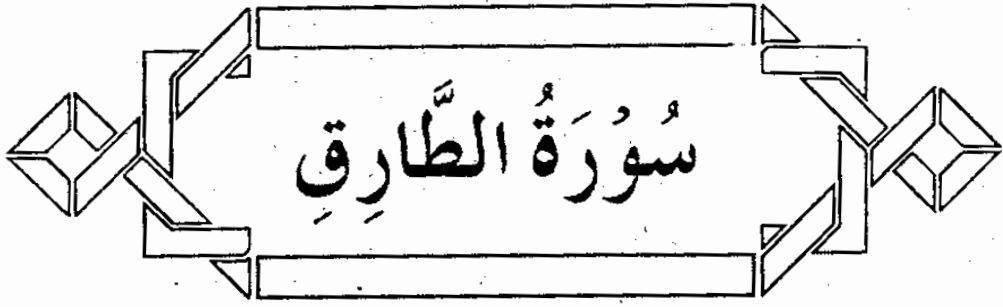
[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۵۹]

﴿ النَّجْمُ ﴾ (آیت:۳)

[ستارہ]

اس سے مراد زحل ستارہ ہے۔

اور بعض نے کہا ثریا ہے۔ (ابن عسکر۳)

۳ انظر "تفسیر الطبري" ۹۱/۳۰.

سعید بن منصور نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا فرمایا:

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۰]

﴿ وَالْفَجْرِ ﴾ (آیت:۱)

[قسم ہے فجر کی]

اس سے مراد محرم کا مہینہ ہے کیونکہ اسی سے سال کا آغاز ہوتا ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۱]

﴿ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴾ (آیت:۲)

[اور دس راتوں کی]

اس سے مراد قربانی کے دن کے (پہلے) دس دن ہیں۔ (ابن ابی حاتم عن ابن عباس (مرفوعاً) احمد، نسائی عن جابر[1] (مرفوعاً)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے یوں بھی روایت کیا ہے کہ اس سے رمضان کے آخری دس دن مراد ہیں۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۲]

﴿ فَأَمَّا الْإِنسَانُ ﴾ (آیت:۱۵)

[پس آدمی کو]

ابن جریج فرماتے ہیں کہ یہ آیت امیہ بن خلف کے بارے میں اتری تھی۔

(ابن ابی حاتم)

---

[1] "المسند" لأحمد ۳/۳۲۷، والبزار (۲۲۸٦)، قال الهيثمي: ورجالهما رجال الصحيح، غير عياش بن عقبة، وهو ثقة. "مجمع الزوائد" ۷/۱۳۷.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۳]

﴿ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴾ (آیت:۱)

[میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد مکہ ہے۔ (ابن ابی حاتم[۱])

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۴]

﴿ وَوَالِدٍ ﴾ (آیت:۳)

[قسم ہے باپ کی]

حضرت ابو صالح فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت آدمؑ ہیں۔ (ابن ابی حاتم[۲])

---

۱ والطبري في "تفسيره" ۱۲۵/۳۰.

۲ والطبري ۱۰۷/۳۰.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۵]

﴿ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴾ (آیت:۱۲)

[جب ان کا بڑا بد بخت اٹھا]

اس سے مراد قدار ہے۔[1]

اور فراء[2] اور کلبی فرماتے ہیں کہ یہ دو آدمی ہیں۔ قدار بن سالف اور مصدع بن دہر اور اللہ نے اشقیاھا نہیں فرمایا (بلکہ اشقاھا فرمایا ہے) فاصلہ کے لئے۔[3]

---

[1] قُدار بن سالف . انظر "تفسير الطبري" ۳۰/۱۳۶ - ۱۳۷.

[2] في "معاني القرآن" ۳/۲٦۸.

[3] في "الإتقان" ۲/۱٤۸ في قوله تعالى في هذه السورة : ﴿ فقال لهم رسول الله ﴾ [۱۳] : هو صالح.
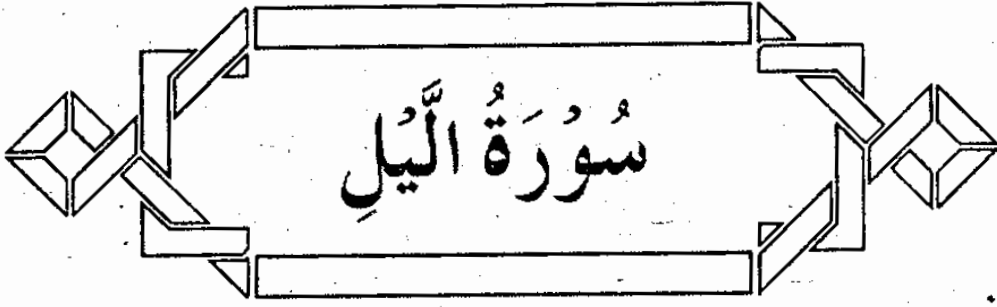
سُوْرَةُ الَّیْلِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:٥٦٦]

﴿ الْاَشْقَى ﴾ (آیت:١٥)

[بڑا بدبخت]

اس سے مراد امیہ بن خلف ہے۔ (ابن ابی حاتم عن ابن مسعودؓ)

[سلسلہ تفسیر نمبر:٥٦٧]

﴿ الْاَتْقَى ﴾ (آیت:١٧)

[بڑا ڈرنے والا]

اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ جیسے مستدرک وغیرہ[1] میں کئی احادیث میں آیا ہے۔

---

[1] انظر: المستدرك "للحاكم ٥٢٥/٢، و"تفسير الطبري" ١٤٢/٣٠، و" سيرة ابن هشام" ٣١٩/١، و "تفسير ابن كثير" ٥٢١/٤.

سُوْرَۃُ التِّیْنِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۸]

﴿ اَلتِّیْنِ ﴾ (آیت:۱)

ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت کیا فرماتے ہیں اس سے دمشق[1] مراد ہے، اور

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۶۹]

﴿ وَالزَّیْتُوْنِ ﴾ (آیت:۱)

سے مراد بیت المقدس ہے۔

حضرت قتادہ نے تین سے مراد وہ پہاڑ لیا ہے جس پر دمشق ہے اور زیتون سے وہ پہاڑ مراد لیا ہے جس پر بیت المقدس[2] واقع ہے۔

اور حضرت ربیع سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر انجیر اور زیتون اُگتے ہیں۔

اور حضرت محمد بن کعب سے مروی ہے کہ تین سے مراد اصحاب کہف کا پہاڑ ہے اور زیتون سے مراد مسجد ایلیا ہے۔

اور عوفی کی طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نوح کی وہ مسجد ہے جو جودی پہاڑ پر ہے۔

اور حضرت عکرمہ سے اس بارے میں بیس قول منقول ہیں۔

---

[1] في "تفسير الطبري" ۱۵۳/۳۰: "مسجد دمشق".

[2] الطبري ۱۵۳/۳۰، وسقط قول قتادة من ك.
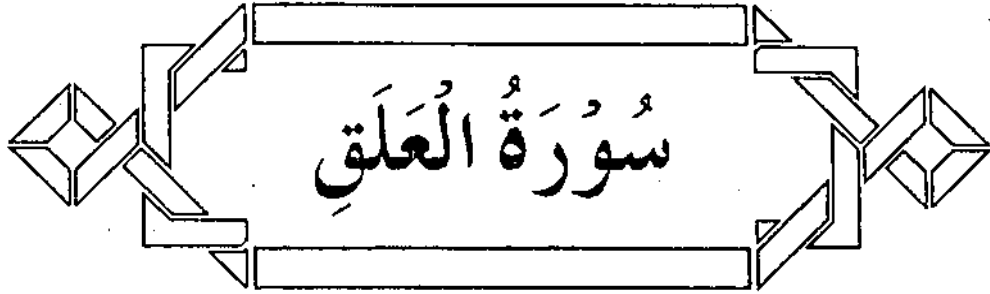
[سلسلہ تفسیر نمبر: ۵۷۰]

﴿ الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ﴾ (آیت: ۳)

[امن والا شہر]

اس سے مراد مکہ ہے۔

اور ابن عساکر نے حضرت عمرو بن درخس الفسانی سے روایت کیا کہ تین سے مراد مسجد دمشق ہے جو پہلے حضرت ہودؑ کا باغ تھا جس میں انجیر کے درخت تھے اور زیتون سے مراد مسجد بیت المقدس ہے۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۱]

﴿ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴾ (آیت:٦)

[سچ مچ (کافر) انسان حد سے بڑھ جاتا ہے]

یہ آیت ابوجہل کے بارے میں اتری تھی۔[1]

---

[1] انظر "تفسير الطبري" ٣٠/ ١٦٣.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۲]

لیلۃ القدر کی تعیین میں بہت سے اقوال ہیں جو چالیس سے بھی زائد ہیں خلاصہ ان کا دس اقوال میں آتا ہے۔

(۱)۔رمضان کی آخری دس راتیں۔[1]

(۲)۔مہینے کی پہلی رات۔

(۳)۔رمضان شریف کی درمیانی رات۔

(۴)۔سترہ رمضان المبارک۔

(۵)۔سترہ کے بعد کی تین راتیں۔

(۶)۔شعبان کی درمیانی رات۔

(۷)۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مبہم ہیں۔

---

[1] "وأخرج البيهقي في "شُعَب الإيمان" عن ابن عباس: أن رجلًا قال: يا نبي الله، إني شيخ كبير، يشقّ عَلَيّ القيام، فَمُرْنِي بليلة لَعَلَّ الله أن يوفقني فيها لليلة القدر. قال: "عليك بالسابعة".

وأخرجه أبو داود وغيره، عن معاوية بن أبي سفيان، عن النبي صلى الله عليه وسلم، في ليلة القدر قال: "ليلة سبع وعشرين". انتهى.

انظر في ليلة القدر: "أحكام القرآن" لأبي بكر ابن العربي المالكي ١٩٦٢/٤، و "تفسير الطبري" ١٦٦/٣٠، و "تفسير ابن كثير" ٥٣٢/٤، و "فتح الباري بشرح صحيح الباري" لابن حجر العسقلاني ٢٥٥/٤ (كتاب فضل ليلة القدر)، و "الدر المنثور" للسيوطي ٣٧١/٦.

(۸)-او یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ رات پورے سال میں ایک رات ہوتی ہے۔

(۹)-یہ رمضان میں ہوتی ہے۔

(۱۰)-یہ بھی ہے کہ ہر سال میں ہوتی ہے۔

پس یہ دس قول ہوئے۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

ابن ابی حاتم نے حضرت عثمان بن عمر سے روایت کیا ہے کہ ہم یہی سنا کرتے تھے کہ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۳]

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ ﴾ (آیت:۱)

[خرابی ہے ہر عیب نکالنے والے غیبت کرنے والے کیلئے]

یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں اتری تھی۔

اور سدی نے روروایت کیا ہے کہ یہ اخنس بن شریق کے بارے میں اتری تھی۔

اور حضرت مجاہد سے روایت کیا کہ یہ جمیل بن فلان[۱] کے بارے میں اتری تھی۔

(فائدہ) طبری نے جلد ۳۰ صفحہ ۱۸۹ میں حضرت ابن ابی نجیح سے اہل رقہ کے ایک آدمی سے روایت کیا فرمایا کہ جمیل بن عامر الجمحی کے بارے میں اتری تھی۔ (امداد اللہ)

اور حضرت ابن جریج سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ کچھ لوگ فرماتے ہیں اس سے مراد ولید بن مغیرہ[۲] ہے۔

---

۱ في رواية " الطبري " ۱۸۹/۳۰ : " عن ابن أبي نجيح ، عن رجل من أهل الرقة قال : نزلت في جميل بن عامر الجمحي ".

۲ وأخرج ابن المنذر عن ابن إسحاق قال : " كان أمية بن خلف إذا رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم هزه ولمزه ، فأنزل الله ﴿ويل لكل همزة لمزة﴾ السورة كلها " نقله السيوطي في " لباب النقول في أسباب النزول " ص ۸۱۲ (بهامش الجلالين).

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۴]

﴿ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ﴾ (آیت:۱)

[ہاتھی والوں کے ساتھ]

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں اس ہاتھی کا نام ابوالکیسوم تھا۔ (ابن ابی حاتم)

اور ابن اجریر[1] نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس لشکر کا قائد ابرہہ الاشرم تھا جو حبشہ[2] سے آیا تھا۔

(فائدہ) اوران کا رہنما ابورغال تھا۔ (انور)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۵]

﴿ طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ ﴾ (آیت:۳)

[غول کے غول پرندے]

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد اور عکرمہ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ یہ پرندہ عنقاء تھا۔

---

[1] ۱۹٦/۳۰.

[2] وكان دليلهم أبو رغال . انظر " السيرة النبوية " لابن هشام ۴۷/۲ و " الإتقان ۱۵۱/۲ ".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۶]

﴿ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ ﴾ (آیت:۲)

[سردی کے سفر کے باعث]

یمن کی طرف سردی میں سفر ہوتا تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۷]

﴿ وَالصَّيْفِ ﴾ (آیت:۲)

[اور گرمی کے سفر کے باعث]

شام[1] کی طرف گرمی میں سفر ہوتا تھا۔

---

[1] انظر: "تفسير الطبري" ۱۹۹/۳۰، و "تفسير ابن كثير" ۵۵۳/۴.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۸]

﴿ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ﴾ (آیت:۱)

[کیا آپ ؐ نے اس شخص کو دیکھا جو انصاف کے دن کو جھٹلاتا ہے]

دین سے مراد جزاء اور حساب ہے یعنی کیا تم اس کو جانتے ہو۔

سُورَةُ الْكَوْثَرِ

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۷۹]

﴿ اَلْكَوْثَرَ ﴾ (آیت:۱)

[کوثر]

کوثر کی تفسیر احادیث صحیحہ متواترہ میں یہ ہے کہ یہ جنت میں ایک نہر ہے۔[1]

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۸۰]

﴿ اِنَّ شَانِئَكَ ﴾ (آیت:۳)

[بے شک آپ کا دشمن]

اس دشمن سے مراد حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابوجہل ہے۔

اور حضرت عطاء فرماتے ہیں ابولہب ہے۔

اور عکرمہ فرماتے ہیں عاصی بن وائل ہے۔

---

[1] روى مسلم (٤٠٠) في الصلاة، وأحمد عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم بين أظهرنا إذ أغفى إغفاءة، ثم رفع رأسه متبسماً، فقلنا: ما أضحك يا رسول الله؟ قال: "أنزلت علي آنفاً سورة" فقرأ: ﴿ بسم الله الرحمن الرحيم. إنا أعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر إن شانئك هو الأبتر ﴾ ثم قال: "أتدرون ما الكوثر" فقلنا: الله ورسوله أعلم قال: "فإنه نهر وعدنيه ربي عزوجل، عليه خير كثير، هو حوض ترد عليه أمتي يوم القيامة، آنيته عدد النجوم، فيختلج العبد منهم، فأقول: "رب، إنه من أمتي، فيقول: ما تدري ما أحدث بعدك".

انظر في شرح أحاديث الكوثر: "فتح الباري" للحافظ ابن حجر ٧٣١/٨، و"شرح ثلاثيات مسند الامام أحمد" لسّفاريني ٥٣٣/١ و ٢٥٦/٢.

اور حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت میں ہے کہ کعب بن اشرف ہے۔
اور شمر بن عطیہ فرماتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط ہے۔
(یہ سب اقوال ابن ابی حاتم نے نقل کئے ہیں)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۸۱]

یہ سورت ولید بن مغیرہ اور عاصی بن وائل اور اسود بن مطلب اور امیہ بن خلف کے بارے میں اتری تھی۔ (ابن ابی حاتم[1] عن سعید بن میناء)

[1] والطبري في "تفسيره" ۲۱٤/۳۰.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۸۲]

﴿ اَبِیْ لَهَبٍ ﴾(آیت:۱)

[ابولہب]

اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۸۳]

﴿ وَّامْرَاَتُهٗ ﴾(آیت:۴)

[اوراس کی بیوی]

اس عورت کا نام اُم جمیل العوراء تھا جو حرب کی بیٹی تھی اور حضرت ابوسفیان صخر بن حرب کی بہن تھی۔

اورابن دحیہ نے " التنویر " میں لکھا ہے کہ اس عورت کا نام عواۃ تھا۔(مسند حمیدی[1]) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام اروىٰ تھا۔

---

[1] الذي في " مسند الحميدي " برقم (٣٢٣) هي كونها أم جميل العوراء. وليس فيه خبر ابن دحية كما توهم عبارة المصنف.

وكتاب ابن دِحية الكلبي (ت ٦٣٣) اسمه : " التنوير في مولد السراج المنير ". كما في " كشف الظنون " ٥٠٢/١ ، ووقع اسمه في " حسن المقصد في عمل المولد " للسيوطي المتضمنة في كتابه " الحاوي للفتاوي " ١٨٩/١ : " التنوير في مولد البشير النذير ".

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۸۴]

﴿ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴾ (آیت:۳)

[اندھیری رات جب وہ سمٹ آئے]

حدیث مرفوع میں اس کی تفسیر اس چاند کے ساتھ کی گئی ہے جب طلوع ہو۔ (ترمذی عن عائشہ[1])

اور ابن شہاب فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورج کا وہ وقت ہے جب وہ غروب ہو جائے۔

اور ابن زید فرماتے ہیں اس سے مراد ثریا[2] (کہکشاں) ہے۔ (ابن ابی حاتم)

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۸۵]

﴿ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴾ (آیت:۴)

[اور عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونک مارے]

یہ لبید بن الاعصم کی بیٹیاں تھیں۔

---

[1] "سنن الترمذي" (۳۳۶۳) في التفسير. قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح.
ونص الحديث: عن عائشة: أن النبي صلى الله عليه وسلم نظر إلى القمر فقال: "يا عائشة استعيذي بالله من شرّ هذا فإن هذا هو الغاسق إذا وقب".
قال البغوي: فعلى هذا المراد بالقمر إذا خسف واسْوَدّ، (وقب) أي دخل في الخسوف أو أخذ في الغيبوبة.
وقال ابن عباس: (الغاسق): الليل إذا أقبل بظلمته من المشرق، و (الغسق): الظلمة.

[2] وأخرجه ابنُ جرير في "تفسيره" ۳۰/۲۲۶-۲۲۷.

[سلسلہ تفسیر نمبر:۵۸۶]

﴿ الْخَنَّاسِ ﴾ (آیت:۴)

[وسوسہ ڈالنے والا خناس]

خنّاس سے مراد شیطان ہے۔ (ابن جریر ۱؎ عن ابن عباسؓ)

الحمد لله رب العالمين وبه فضله و توفيقه و منه و كرمه تتم الصالحات، اللهم اجعله صالحة في الدنيا و الآخرة و كن لي به في الاوان والاحيان و قني من الشرور و المصائب و الذنوب والآلام كلها في الحياة و بعد الممات و يسرلي خدمات الدين في شتى الميادين و سهل اسبابها و اعني بالاعوان خالصة مخلصة آمين.

و صلى الله تعالىٰ على خير خلقه خاتم الانبياء والمرسلين و على عباد الله الصالحين الىٰ يوم الدين.

(امداداللہ انور)

۱؎ ۲۲۸/۳۰.

فہرست تصانیف وتراجم مولانا امداد اللہ انور

آنسوؤں کا سمندر	تفسیر مبہمات القرآن	عبادت سے ولایت تک
استغفارات حضرت حسن بصریؒ	جنت کے حسین مناظر	عشق مجازی کی تباہ کاریاں
الادب المفرد	جنت البقیع	علم پر عمل کے تقاضے
اسماء النبی الکریم ﷺ	جنت البقیع (مع تصاویر)	فتاویٰ جدید فقہی مسائل
اسرار کائنات	جہنم کے خوفناک مناظر	فضائل حفظ القرآن
اسم اعظم	جواہر الاحادیث	فضائل تلاوت قرآن
اسلاف کے آخری لمحات	رونے والوں سے اللہ کا پیار	فضائل شادی
اسلام پر کفار کے اعتراضات کے جوابات	حکایات دعاء	فضائل شکر
اسلام میں عورت کا مقام	حکایات علم وعلماء	فضائل شہادت
اکرام مسلم	حل قال بعض الناس	فضائل صبر
اکابر کی مجرب دعائیں	خوف خدا اور اللہ سے ڈرنے والوں کے واقعات	فضائل غربت
اکابر کا مقام عبادت	خدمت والدین	فضائل مصائب وامراض
اکابر کی تمنائیں	خشوع نماز	فرشتوں کے عجیب حالات
امتوں پر عذاب کے واقعات	خواص القرآن الکریم	قبر کے عبرتناک مناظر
اوصاف ولایت	دوزخ کے انگارے	قیامت کے ہولناک مناظر
اولیاء کرام کے درود وسلام	رحمت کے خزانے	کرامات اولیاء
بادشاہوں کے واقعات	زیارت النبی ﷺ	گنہگاروں کی مغفرت
ترجمہ قرآن پاک	ساٹھ علوم	لذت مناجات
تاریخ جنات وشیاطین	سیلاب مغفرت	مستند نماز حنفی
تاریخ علم اکابر	سنن دارمی	معارف الاحادیث
تصاویر مدینہ	شرح اسماء اللہ الحسنیٰ	مشاہیر علماء اسلام
تفسیر ابن عباسؓ	صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے	محبوب ﷺ کا حسن وجمال
تفسیر عائشۃ الصدیقہؓ	صحابہ کرامؓ کی دعائیں	معجزات رسول اکرم ﷺ